۹

انقلاب روس

انقلاب روس

یعنی

روس کے عصر جدید کی کایاپلٹ کی داستان

از

کشن پرشاد کول

ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی لکھنؤ

الہ آباد

ہندوستانی ایکاڈیمی یو - پی

سنہ ۱۹۳۶ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.,
ALLAHABAD.

FIRST EDITION :

Price Rs. 2-8-0 (Paper)
" Rs. 3-0-0 (Cloth)

Printed by
S. GHULAM ASGHER, AT THE CITY PRESS,
ALLAHABAD.

مضامین

دیباچہ

سنہ ۱۹۱۴ع کی جنگ عظیم نے جو قیامت خیز ہنگامہ اطراف عالم میں بالعموم اور سر زمین یورپ میں بالخصوص برپا کیا اس نے نہ معلوم کتنے تاجداروں کو خانماں برباد کرکے قعرِ گمنامی میں ڈھکیل دیا - جن قوموں اور ملکوں کی شہرت اور دبدبہ کے آگے دنیا زانؤ ادب تہ کرتی تھی وہ آج بے کسی اور بے حیائی کی زندگی بسر کر رہی ہیں اور ان میں سے بعض کا تو نام و نشان تک صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ہے - میدان سیاست میں ایسے ایسے حیرت انگیز انقلاب دیکھنے میں آئے اور جمہور عالم پر مصائب و آلام کے وہ پہاڑ ٹوٹے کہ خلقت آج بھی ان سے سہمی ہوئی ہے مگر یہ حادثے ایسے نہیں کہ جن کا اثر دیرپا ہو - دنیا ان کی یاد بہت جلد بھلا دیگی اور یہ قصۂ پارینہ ہوکر رہ جائیں گے مگر روس کے انقلاب نے اُس ملک کی جیسی کچھ کایا پلٹ کی ہے اور جن قوتوں اور اصولوں کو عملی جامہ پہنا کر بساط سیاست پر برسر پیکار لاکر کھڑا کیا ہے اور مغربی تہذیب و تمدن کو جو پیام جنگ وہ آج دے رہے ہیں یہ دنیا کی آنے والی نسلوں کو مدت مدید تک نچلا اور چین سے نہیں بیٹھنے دینگے - اس تلاطم کی موجیں ابھی عرصۂ دراز تک تمدن انسانی کے ساحل سے ٹکرایا کریں گی - بولشوک انقلاب کی یہ تعبیر کہ اس نے زار کی سی عظیم‌الشان ہستی کو مٹا کر حکومت کا تختہ پلٹ دیا نا کافی ہے - یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس انقلاب کے آغوش میں زمانہ نے ایک اور کروٹ بدلی ہے - بہر حال دنیا کی تاریخ میں فرانسیسی انقلاب کے بعد سے کوئی حادثہ یا واقعہ ایسا نہیں گذرا ہے جسکی اہمیت کا مقابلہ بولشوک انقلاب سے کیا جائے - بولشوک تہذیب و طرز معاشرت اور مغربی تمدن کی باہمی کشاکش میں کون بالآخر بازی لے جائیگا یا اگر بولشوک دور انقلاب کا سکہ روس کی طرح دنیا پر بیٹھتا گیا تو خلائق عالم کے لئے یہ رحمت و برکت یا زحمت و مصیبت ثابت ہوگا اس کے متعلق قطعی فیصلہ صادر کرنا ہمارے بس کی بات نہیں - یہ منصب تو زمانہ آئندہ کے ہی کسی نسل کے مورخ کو حاصل ہو سکتا ہے -

ایسے معاملہ میں پیشین گوئیاں کرنا فعل عبث ہے البتہ صورت حال کا سمجھنا اور جو کچھ ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کا صحیح صحیح اندازہ لگانا ہر صاحب رائے کا حق اور فرض ہے - اس کتاب میں جو ہندوستانی ایکاڈیمی کے ایما سے لکھی گئی ہے اور اب ناظرین کے سامنے پیش کی جارہی ہے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ مبالغہ آمیز جانب داری سے پرہیز کرکے بولشوک انقلاب کی پیدا کی ہوئی صورت حال اور اُس کایاپلٹ کا جو روس میں اس کے ذریعہ سے ہوئی ہے ' صحیح صحیح خاکہ کھینچا جائے - اس میں راقم الحروف کو کہانتک کامیابی ہوئی ہے اس کا فیصلہ ناظرین ہی کرسکتے ہیں- البتہ کتاب کی ترتیب کے متعلق چند باتیں عرض کردینی ضروری ہیں - جس وقت کتاب کی ترتیب کا تہیہ کیا گیا تو یہ طے پایا تھا کہ کتاب تین تین سو صفحوں کی دو جلدوں میں مرتب کی جائے گی تاکہ اُس تغیر و تبدل کا مکمل بیان جو روس کے عصر جدید میں تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں نمودار ہو رہا ہے منضبط ہو سکے - لیکن یہ نہ ہونا تھا نہ ہوا کچھ صورتیں جن پر مصنف کو قطعی اختیار نہ تھا ایسی پیش آئیں کہ کتاب کو ایک ہی جلد میں ختم کرنا پڑا اور یہ فیصلہ اس وقت ہوا کہ جب تقریباً ایک ثلث حصہ کتاب کا لکھا جا چکا تھا - اسوجہ سے تاریخی حصہ نسبتاً طویل اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ابواب مختصر ہیں - نیز روس کے علم ادب ' فنون لطیفہ ' پریس اور پنج سالہ پروگرام کے متعلق جو ابواب لکھے جانے والے تھے ان کو حذف کر دیا گیا - جن شعبوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں بھی صرف سرسری خاکہ کھینچنے پر اکتفا کی گئی - کتاب کا مطالعہ کرتے وقت ان معذوریوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے -

بولشوک انقلاب نے قطعی نئے عقیدے اور ایمان کی تلقین شروع کی ہے جیسا کہ ایسی صورتوں میں بالعموم ہوتا ہے اس کے پیرو نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنے کے دعویدار ہیں اُن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے روس کے سے ملک میں عام رعایا کے لئے جو نار جہنم ہو رہا تھا جنت کی سی فضا پیدا کردی ہے اور اگر یہی لیل و نہار رہے تو وہ زمانہ دور نہیں کہ وہ تمام دنیا کو فردوس بریں کا نمونہ بنا کر دکھا دیں گے بخلاف اس کے ان کے دشمن اور مخالف ان کے اوپر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور وہاں کے باشندوں پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے ہیں کہ جو نہ ابتک دیکھے تھے نہ سنے تھے

نہ صرف یہی بلکہ بولشوزم کو ایک ایسا ہوا بنا کر دکھایا جاتا ہے کہ جس سے
نہ صرف بچے بلکہ جوان اور بوڑھے بھی خائف نظر آتے ہیں - ایسی صورت میں
حقیقت حال کا پتہ چلانا آسان کام نہیں اور وہ بھی ہزاروں میل کے فاصلے سے
پھر وہ تمام مسالا جو ہر ایسے معاملہ کی چھان بین کے لئے ضروری ہوتا ہے اس
ملک میں آسانی سے بہم نہیں ہو سکتا - بعض کتابوں کا تو ملک میں آنا ہی
ممنوع ہے - جو کتابیں بالعموم انقلاب روس پر دستیاب ہوتی ہے ان میں حد سے زیادہ
رنگ آمیزی پائی جاتی ہے تاہم معدودے چند وقائع نگاروں نے حتی الامکان
غیر جانب داری، اور بے لوثی سے کام لیکر صورت حال کے انکشاف میں سعی
بلیغ کی ہے اور راقم الحروف کو اس کتاب کے لکھنے میں ان سے بڑی مدد ملی
ہے اس کا اقرار نہ کرنا کفران نعمت ہوگا - اس مسئلہ کا مطالعہ کرتے وقت
جن کتابوں کے پڑھنے کا موقع ملا یا جن سے اس کتاب کو مرتب کرنے میں
مدد ملی ان کی فہرست دوسرے مقام پر مندرج ہے - یوں تو اپنی اپنی جگہ
اکثر مصنفین نے مسئلہ کے کسی نہ کسی پہلو پر بڑی قابلیت اور صفائی سے
روشنی ڈالی ہے لیکن بہ حیثیت مجموعی ہیڈن گیسٹ Haden Guest
مورس ہندس Maurice Hindus ریلی فلپ ملر Rene Fullop Muller
اور امریکن ٹریڈ یونین ڈیلیگیشن American Trade Union Delegation کا
مرتبہ اس فہرست میں خاص طور سے ممتاز ہے - ان مصنفین نے ایسی چھان
بین سے کام لیا ہے اور اس بے لوثی سے واقعات کا انکشاف کیا ہے کہ دودھ کا
دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ نظر آتا ہے - اس مسئلہ کا مطالعہ اس وقت
تک مکمل نہیں ہو سکتا کہ جب تک ان مصنفین کی تصنیفات پر کامل
توجہ نہ کی جائے - اس کتاب کا تاریخی یعنی پہلا حصہ والیس میکینزی
Wallace Makenziee کی کتاب رشیا جیمس ماور James Mavor کی
تصنیف رشین ریوولیوشن اور بالخصوص مارکیو اور اوھارا کی کتاب رشیا پر
مبنی ہے - دوسرے حصہ کے لکھنے میں برٹرینڈ رسل Burtrand Russel کی
روڈس ٹو فریڈم Roads to Freedom فلپ ملر Fullop Muller کی گاندھی
اور لنن اور استالن Stalin کی کتاب لننزم Leninism سے خاص مدد ملی ہے- اس
حصہ کی تیاری میں مارکو اور اوھارا اور ماور کی کتابوں کا مطالعہ بھی بہت کار
آمد ثابت ہوا ہے - تیسرا حصہ بالعموم ہیڈن گیسٹ کی کتاب نیو رشیا پر مبنی
ہے - چوتھے حصہ میں جو واقعات اور اعداد شمار درج کئے گئے ہیں وہ امریکن

ڈیلیگیشن کی رپورٹ Soviet Russia in the Second decade اور ولیم ھنری چیمبرلین کی کتاب The Soviet Planned Economic Order سے اقتباس کئے گئے ھیں - کتاب کا آخری حصہ جس میں روس کے عصر جدید کی معاشرتی زندگی کا تذکرہ ھے زیادہ تر موریس ھنڈس کی کتاب Humanity Uprooted کے اقتباسات اور ھنڈس کے ذاتی مشاھدات پر مبنی ھے - بعض کتابوں کا مطالعہ اس لئے بالکل بیکار ثابت ھوا کہ مزید موضوع پر لکھنے کی نوبت ھی نہیں آتی اور بعض اسلئے بیکار ثابت ھوئیں کہ ان کا طرز بیان مبالغہ انگیز اور قطعی جانب‌دارانہ تھا -

اس کتاب میں تصویر کے دونوں رخ دکھانے کی کوشش کی گئی ھے - بولشوزم کے عقیدے اور ایمان کے پیش کرنے اور روس میں ابتک بولشوی حکومت نے جو کچھ کار نمایاں کئے ھیں ان کے بیان کرنے میں بخل یا بےالتفاتی نہیں برتی گئی ھے اور ذاتی رائے کے اظہار سے حتی‌الامکان گریز کیا گیا ھے تاھم بےمحل نہ ھوگا اگر اس موقع پر بولشوزم کے دو ایک بنیادی اصولوں کے متعلق کچھ اظہار خیال کیا جائے اور وہ بھی محض اس غرض سے کہ ناظرین کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں غور و فکر کرنے کا موقع ملے - بولشوی لیڈر اور بولشوی پارٹی کا عقیدہ اور مسلک یہ ھے کہ ذاتی ملکیت کے دستور کو قطعی مٹاکر ایسی حکومت کی بنیادیں مستحکم کی جائیں جس پر ادنیٰ طبقے کی رعیت کو پورا اختیار اور کامل قدرت حاصل ھو اگر اس عقیدے اور مسلک کے آگے سر جھکا دیا جائے تو روس میں بولشوی پارٹی جو کچھ کر رھی ھے وہ بے معنی نہیں کہا جا سکتا - اس اعتراض کی گنجائش بہت کم رہ جاتی ھے کہ ان کے دعووں اور طریق کار میں دلیل یا منطق کی کمی ھے نہ ان کے پروگرام پر یہ اعتراض واجب ھو سکتا ھے کہ عملی پہلو سے یہ سب باتیں دور از کار اور محض ھوائی ھیں- بخلاف اس کے ان کی منطق لاجواب اور ان کے پروگرام ایسے تلے نپے اور کیل کانٹے سے درست معلوم ھوتے ھیں کہ ان میں سقم نکالنا کارے دارد - لیکن اسکو کیا کیجئے کہ حضرت انسان بھی ایک چیز ھیں - عقل - دلیل اور منطق کا جادو ان پر چلتا ھے لیکن اس وقت تک جب تک کہ ان کے حسیات و جذبات کو اس سے ٹھیس نہیں لگتی اپنی ازلی عریانی کو انہوں‌نے تہذیب و شایستگی کے جامہ سے ڈھانپ ضرور لیا ھے اور دیکھنے میں خاصے اچھے آدمی معلوم ھوتے ھیں لیکن برتنے سے یہ قلعی کھل جاتی ھے

اور حرص خودی اور حیوانیت کا ازلی جوش صاف جھلکنے لگتا ہے - ارتقاء تہذیب و تمدن کی مختلف منزلیں طے کر کے انسان نے انسانیت کا درجہ اس معنی میں حاصل کر لیا ہے کہ اس کا دماغ تعلیم و تربیت کی روشنی کا اثر قبول کرتا ہے - وہ اپنے دماغ کی قوت سے آسمان کے تارے توڑ لاتا ہے اس کے تخیل کی بلند پروازی اس کو چرخ ہفتمین سے پرے پہونچا دیتی ہے اور اس کے عقل و دانش کے کرشمے بعض اوقات ہم کو حیرت میں ڈالتے ہیں لیکن چونکہ ابھی تک حسیات و جذبات میں لطافت و پاکیزگی کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اور اخلاق و روحانیت کا وہ عنصر جس کو انسانیت کہتے ہیں بہت کمیاب ہے دنیا بجا طور پر دارالمحن کہلاتی ہے - اچھا ہے یا برا اس سے بحث نہیں اصلیت یہ ہے کہ خودی اور حرص انسان کی ازلی سرشت ہے - دنیا میں آکر اپنے قدم جمانے ' گھر بار بسانا ' ملکیت اور دولت پیدا کرنا ' مرتبہ اور اختیار حاصل کرنا انسان کی ایسی سرشت اور خصلت ہے جو عارضی حوادث کا اثر نہیں بلکہ اُس کے رگ و ریشے اور خون و پوست میں سرائت کئے ہوئے ہے - پیغمبران دین اور مصلحان قوم نے فقر و فاقہ کا وعظ دیا ارتقاء تہذیب و تمدن کے دور نے شائستگی کے ساتھ ہی ساتھ سادگی کی زندگی کا معیار پیش کیا - تعلیم و تربیت نے انسان میں صلاحیت کا مادہ پیدا کیا اور دنیا نے پچھلے سیکڑوں بلکہ ہزاروں برس کے زمانہ میں ترقی کے کئی مدارج طے کئے لیکن انسان ابھی تک اپنی ازلی سرشت کو بھولا نہیں ہے - پرانے زمانہ میں عیسیٰ مسیح اور گوتم بدھ اور موجودہ عہد میں ٹالسٹائے اور گاندھی کی سی ایسی برگزیدہ ہستیاں ضرور پیدا ہوئیں کہ جنہوں نے یہ باور کرایا کہ انسان کے لئے فرشتہ ہوجانا حیطۂ امکان کے باہر نہیں اور بہت سے لوگ گمنامی کے پردے میں ایسے پڑے ہوں گے جن کے لئے انسان اور سراپا انسانیت کا لقب بجا طور سے استعمال کیا جا سکتا ہے مگر کروڑوں مخلوق میں کتنے ؟ تعلیم ' تربیت ' اخلاق ' معاشرت ' تہذیب و تمدن غرضکہ زندگی کے ہر شعبہ میں دنیا جس رفتار سے ترقی کر رہی ہے اور شایستگی کا دور جس طرح سے ہماری جہالت اور حیوانیت پر قابو و اختیار پاتا جاتا ہے اُس سے بعید نہیں معلوم ہوتا کہ چند صدیوں بعد یہ دنیا اصلی معنی میں انسانوں کی بستی ہوجائے - ممکن ہے کہ کبھی وہ زمانہ بھی آئے کہ انسان اگر فرشتہ نہیں تو فرشتہ کا ہمسر بن جائے لیکن یہ ارمان ابھی خواب کی سی

باتیں ہیں بایں ہمہ بولشوی پارٹی کے لیڈر یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ انسان کی اس ازلی سرشت کو بدل کر چھوڑیں گے - اور یہ معجزہ اسی نسل میں کرکے دکھائیں گے - ان کا عقیدہ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے - گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلتا - پیغمبران دین اور مصلحان قوم کے وعظ سے جو نہ ہوا وہ زور حکومت اور قانون کی زبردستی سے ہوکر رہیگا - مانا کہ دنیا کا کام زیادہ تر یوں ہی چلتا ہے آخر فرانسیسی انقلاب نے بھی تو زمانہ کی کروٹ بدلوانے میں سہارا دیا تھا یہ ٹھیک ہے لیکن فرانسیسی انقلاب اور بولشوی انقلاب میں بڑا فرق ہے - فرانسیسی انقلاب نے جس دور تمدن کو رواج دیا اور پچھلے ڈیڑھ سو برس میں جن اصولوں اور خیالات پر دنیا کار بند ہوئی ان کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا کی نعمت و دولت ' حکومت و ثروت ' حقوق و اختیارات صرف معدودے چند مجہول کاہل اور عیش پسند لوگوں کے لئے جن کا شمار رؤسا کے طبقے میں ہوتا ہے مخصوص نہیں بلکہ دنیا میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے افراد کو خواہ وہ کیسے ہی حقیر و ادنی کیوں نہ ہوں یہ موقع حاصل ہونا چاہئے کہ وہ اپنے بل بوتے اپنی قابلیت اور کیریکٹر کے مطابق اپنی ہمت اور کوشش سے اپنا وقار اور مرتبہ دنیا میں قایم کر سکیں بولشوی انقلاب نے جس فلسفہ اور اصولوں کو اپنا پشت پناہ بنایا ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہیں - بولشوک حکومت ہر طبقہ ہر گروہ اور ہر رائے کے واسطے مساوی موقع اور مساوی حقوق نہیں قایم کرتی بلکہ اس کے اصول اور اس کے عمل کے مطابق تمام حقوق اور رعاتیں ان افراد کے لئے مخصوص ہیں جو بولشوی کے عقائد اور اصول کے پیرو ہیں اور جن میں زیادہ تر نوکر یا مزدور پیشہ لوگ ہیں - اُمراء اور رؤساء کے لئے یا متوسط طبقہ کے واسطے جس کو سوشلسٹ بوژوا Bourgeasie کہتے ہیں اس سوشل نظام میں کوئی گنجایش نہیں فرانس میں قبل از انقلاب دنیا کی تمام نعمت و دولت اور حکومت و ثروت صرف رؤساء کے طبقے کے لئے مخصوص تھی روس میں بعد از انقلاب ملک کی تمام دولت و ثروت مزدور پیشہ طبقہ کی کائنات ہے دونوں صورتوں میں اصول و عقیدہ کا کوئی فرق نہیں صرف اکثریت و اقلیت کا فرق ہے - بولشوی لیڈر اس صورت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ جس نظام معاشرت کی داغ بیل ڈال رہے ہیں اس میں تمام مخلوق مساوی درجہ رکھیگی - اعلی اور ادنی کا فرق مٹ جائیگا ہر شخص معمولی حیثیت سے

آرام کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور جو لوگ حوصلہ و ارمان رکھتے ھیں اور جنھوں نے دل و دماغ بھی پایا ھے وہ بنی نوع انسان کی خدمت اور اپنے ملک و قوم کی ترقی و بہبودی کی کوشش میں نام روشن کرینگے اور اُنکا وقار و مرتبہ اعلیٰ قرار پائیگا - اسی خیال کو کرو پوٹکن نے اپنی کتاب - Conquest of Bread میں بڑی وضاحت اور خوبی سے یوں بیان کیا ھے کہ دنیا میں اس وقت اس قدر وافر زر و زمین موجود ھے کہ اگر انسان اپنے حرص و حسد - خودی و انانیت اور ازلی جوش حیوانیت سے اندھا نہ ھو کر اس سبب کو حصہ رسدی طریقے سے تقسیم کرے تو دنیا میں ھر فرد آرام و اطمینان سے زندگی بسر کر سکتا ھے اور اگر سائینس کے اُن نئے طریقوں کو احتیاط اور توجہ سے کام میں لایا جائے جو کاشت اور صنعت و حرفت میں دگنی بلکہ چوگنی ترقی کر کے دکھا سکتے ھیں تو ضروریات زندگی کا سامان اس قدر وافر مہیا ھو جائیگا کہ جس طرح اسوقت پانی میسر ھے کہ - کام میں بھی آتا ھے اور بہتا اور ضائع بھی ھوتا رھتا ھے کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا اسیطرح کھانے پینے ' اوڑھنے پہننے اور رھنے سہنے کا سامان بافراط ھو جائیگا - ھر شخص آرام سے زندگی بسر کر سکیگا اور بچ کر ضائع بھی ھوتا رھیگا - لیکن اسکو کیا کہئیے کہ انسان کی خود غرضی حرص و حسد اور ازلی سرشت حیوانیت منطقی اور فلسفی دماغوں کی اچھی سے اچھی اور سلجھی ھوئی سے سلجھی ھوئی تجاویز کو روبکار نہیں ھونے دیتی اور بنا بنایا گھروندا ڈھ جاتا ھے بولشوی انقلاب زور حکومت اور نفاذ قانون سے اس ازلی سرشت حیوانیت کو کس طرح اناً فاناً بدل دیگا اور انسان چولا بدل کر دفعتاً فرشتہ کیسے ھوجائیگا یہ آسانی سے باور نہیں آتا لیکن بولشوی عقیدے اور ایمان کے حامی و مدعی کہتے ھیں اور باصرار کہتے ھیں کہ ھمنے روس میں یہ معجزہ کرکے دکھا دیا ھے - یہ دعویٰ ایک حد تک صحیح ھے لیکن اس کے متعلق بھی دو ایک باتیں غور طلب ھیں - جہانتک بولشوی اُمت کا تعلق ھے یہ دعویٰ غلط نہیں - اُن کا حوصلہ و ایثار ' اُنکا فقر و قناعت انکی انسانی ھمدردی و جوش اخلاق ' انسانیت کے ایسے جوھر ھیں کہ جنکی داد نہ دینا بد تر از کفر ھوگا لیکن بولشوی اُمت روس کی کروڑوں کی آبادی میں سے چند لاکھ سے زیادہ نہیں - اور بقیہ کثیر آبادی کے متعلق یہ دعویٰ صحیح نہیں - پھر یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ھے کہ ھر عقیدے اور مذھب کے پیرو کاروں میں جو ھمت اور جوش شروع شروع میں ظاھر ھوتا ھے وہ کچھ

عرصہ بعد قائم نہیں رہتا - یہ تاریخی واقعہ ہے - کون جانتا ہے کہ جو جوش اور دھن بولشوی اُمت اور اُس کے پیشواؤں میں آج نظر آتی ہے وہ نسل دو نسل بعد بھی باقی رہیگی ؟

تہذیب وتمدن کے دور حاضر نے دنیا کی مخلوق کو جس دولت و نعمت سے مالا مال کیا ہے وہ انسان کی شخصی آزادی ہے - ہر وہ حکومت اور سوسائٹی جسکو مہذب ہونے کا دعوی ہے اس اصول کو تسلیم کرتی اور اس حق کا تحفظ کرتی ہے اور ضرورتاً جب رعیت کی شخصی آزادی سلب کی جاتی ہے - خواہ جا یا بیجا تو حکومت کو عذر خواہ ہونا پڑتا ہے - آزادی کے اُصول سے کبھی انحراف نہیں کیا جاتا - بخلاف اس کے بولشوی حکومت کا عقیدہ اور اصول ہی اس سے مختلف ہے - اس کے اصول کے لحاظ سے حکومت اور سوسائٹی محض رعیت کے امن اور تحفظ کے لئے نہیں بلکہ رعیت اور مخلوق ہی اسٹیٹ اور حکومت کے بقا اور استحکام کے لئے پیدا کی گئی ہے - لہذا شخصی آزادی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا - بولشوی عقیدے کا یہ نظریہ محض سیاسی یا اقتصادی شعبوں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں حتی کہ فنون لطیفہ ' مثل نقاشی ' موسیقی ' سنگتراشی ' تھیٹر ' سنیما وغیرہ تک میں اس کو کام میں لایا جاتا ہے اور ایک ہی طرز و قماش کو رواج دیا جاتا ہے اور وہ بھی ادنی قسم کا - اس سے اختلاف کرنا داخل کفر ہے - یوں سمجھئے کہ ایک قسم کی وردی بنوا دی گئی ہے جس پر سرکاری مہر لگی ہے ہر جوان بوڑھے اور بالے پر اُس کا پہننا لازم ہے اس سے بحث نہیں کہ وہ چھوٹی ہوتی ہے یا بڑی تنگ ہوتی ہے یا ڈھیلی یا تو اسے پہنو یا ننگے ناچو یہ ممکن نہیں کہ تم دوسری پوشاک بنواکر زیب تن کر سکو - جس تہذیب و حکومت میں شخصی آزادی کو حکومت یا سوسائٹی کے استحکام اور بقا کے لئے اس طرح سلب کیا جاتا ہے اُس میں ارتقاء تمدن کا نشو و نما پانا معلوم - یہ بات دوسری ہے کہ ترقی کے نشو و نما پانے کے معنی ہی بدل دئے جائیں - راقم الحروف کو اس بولشوک عقیدے اور اصول سے قطعی اختلاف ہے یہ لازمی نہیں کہ ناظرین مصنف کی ان رایوں سے جن کا اظہار یہاں کیا گیا ہے اتفاق کریں - ہر شخص کو اپنی رائے قائم کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر بولشوی انقلاب کے مسئلہ کے سمجھنے اور اُس پر سنجیدگی سے صحیح رائے قائم کرنے کا خیال ہے تو یہ ناگزیر ہے کہ مسئلہ کے ان پہلوؤں پر

بھی جن کا تذکرہ اس دیباچہ میں کیا گیا ہے غور و فکر کے ساتھ نظر ڈالی جائے - اگر ناظرین میں سے چند نے بھی اس عرض داشت پر توجہ کی تو راقم الحروف اپنی محنت کو رائگاں نہ سمجھے گا -

کشن پرشاد کول

حصه اول

(۱) ابتدائی زمانہ

سنہ ۱۹۱۷ع سے پیشتر یعنی قبل اس کے کہ بولشوی دور نے روس کی کایا پلٹ کی سلطنت روس کا شمار یورپ کی اُن سر بر آوردہ اور طاقتور قوموں اور حکومتوں میں کیا جاتا تھا کہ جن کا دبدبہ نہ صرف یورپ بلکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا تھا - یورپ کی اُنیسویں صدی کی تاریخ کا کوئی باب مشکل سے ایسا ہوگا جس میں روس یا زار روس کا تذکرہ پیش پیش نظر نہ آتا ہو اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ لحاظ اپنے رنگ روپ اور تہذیب و تمدن کے روسی قوم یقیناً فرنگی قوم ہے لیکن روسی قوم کی ابتدائی تاریخ کا سرسری مطالعہ بھی بعض ایسی خصوصیات کا پتہ دیتا ہے جو یورپ کے اور ملکوں اور قوموں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ یورپ میں صرف روسی قوم کے ساتھ مخصوص ہیں اور جن کا گہرا اثر اُن کے خصائل و عادات - طریق معاشرت اور تہذیب و تمدن پر پڑا ہے -

خصوصیات

روس کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ زراعتی ملک ہے - یورپ کی تمام سر برآوردہ قوموں اور ملکوں کی موجودہ ترقی کا دار و مدار ان کی صنعت و حرفت اور تجارت پر ہے - اُن کی زیادہ تر آبادی شہروں اور قصبوں میں بسی ہوئی ہے اور ان کی کثیر تعداد حرفت پیشہ ہے حتیٰ کہ مغربی تہذیب و تمدن حرفت و تجارت ہی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے - لیکن باوصف فرنگی ملک ہونے کے روس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ زراعتی ملک ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ وہاں صنعت و حرفت کا نشو و نما نہیں ہو رہا ہے بخلاف اس کے روس نے اُنیسویں صدی کے دوران میں صنعت و حرفت میں قابل قدر ترقی کی ہے مگر روس کی کثیرالتعداد آبادی دیہات میں بسی ہوئی ہے اور عام طور سے اس کا پیشہ اور ذریعہ معاش زراعت ہے - اس لحاظ سے ان کی حالت کم و بیش قریب ہندوستان کی سی ہے - قدرت نے بھی اُن میں اس رجحان کے پیدا ہونے کے لئے مختلف صورتیں مہیا کر رکھی ہیں - اتنا وسیع ملک اور ایسی زر خیز زمین مشکل سے دنیا میں کسی دوسری قوم کو میسر آئی ہوگی - روس کا شمالی میدان یورپ میں دریائے ڈینوب[۱] کے کنارے سے شروع

زراعتی ملک

---

[۱]— Danube -

هوکر ایشیائی سائبریا میں دریائے ینیسی[۱] تک پھیلا ہوا ہے - زمین کالی اور چکنی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ خاص زراعت کے لئے بنائی گئی ہے - اس زراعتی زمین کا رقبہ یورپین حصہ میں ۲۶ کروڑ اور ایشائی سائبریا میں ۱۳ کروڑ ایکڑ ہے - زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ جہاں تک اناج کی پیدا وار کا تعلق ہے تمام دنیا کی ضروریات کا ایک ثلث حصہ روس مہیا کیا کرتا تھا - باوصف اس کے کہ روسی کاشت کاری کے پرانے طریقوں ہی پر اکتفا کئے ہوئے تھے روس میں ناج کی سالانہ پیداوار $7\frac{1}{2}$ کروڑ ٹن تھی - دنیا کے تمام ممالک میں صرف امریکہ ہی روس پر سبقت لے گیا تھا کیونکہ اُس کی پیداوار ۱۰ کروڑ ٹن تک پہونچتی تھی - ناج سے قطع نظر کرکے جہاں تک جنگل کی پیداوار کا تعلق ہے یعنی لکڑی کی تجارت میں روس دنیا کے سب ملکوں پر سبقت لے گیا ہے - کوئی بھی اس کا مد مقابل نہیں - کار آمد اور قیمتی دھاتوں کی کانوں کی بھی اس ملک میں کمی نہیں لیکن یہ دور اُفتادہ سرحدی حصوں میں پائی جاتی ہیں اور ان سے فائدہ اُٹھانے کے لئے انتظام - محنت اور ہمت کی ضرورت ہے - اگر اس طرف پوری توجہ کی جائے تو ملک کی دولت میں ان سے کافی اضافہ ہوسکتا ہے -

پرانی تہذیبیں

مغربی تہذیب پچھلے ہزار بارہ سو برس میں ارتقاء تمدن کے مختلف مدارج طے کرتی ہوئی آج اس پایہ پر پہونچ گئی ہے کہ اس کا سکہ سارے عالم پر بیٹھا ہوا ہے اُس پر طرہ یہ ہے کہ یہ اپنے عروج و فروغ کے لئے کسی پرانی تہذیب کی مرہون منت نہیں - یورپ کی تمام قومیں آج اسی کا کلمہ پڑھتی ہیں روس بھی انہیں میں شامل ہے - لیکن روس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تاریخ و تمدن کی بنا پرانی تہذیبوں کے نشانات پر پڑتی ہے - سلاف (slav) یعنی روسی نسل کے مختلف فرقے اور جرگے پانچویں صدی عیسوی سے دریائے نیپر کے کنارے آباد ہونے شروع ہوئے نویں صدی میں انہوں نے ایک مستقل آبادی اور متحد قوم کی صورت پیدا کر لی - شہر اور قصبے آباد ہوے - تجارت کا سلسلہ جو ان کی آبادی کا باعث تھا فروغ پانے لگا - اور حکومت کا شیرازہ بندھنے لگا - ہر شہر اور قصبے میں جمہور جمعیت عام میں یکجا ہوتے افسروں کا انتخاب کرتے اور ان کے ذریعہ سے تمام

[۱]—Yenesei -

احکام اور قوانین کا نفاذ ہوتا اندرونی انتظام اور حکومت کا شیرازہ اس طرح مکمل ہوگیا لیکن خارجی حملوں کا خطرہ باقی رہا تحفظ کے خیال اور اس ضرورت سے مجبور ہوکر انہوں نے ایسے فوجی سرداروں کی مدد لی جو قرب و جوار کے ممالک میں اپنا تسلط جمائے ہوئے تھے - جب ان کے قدم آئے تو انہوں نے اپنی معاملہ فہمی اور دانشمندی سے جمہور پر اپنا سکہ بٹھانا شروع کیا اور ملک کے دور دور اطراف تک اپنی حکومت قائم کرلی - یہ نویں صدی عیسوی کا ذکر ہے - لیکن یہ سمجھنا کہ روس کی تاریخ نویں صدی عیسوی سے شروع ہوئی بڑی غلطی ہوگی کیونکہ اس سے بہت پیشتر اس ملک کے مختلف اطراف میں پرانی تہذیبوں کے نشانات صاف صاف ملتے ہیں -

سب سے پہلے تمدنی زندگی کا آغاز روس میں معلوم ہوتا ہے کہ دریائے نیپر [۱] - دریائے ڈون [۲] اور دریائے کیوبن [۳] کے کناروں پر ہوا - ان دریاؤں کے کناروں پر تین مختلف پرانی تہذیبوں کے نشانات ملتے ہیں - دریائے کیوبن پر جس تمدن کے نشانات پائے گئے ہیں وہ عراق - مصر اور ترکستان کی تہذیب پارینہ سے بہت ملتا جلتا ہے - دریائے نیپر کے اطراف میں وسطی یوروپ کی پرانی تہذیب نے اپنا رنگ جمایا تھا - بحیرۂ اسود کے ملحق اطراف میں تین مختلف پرانی تہذیبوں کا دور دورہ رہا - دسویں صدی سے آٹھویں صدی قبل از عیسیٰ تک تھریشن [۴] اور سیمرئین [۵] مخلوط تمدن نے بحیرۂ اسود کے گرد و نواح کے خطۂ روس کو اپنے طرز شایستگی سے مانوس کیا آٹھویں صدی سے تیسری صدی قبل از عیسیٰ تک سیدین اور ایرانی تمدن کا دور قائم رہا اور جنوبی روس کا یہ حصہ پورے پانچسو برس تک مشرقی طرز تمدن سے متاثر ہوتا رہا - اس کے بعد اپنے زمانۂ عروج میں یونان کی نگاہیں جنوبی روس پر پڑیں اور یونان نے اس پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کی - لیکن یونانی نو آبادیوں کو اس خطہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ اس سر زمین میں استحکام کے ساتھ جاگزین نہ ہوسکیں غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ جنوبی روس پر اس وقت مشرقی رنگ بہت گہرا چڑھا ہوا تھا - تاہم جنوبی روس کے تمدن میں یونانی تہذیب کے اثرات و نشانات کا پتہ آسانی سے چلتا ہے - جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا کہ روسی طرز معاشرت اور شایستگی کی داغ بیل بہت کچھ دنیا کی پرانی تہذیبوں پر ڈالی گئی ہے -

---

[۱]—Dneiper - [۲]—Don - [۳]—Kubon - [۴]—Thracian -
[۵]—Suomirian -

تیسری صدی عیسوی میں جرمن نسل کے بعض جرگوں نے جنوبی روس پر حملہ کرکے اپنا تسلط جما لیا لیکن چونکہ فاتح قوم کا تہذیب و تمدن مفتوح قوم کے معاشرت اور شایستگی کے مقابلہ میں ادنی درجہ کا تھا انہوں نے بجز تجارت کی راہیں کھولنے کے ملک پر کوئی پائدار اثر نہیں چھوڑا - البتہ جرمنی اور نوروے[۲] سے جنوبی روس کے تجارتی تعلقات قائم ہوگئے - جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے سلاف یعنی روسی نسل کی قوم نے پانچویں صدی عیسوی میں آباد ہونا شروع کیا اور نویں صدی عیسوی تک یہ متوسط روس تک چھا گئے اور ایک متحد قوم کی صورت انہوں نے اختیار کر لی - اِدھر ان تجارتی جماعتوں اور شہروں کو اپنے تئیں خارجی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے فوجی سرداروں کی ضرورت تھی اُدھر نوروے کے فوجی سردار اور حکمران روس کے متمول اور تجارتی شہروں پر حرص کی نگاہیں ڈال رہے تھے - کیو کا شہر ان تجارتی شہروں میں سب سے ممتاز درجہ رکھتا تھا جس نے کیو پر قابو پالیا اس نے گویا تمام روس پر قابو حاصل کرلیا - اولیگ نامی نوروے کے ایک فوجی سردار نے کیو پر اپنا تسلط آسانی سے جمالیا اور روس کے تجارتی شہروں اور اس کی آبادی کی رضامندی سے ایک متحد اور وسیع ریاست قائم کرلی روس کی تاریخ میں یہ پہلی باضابطہ ریاست کہی جاسکتی ہے - کیو کی ریاست کا عروج نویں صدی سے گیارھویں صدی عیسوی تک رہا -

[۱] کیو کی ریاست

روس کی خصوصیت صرف یہی نہیں ہے کہ روسی قوم نے اپنے آباد ہونے اور پھلنے پھولنے کے لئے ایسی زمین چنی تھی جس کی آبیاری پرانی تہذیبوں سے ہوچکی تھی اور جس کی تہذیب و معاشرت میں مشرقی رنگ و بو کا پایا جانا لازمی تھا بلکہ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ عین اپنے نشو و نما کے زمانہ میں اس کو ایسے تاریخی حادثات و واقعات کا سامنا ہوا کہ مشرقی تہذیب و تمدن کی اُمنڈتی ہوئی موجوں کے سامنے بجز گردن جھکانے کے اس کے لئے کوئی چارہ باقی نہ رہا - سلاف یعنی روسی قوم کے نشو و نما ہونے کا زمانہ عین وہی زمانہ تھا کہ جب اسلامی فتوحات کا ڈنکا یورپ میں بج رہا تھا اور اہل عرب شمالی افریقہ اور جنوبی یورپ پر اپنا سکہ بیٹھا رہے تھے - عربی یا اسلامی تہذیب

مشرقی تمدن کا اثر

. Norway—[۲] - Kiev—[۱]

و تمدن نویں سے گیارھویں صدی عیسوی تک مہذب دنیا پر اُسی طرح چھایا ہوا تھا اور اس کے عروج و فروغ کا دنیا میں وھی چرچا تھا کہ جیسا آج یورپ کے تہذیب و تمدن کا مغربی تہذیب کے دور نشاۃالثانیہ نے جس کا فروغ بارھویں صدی عیسوی سے شروع ھوا مغربی حصۂ یورپ سے مشرقی اثرات کو بہت جلد زائل کر دیا لیکن مشرقی اور جنوبی یورپ پر ان مشرقی اثرات نے اپنا قابو پائداری کے ساتھ کرلیا تھا - روس کی مختلف ریاستوں اور حکومتوں میں یکجہتی پیدا کرنے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ مذھب تھا دین عیسوی کا فروغ روس میں یونانی کلیسا کے ذریعہ سے ہوا تھا اور یونانی کلیسا از سر تاپا مشرقی رنگ میں ڈوبا ھوا تھا - اس کو نہ پاپائے روم سے کوئی واسطہ تھا نہ لوتھر اور کالون سے کوئی لگاؤ - دوسری چیز روسیوں میں یکجہتی پیدا کرنے والی تجارت تھی - سو اس زمانہ میں مشرق نے جو تجارت کی راھیں مغرب کی ساتھ کھولی تھیں اُن کا گذر گاہ جنوبی روس تھا یا یونان و بصرہ روم - ان کے ذریعہ سے اپنے ابتدائی زمانہ میں روس برابر مشرقی اثرات قبول کرتا رھا - تیرھویں صدی عیسوی میں تاتاریوں نے اپنی یورش سے مشرقی یورپ کو پامال کیا اور دو صدی تک روس پر ان کا تسلط رھا - طرز حکومت میں بھی روسی حکمرانوں اور سرداروں نے تاتاریوں کی تبتع کی اور مطلق‌العنانی کا سبق تاتاریوں سے سیکھا - مغربی تہذیب و تمدن کا اثر روس نے پندرھویں صدی عیسوی سے قبول کرنا شروع کیا اور بالاخر اٹھارھویں صدی میں اس نے مغرب کا جامہ پوری طور سے پہن لیا - اُنیسویں صدی میں روس کا شمار یورپ کی نہایت سر برآوردہ اور طاقتور قوموں اور حکومتوں میں ہونے لگا - لیکن باین ھمہ روس کی طرز معاشرت اور روسیوں کے خصائل و عادات سے مشرقی اثرات کا رنگ آج تک مٹا نہیں ھے اور اس معنی میں روسی قوم یورپ کی دیگر قوموں کے مقابلہ میں نرالی خصوصیت رکھتی ھے -

موسکو کی ریاست

روس کی اُس عظیم‌الشان سلطنت کی بنا جس کا دبدبہ اور دھشت دنیا پر اُنیسویں صدی عیسوی میں عالم گیر تھا موسکو کی مختصر ریاست سے پڑی تھی - تاتاریوں نے اپنے دو صدی کے زمانۂ عروج میں روس کی تجارت و تمدن کو اس بری طرح پامال کیا کہ اس کا نام و نشان مشکل سے قائم رھا - شہر اور قصبے مٹ‌مٹ

کر صرف دیہات رہگئے - یہ دیہاتی رقبے اور علاقے زمینداروں اور تعلقہداروں میں تقسیم کر دئے گئے - زمیندار اور تعلقہ دار تاتاری خانوں کے چنگل میں تھے اور غریب و بیکس کسان و رعیت ان تعلقہداروں اور جاگیر داروں کے قبضہ و اختیار میں - یہ تعلقہدار اور جاگیردار ایک طرف تو رعیت سے محصول اور لگان وصول کرکے سرکاری خزانوں کو بھرتے اور تاتاری حکومت کی خوشامد میں مصروف رہتے دوسری جانب رعیت کا خون چوستے اور ان پر ہرطرح کے ظلم ڈھاتے - کسانوں کی کیفیت اور حیثیت غلاموں سے زیادہ نہ تھی - ان تعلقہ داروں اور جاگیر داروں میں موسکو کے رئیس کا درجہ ممتاز تھا اور اس کا علاقہ بھی بہت وسیع تھا - جوں جوں تاتاری حکومت کا زوال ہوتا گیا موسکو کے ریاست فروغ پائی گئی سنہ ۱۲۸۰ع سے سنہ ۱۴۶۲ع تک موسکو کی ریاست نے اپنی بنیادوں کو پختہ کرکے سب سے بڑی حکومت مستقل کی شان پیدا کرلی - حسن اتفاق سے اس زمانہ میں موسکو کے حکمران قابل اورہشیار نکلے - اپنی فتوحات کے ذریعہ سے انہوں نے دائرہ حکومت کی توسیع شروع کی - اسی زمانہ میں روسیوں میں مذہبی اور قومی جوش نے یکجہتی و اتحاد کی ایک ایسی قومی تحریک پیدا کردی تھی کہ جس سے حکومت کو سلطنت کے وسیع کرنے اور فروغ دینے میں بہت بڑی مدد ملی - سنہ ۱۴۶۲ع سے سنہ ۱۵۹۸ع تک کے زمانہ میں موسکو کی حکومت نہ صرف تمام روس پر پھیل گئی بلکہ اس کا اختیار و اقتدار ایشیائی سائبیریا پر بھی جم گیا - اور موسکو کی خاندان کے حکمران شان و عظمت سے روس پر حکومت کرتے رہے - طرز حکومت کا قریبنہ یہ تھا کہ ملک کے مختلف حصے اور صوبے فوجی سرداروں اور صوبہ داروں کے تحت میں کر دئے گئے تھے اور تمام عدالتی - مالی اور انتظامی معاملات بھی انہیں فوجی سرداروں کے ذریعہ سے طے پاتے تھے - مالی اور فوجی امداد سے یہ توسیع مملکت میں حکمران کا ہاتھ بٹاتے اور پھراجس طرح چاہتے رعیت کو حلقہ بگوش کرکے رکھتے - حکومت کے عروج کے اس زمانہ میں کسانوں اور دوسری رعایا کی حیثیت اس وقت زر خرید غلاموں سےزیادہ نہ تھی - سولھویں صدی عیسوی میں روس کی حکومت پانچ خطوں میں تقسیم تھی - یعنی موسکو - نوگورد - پوموری (شمالی خطہ) نیز (مشرقی خطہ) پولی (جنوبی خطہ) اول الذکر دونوں خطوں پر اس زمانہ میں برا وقت گذرا - ظالم آئیون کے فوجی افسروں نے رعیت پر ہر طرح کے ظلم ڈھائے پرانے رئیسوں اور جاگیرداروں کو برباد کرکے اُن کی جاگیریں اور زمینداریاں نئے تعلقداروں کے حوالے کیں جو رعیت

پر نت نئے ظلم ڈھانے لگے رعیت اپنی زمین اور گھر بار چھوڑ کر شمال - جنوب اور مشرق کے خطوں میں جہاں نسبتاً امن تھا منتشر ہونے لگی - کھیتی اُجڑ گئی - تجارت کا برا حال ہوا - ظلم کی آخر کوئی انتہا ہوتی ہے رعیت میں ہلچل مچ گئی - نتیجہ یہ ہوا کہ جب سولھویں صدی کے آخر میں موسکوی خاندان کا خاتمہ ہوا اور تخت و تاج کے نئے نئے دعویدار پیدا ہوئے تو باهمی خانہ جنگی نے حکومت کے شیرازے کو بکھیرنا شروع کیا - ملک میں بدامنی پھیلنی شروع ہوئی جس میں ہر طبقے کے لوگ شریک تھے - سوئیڈن اور پولینڈ والے باهر سے حملہ آور ہوئے - نوگورو اُن کے قبضے میں آگیا - ملک میں طوائف الملوکی اور بدامنی پھیل گئی - (سنہ ۱۶۱۰—۱۶۰۶) اس هنگامۂ عظیم نے روسیوں میں پھر ایک بار قومی جوش پیدا کیا اور یکجہتی و اتحاد کی قوتوں نے اپنا اثر جماکر حکومت کا شیرازہ از سر نو باندھا - اس عارضی اور نئی حکومت میں متوسط طبقے کے لوگوں نے اپنا رسوخ اور اختیار ایک حد تک پیدا کرلیا تھا - یوں تو سولھویں صدی میں بھی موسکو کے حکمرانوں اور تاجداروں کو معاملات حکومت کے طے کرنے میں رعیت کے نمائندوں سے صلاح و مشورہ کی ضرورت محسوس ہوا کرتی تھی اور انہوں نے ایک مجلس شورہ قائم کر رکھی تھی جس میں تین طبقوں کے نمائندے نامزد ہوا کرتے تھے اول روساؤ جاگیر دار دوئم پادری سوئم تجار - زمیندار - حکام اور فوجی افسر وغیرہ اخرالذکر طبقے کے نمائندوں میں متوسط طبقے کی رعایا کے نمائندے ہوا کرتے تھے - روسی اصطلاح میں اُن کا نام زمزکی سوبرس (Zamski Sobors) تھا - اب سترھویں صدی میں اس انقلاب اور هنگامہ کے بعد جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے جب نئی حکومت قائم ہوئی تو زمزکی سوبرس کے اثر و اقتدار اور ان کے مرتبہ اور اختیارات میں بڑا تغیر ہوگیا - اس طبقے کے نمائندے بجائے نامزد کئے جانے کے اب منتخب ہونے لگے - اب اُن میں نہ صرف تجارت پیشہ بلکہ زراعت پیشہ لوگوں کے نمائندے بھی شامل کئے جانے لگے - اب ان کا کام صرف مشورہ دینے تک محدود نہ تھا بلکہ اِن کو قانون وضع و نافذ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوگیا تھا زار روس اب انہیں کی کثرت رائے سے منتخب ہوتا تھا - سنہ ۱۵۹۸ع میں زار بورس گوڈونو اور سنہ ۱۶۱۳ع میں زار مائیکل رومانو کا انتخاب زمزکی سوبرس نے ہی کیا - سنہ ۱۶۴۵ع میں ایلیکزی انہیں کی رائے سے ولی عہد مقرر کیا گیا - نہ صرف یہی بلکہ زار اور اُس

کے وزراء تمام اہم معاملات حکومت میں فیصلہ کرنے سے قبل ان کا مشورہ اور فیصلہ قابل لحاظ سمجھتے تھے - تقریباً نصف صدی تک یہ کیفیت قائم رہی لیکن حکومت کے استحکام پانے اور زار روس کی قوت و اقتدار میں اضافہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ زمزکی سوبرس کا اقتدار و اختیار گھٹنے لگا حتیٰ کہ سنہ ۱۶۵۳ع کے بعد ان کو کوئی نہ پوچھتا تھا - تاہم سترھویں صدی کے شروع میں کچھ عرصہ تک انہوں نے رعیت میں سیاسیات کے سمجھنے اور اپنے اختیارات کو کام میں لانے کا خاصہ اچھا مادہ پیدا کر دیا تھا - جس طرح کسی بادلوں سے چھائی ہوئی تیرہ و تار رات میں کبھی بجلی چمک کر روشنی کی ایک جھلک دکھا دیتی ہے اسی طرح سے روس کے طویل مطالق العنانی کے دور حکومت میں زمزکی سوبرس کا عارضی اثر و اقتدار گویا شان جمہوریت کی ایک جھلک دکھا گیا - جوش قومیت کا یہ پہلا ولولہ تھا جو اُن ایام جاہلیت میں آسانی سے دبا دیا گیا - دوسری تبدیلی جو اس زمانہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ روس مغربی علوم و فنون - تجارت و حرفت اور تہذیب و تمدن سے اب روز بروز زیادہ مانوس ہونے لگا - اس کا دماغی و روحانی رجحان مغرب کے طرف تھا - مذہب اور سیاسیات دونوں شعبوں میں اس نے نئے خیالات کا اثر قبول کرنا شروع کر دیا تھا - اپنا لباس بھی بدل ڈالا تھا - گو ابھی تک اس نے اپنی پرانی وضع ترک کرکے بالکل مغرب کا جامہ نہیں پہن لیا تھا مگر اس کا میلان و رجحان اب مغرب کے طرف ہوچلا تھا سولھویں اور سترھویں صدی میں پہلے ڈچ قوم کے تاجروں نے اور پھر انگریزی سوداگروں نے روس میں اپنے قدم جمائے اور تجارت کا سلسلہ شروع کیا - تعمیرات کی باریکیاں روسیوں نے اطالوی صنعت کاروں سے سیکھنی شروع کیں اور نقاشی اور مصوری میں جرمن ماہران فن کے سامنے زانؤ ادب تہ کیا اس طرح مغربی تہذیب و تمدن کی تخم ریزی بتدریج پندرھویں - سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں ہوتی رہی لیکن روس کو مغربی تہذیب کا جامہ دراصل پیٹر اعظم نے اپنے دور حکومت میں پنھایا یا جس کا تذکرہ آئندہ باب میں کیا جائیگا -

(۲) سلطنت روس

اٹھارویں صدی روس کی تاریخ میں دو باتوں کے لحاظ سے خاص اہمیت

پیٹر اعظم

رکھتی ہے اول تو روس کی حکومت نے اپنے ہاتھ، پاؤں پھیلاکر اس صدي میں ایک مستقل عظیم‌الشان سلطنت کی حیثیت قائم کی - سائبیریا پر قبضہ کرکے روس نے اپنی مشرقی سرحد بحیرۂ پیفک تک تو سترھویں صدي ھی میں قائم کرلی تھی اٹھارویں صدی میں اس نے اپنی فوجي معرکہ آرائیوں اور فتوحات کے ذریعہ سے مغرب میں بحرۂ بالٹک اور جنوب میں بحیرۂ اسود تک اپنا سکہ جما لیا - دوسرے مشرقی طرز تہذیب و معاشرت سے منہ موڑ کر اس نے اٹھارھویں صدی میں مغربی تہذیب و تمدن کا جامہ پوری طور سے پہن لیا - ان دونوں امورمیں پیش قدمي کرنے کا سہرا واجبی طور سے پیٹر اعظم (سنہ ۱۶۸۴ع—سنہ ۱۷۲۵ع) کے سر باندھا جاتا ھے - پیٹر اعظم ایک بیدار مغز لیکن خود سر اور مطلق‌العنان پادشاہ تھا - وہ مغربی تہذیب و تمدن کا دلدادہ نہ تھا لیکن توسیع حکومت کی ضروریات نے اُسے یہ محسوس کرایا کہ اپنی فوجی سرگرمیوں اور معرکہ آرائیوں میں وہ مغربی اقوام کا مقابلہ اُسی حالت میں کرسکتا ھے جب وہ مغربی طرز معاشرت اور سائنس کی مدد سے اپنے نظام حکومت کو از سر نو مضبوط بنائے - چنانچہ سب سے پہلے اُس نے اپنے فوجی نظام کو بدلا - لازمی طور سے محکمۂ حکومت اور مال میں بھی اصلاحیں کرنی ضروری ھوئیں - بتدریج زندگي کے تمام شعبوں میں مغربی رنگ جھلکنے لگا اور سائنس - علم ادب - تعلیم - طرز معاشرت اور آداب شاھی سب نے مغرب کا جامہ پہن لیا - بحری اور بری فوج کو مغربی طرز و طریق پر آراستہ کرنے کے لئے نہ صرف روپیہ کی ضرورت تھی بلکہ نئے قسم کے ساز و سامان کی بھي - لہذا محصولات میں اضافہ کیا گیا جس کا بار غریب رعایا پر پڑا - ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے فیکٹریاں اور کارخانے کھولے گئے اور صنعت و حرفت کے ترقی دینے کی کوشش شروع ھوئی - لیکن جس ملک میں سرمایہ کی کمی ھو - روپیہ لگانے والے موجود نہ ھوں - مزدوری پیشہ جماعت کی جگہ صرف غلاموں سے ملک بھرا پڑا ھو فیکٹریاں اور کارخانے مشکل سے چل سکتے ھیں - لیکن چونکہ سرکار کو ساز و سامان کی ضرورت تھی فیکٹریاں کھولي گئیں اور سرکاری تحفظ کے ذریعہ سے چلتی

بھی رہیں - عوام الناس نے ان اصلاحات اور نئے طریقوں کا خیر مقدم خندہ پیشانی سے نہیں کیا لیکن پیٹر اعظم کی زبردست شخصیت اور اُس کے جبر و تشدد کا اثر یہ ہوا کہ حکومت کے تمام شعبوں میں اور اُمرا اور روساء کے طبقے میں مغربی تہذیب و تمدن کا رواج ہوگیا لیکن عوام پر اور بالخصوص رعیت کے زراعت پیشہ طبقہ کثیر پر اس تغیر و تبدل کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اُسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کے حلقوں اور روساء اور اُمرا کے طبقوں کے جانب سے رعیت کے دلوں میں اور زیادہ مغائرت پیدا ہوگئی -

کسان

کسانوں کی کیفیت غلاموں کی سی تھی - سرکار یا زمیندار کو لگان دینا اور فوج کے لئے سپاہی مہیا کرنا گویا یہ بس انہیں دو باتوں کے لئے پیدا کئے گئے تھے - پیٹر اعظم کے زمانہ میں ان پر لگان اور محصولوں کا بار بے حد بڑھ گیا تھا - جب وہ مستعدی اور آسانی سے اس بار کو ادا نہ کرسکتے تھے تو پولیس اور فوج اس کے وصول کرنے کے لئے بھیجی جاتی تھی جو ہر قسم جبر و ظلم ان پر ڈھاتی تھی - یہ زمانہ کسانوں پر خاص طور سے بہت برا گذرا - وہ زمینداروں کے قبضہ میں واقعی غلاموں کی حیثیت رکھتے تھے - ان پر مار پڑتی تھی ان کو غلاموں کی طرح بر سر بازار بیچا جاتا تھا - ان کے پاس صرف ایک ھی ذریعہ پیٹ پالنے کا رہ گیا تھا اور وہ یہ کہ کھیتی کرنے سے جو وقت ان کے پاس بچتا تھا اُس میں مختلف قسم کی دستکاریوں سے یہ اپنا کام چلاتے تھے - گاؤں گاؤں کسی نہ کسی دستکاری کا چرچا تھا کہیں سوت کاتا جاتا اور کپڑا بنا جاتا تھا - کہیں چمڑے کو صاف کرکے جوتا بناتے تھے - کہیں لکڑی کا کام ہوتا تھا اُس طرح سے یہ غریب کسان محصول کا بار ادا کرتے اور اپنا پیٹ بھرتے - تعلیم کی یہ کیفیت تھی کہ اٹھارویں صدی کے آخر میں ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ دیہاتی آبادی کے لئے صرف ایک درجن دیہاتی مدرسے تھے جن میں مشکل سے ۳۰۰ طلباء تعلیم پاتے تھے - دیہات پر ھی کیا منحصر ھے تعلیم کی تمام سلطنت میں یہ کیفیت تھی کہ غیر مذہبی مدارس کی تعداد ۳۰۰ سے زائد نہ تھی جن میں کل ۱۹ ہزار طلبا پڑھتے تھے -

مذہب

مذہبی خیال اور مذہبی عقیدہ روسی قوم کی سرشت میں ودیعت ہے - سیدھے سادے روسی کسانوں اور عوام الناس کی روزمرہ کی معمولی زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے تو چپہ چپہ پر اس کا ثبوت ملتا ہے - اُن کے گھر بار اور رہنے سہنے کا طریق - اُن کی کہانیاں اور کہاوتیں اُن میں تیرتھ جاترا اور زیارت کرنے کا خیال ظاہر کرتا ہے کہ مذہبی عقیدہ اور مذہبی جوش اُن کے رگ و پے میں سرائت کئے ہوئے ہے - اُن کے مزاج اور ان کی سرشت پر بھی اس کا دیرپا اثر پڑا ہے - کسر نفسی - خود فراموشی - مقدر کا قائل ہونا - روحانی جذبات میں صوفیانہ رنگ ان کے خصائل کا خاصہ ہے - کسی دوسری فرنگی قوم کے علم و ادب میں مشکل سے مذہب کو اس قدر ممتاز درجہ دیا گیا ہوگا کہ جیسا روسی علم ادب میں غرضکہ روسی کسان کی دینی اور دنیوی کائنات میں مذہب بڑی بیش قیمت چیز تھی - لیکن عیسوی اُمت کے پاسبان اپنے گلہ کی نگہداری اور اس کی خبر و جز کی جانب سے اس زمانہ میں بالکل غافل تھے - یونانی کلیسا باہمی قضیوں اور خانہ جنگی کا شکار ہو رہا تھا - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کلیسا اپنی خود مختاری اور آزادی ہاتھ سے کھو کر محض ایک سرکاری محکمہ بن گیا - کلیسا کی شان و شوکت اور ظاہری آرایش اور سمایش تو بڑھ گئی لیکن اپنی اُمت کی نگاہ میں اُس کا وقار و اقتدار گھٹ گیا - عوام میں مذہب کی جانب سے لاپروائی اور مغائرت پیدا ہونے لگی - ایک روسی وطن پرست کے ذیل کے الفاظ جو اُس نے سنہ ١٧٩١ع میں اپنے قید کے زمانہ میں جیل سے لکھے تھے حقیقت حال کا انکشاف خوب کرتے ہیں -

" پیدا ہوتے ہی ہمارا بپتسمہ ہوتا ہے - کلیسا کے زیر نگرانی ہم نشو و نما پاتے ہیں - اسی طرح جوان ہوتے ہیں اور بوڑھے ہوجاتے ہیں - عمر بھر گرجا جاتے گذرتی ہے - لیکن ماحصل کیا ؟ صاف گوئی سے کام لینا چاہئے جس زبان میں دعا اور وعظ ہوتا ہے وہ ہماری سمجھ کے باہر ہوتی ہے جس آواز اور لہجہ میں یہ ادا کیا جاتا ہے وہ ہمارے کانوں تک پہنچتا نہیں - ہم وہاں بیٹھے بیٹھے تھکتے اور اُکتاتے ہیں اور اس طرح ہمارے مذہبی پیشوا اور روحانی رہنما ہم کو آستان معبود تک پہونچاتے ہیں کاش جو روپیہ گرجاؤں کی عمارتیں بنانے اور ان کی زیب و آرایش میں صرف کیا جاتا

ہے لوگوں کو کلام الٰہی کے سمجھانے اور ان کی زندگی بہتر بنانے میں صرف کیا جاتا ! '' غریب اور بیکس رعایا اور عوام کی زندگی میں مذہب کا بہت بڑا سہارا تھا سو رہنمایاں دین و ملت نے اُس کی مٹی یوں خراب کر رکھی ہے -

پیٹر اعظم نے جن اصلاحات کی بنا اپنے عہد میں ڈالی تھی کیتھرائن دوم کے زمانہ میں وہ بار آور ہوئیں بالخصوص دو جانب خاص طور سے ترقی نمایاں تھی - یعنی تجارت نے بہت فروغ پایا تھا اور صنعت و حرفت میں بھی روس نے کافی ترقی کی تھی سنہ ۱۷۵۰ کے لگ بھگ روس میں تقریباً ۵۷ لاکھ ربل کا مال غیر ولایتوں سے آیا اور ۶۹ لاکھ ربل کا مال غیر ولایتوں کو بھیجا گیا لیکن اٹھارھویں صدی کے آخر میں ملک میں تجارت کو اس حد تک فروغ ہوا تھا کہ مال در آمد کی قیمت ۵ کروڑ ربل اور مال برآمد کی قیمت $6\frac{1}{2}$ کروڑ ہوگئی تھی اور گو کہ اُس زمانہ میں بھی کثیرالتعداد آبادی زراعت پیشہ تھی یعنی شہری باشندوں کی تعداد کل آبادی کے مقابلہ میں ۴ فیصدی سے زیادہ نہ تھی تاہم شہروں میں صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ لوگوں کو فروغ ہو چلا تھا - پیٹر عاظم نے توسیع سلطنت کے جو انداز اختیار کئے تھے اور روسی معاشرت پر جو مغربی تمدن کا رنگ چڑھایا تھا اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کیتھرائن کے زمانہ میں اور اٹھارویں صدی کے آخر تک روس نے اپنی جنوبی سرحد کوہ قاف اور بحیرۂ اسود تک قائم کرلی تھی اور مغرب میں بحیرۂ بالٹک تک پہونچ کر مختلف مغربی اقوام سے اپنے تعلقات پائدار اور مستقل قائم کر لئے تھے حتیٰ کہ بتدریج اب زار روس دول فرنگ کے خارجی معاملات میں دخل انداز ہونے لگا تھا اور دول یورپ کی نگاہ میں اُس کا وقار قائم ہوگیا تھا -

کیتھرائن دوم
سنہ ۱۷۶۲ - ۱۷۹۶

یورپ سے روز افزوں ارتباط—نئی اصلاحات کی چلا اور صنعت و حرفت اور تجارت کے نشو و نما نے روس کی شہری آبادی کو فارغ البال اور ذی اثر بنا دیا تھا - اور ظاہری چمک و دمک نے یہ اثر پیدا کیا تھا کہ ملک آسودہ حال اور روبہ ترقی معلوم ہوتا تھا - اُمرا اور روساء کے طبقہ کو صوبجات کی حکومت میں کچھ دخل اور حصہ مل گیا تھا پولیس اور عدالت کے محکموں پر ان کا اقتدار جم گیا تھا - ایک طرف تو یہ کیفیت تھی اور دوسری طرف

بےچینی اور بدامنی

رعیت کا وہ زبوں تر حال تھا جس کا بیان اوپر کیا جاچکا ہے - شہری اور دیہاتی آبادی میں مغائرت اور کشمکش روز بروز بڑھتی جاتی تھی رعیت بیکس اور مجبور ہونے کی وجہ سے اور زیادہ پسی جاتی تھی - مثل مشہور ہے دبے پر چیونٹی بھی کاٹتی ہے - جب رعیت پر ظلم بے انتہا اور ناقابل برداشت ہونے لگا تو ان بے زبانوں کو بھی زبان آئی اور انہوں نے مجبور ہوکر حکومت کے خلاف علم بغاوت اٹھایا - یہ شورش اور ہنگامہ موسکو سے شروع ہوا اور ملک کے مشرقی اور جنوبی اطراف میں آگ کی طرح پھیل گیا - اس بغاوت کا لیڈر ایمیلین پگاچو نامی ایک شخص تھا جس نے حکومت روس کو متواتر ایک سال سے زیادہ پریشان رکھا بالآخر بغاوت اور ہنگامہ دبا دیا گیا لیکن اس کا اثر رعیت پر گہرا اور دیرپا ہوا - صدیوں کے مظالم کا یہ نتیجہ تھا جو پگاچو کے ہنگامہ کی صورت میں ظاہر ہوا - رعیت نے پہلی مرتبہ اپنے حقوق کے دعوی کا اعلان اور آزادی کی صدا اس طرح بلند کی مگر یہ دعوی بزور شمشیر روک دیا گیا اور اٹھتی ہوئی صدا زبردستی دبا دی گئی ذی اقتدار أمرا اور روساء جو اپنے غرۂ حکومت میں مست تھے اس سے متاثر نہ ہوئے لیکن متوسط درجہ بلکہ اعلی طبقے کی بھی نئی پود نے جو مغرب کی نئی تعلیم اور نئے خیالات سے متاثر ہو رہی تھی اس طرف توجہ کی - انہوں نے اس ہنگامہ کی حقیقت اور اس تحریک کے معنی سمجھنے پر دھیان دیا - پرانی نسل کے لوگوں نے تو اصلاح کی جانب اس لئے پیش قدمی کی تھی کہ اُس کا خیال تھا کہ سائنس کی مدد اور مغربی طریق کار کے اختیار کرنے سے زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کو عملی ترقی کا موقع ملے گا - اور وہ دوسری مغربی قوموں کے مد مقابل بن کر میدان ترقی میں جلد جلد قدم آگے بڑھا سکیں گے - نئی پود کا نقطۂ نگاہ اس کے مختلف تھا - وہ مغربی سائنس کے عملی فتوحات سے قطع نظر کرکے انقلاب فرانسوی کے نئے فلسفہ اور اس دور کے حیرت انگیز کایا پلٹ سے متاثر اور اس کے گرویدہ تھے - مگر ان کو مشکل یہ در پیش تھی کہ فرانسیسی انقلاب کے اصولوں اور فلسفہ اور روسیوں کے مذہبی معیار زندگی میں بعد مشرقین تھا - ایک کو دوسرے کے ساتھ پیوست کرنا پیچیدگیاں پیدا کرتا تھا - اس عقدے کو انہوں نے فرامشن کی تحریک جاری کرکے حل کرنا چاہا - اس طرح سے نئی روشنی کے نوجوان قوم پرست فرقہ کا آغاز اٹھارھویں صدی کے آخر زمانہ میں

ہوا - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور مغربی تعلیم کی اشاعت روس میں بڑھتی گئی اس فرقہ کا اثر اور اقتدار بھی بڑھتا گیا - یہ فرقہ شروع سے کسانوں کی غلامی کے خلاف تھا - حکومت روس نے کیتھرائن کے عہد میں ملک گیری کی دھن میں جو زبردستی کی لڑائیاں اپنے پڑوسی قوموں کے ساتھ لڑیں ان کے خلاف بھی ان لوگوں نے اپنی آواز احتجاج اتھائی مگر زیادہ تر کوشش ان کی صرف تعلیمی اور سوشل سرگرمیوں میں صرف ہوتی تھی کیونکہ اس وقت سیاسی معاملات میں دخل دینے کی کوئی راہ نہیں کھلی تھی تاہم اس فرقہ میں حکومت کی جانب سے مغائرت کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی - انیسویں صدی کے وسط تک مغربی تہذیب و تعلیم نے روس میں بہت فروغ پایا تھا اُن لوگوں کی تعداد جو اس سے فیضیاب اور متاثر ہو رہے تھے روز افزوں تھی - نوجوان وطن پرست فرقہ کا دائرہ اثر بھی اسی کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا - جن لوگوں نے فرانسیسی انقلاب برپا کیا وہ اپنے حقوق اور آزادی کی خاطر لڑے لیکن روسی نوجوان وطن پرست اپنے فرقے کے حقوق کے لئے نہیں بلکہ اپنے کروڑوں غلام کسان بھائیوں کی آزادی اور بہبودی کے لئے بیچین تھے - مگر حکومت روس نے دستور زبان بندی رائج کر رکھا تھا - سیاسیات کی علانیہ جد و جہد ملک میں تقریباً غیر ممکن تھی - سیاسی بیچینی پھیلتی جاتی تھی لیکن اس کے ظاہر ہونے کے راستے مسدود تھے - نیپولین کے زمانہ کی ہنگامہ آرائیوں میں روسی فوجوں نے ایک مدت مدید یورپ کے میدان کار زار میں صرف کی - انہوں نے یورپ کے مختلف ممالک میں سیاسی اور سوشل آزادی کے مظاہرے دیکھے - فرانسیسی انقلاب نے آزادی کی جو تازہ روح یورپ میں پھونک رکھی تھی اس سے بھی یہ باخبر ہوئے - دستور حکومت اور سیاسی معاملات میں جو نئی راہیں اب یورپ میں نکلی تھیں اُن سے بھی یہ مانوس ہوگئے تھے - جب ملک کی خاطر اپنا خون بہا کر یہ ملک میں پھر واپس آئے اور انہوں نے دیکھا کہ یہاں غلامی کی زنجیریں ویسی ہی سخت کسی ہوئی ہیں - شخصی آزادی اور حقوق کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی - انصاف کا خون ہوتا ہے - زبانوں میں قفل پڑے ہوئے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور بدن کا خون کھولنے لگا لیکن بے بسی تھی کرتے تو کیا کرتے - جب نوجوان وطن پرست فرقے نے علانیہ سیاسی جد و جہد کی سب راہیں بند دیکھیں تو مجبور ہوکر خفیہ انجمنیں قائم کرنی شروع

کہیں رفتہ رفتہ ان خفیہ انجمنوں کا جال ملک کے مختلف حصوں میں پھیلنے لگا - ان کا مقصد یہ تھا کہ دستور حکومت کو بدلیں - غلام کسانوں کو آزاد کریں - قانون اور انصاف کا دور قائم کریں تاکہ ذاتی آزادی اور ذاتی حقوق کے ساتھ زبردستی نہ ہوسکے - ان انجمنوں میں فوج کے افسر اور روساء کے طبقے کے تعلیم یافتہ نوجوان بھی شامل تھے اور یہ اپنے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مستعد تھے - اتفاقیہ سنہ ۱۸۲۵ع میں الیکزینڈر اول نے وفات پائی اور تخت و تاج کا کوئی وارث نہیں چھوڑا - ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۲۵ع کی صبح سینٹ پیٹرس برگ کے سینٹ اسکوئر میں دفعتاً چند فوجی افسر اپنی رجمنٹ ساتھ لئے علم بغاوت اُٹھائے نمودار ہوئے اور آئنی حکومت کا مطالبہ کرنے لگے - لیکن یہ بغاوت کا مظاهرہ آن واحد میں دبا دیا گیا اور اس کا کوئی فوری نتیجہ نہیں نکلا - اصل یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جو اس سازش میں شامل تھے کامیابی کا منھ دیکھنے کی اُمید نہیں رکھتے تھے - اُنہوں نے علم بغاوت صرف اس لئے اُٹھایا تھا کہ حکومت وقت کی آنکھیں کھول دیں اور اپنے هم وطنوں کو نجات کا ایک راستہ دکھا کر اُن میں تھوڑی سی همیت اور جیوٹ پیدا کر دیں - اُنہوں نے جو کچھ کیا علانیہ کیا لیکن چونکہ عام رعیت کی همدردی اور امداد ان کے شامل حال نہ تھی ان کو کامیابی نہیں ہوئی - اور ان کو پہلے سے بھی اس کی اُمید نہ تھی اُن کا عقیدہ تھا اور روسی وطن پرستوں کا یہ عقیدہ اُنیسویں صدی کے آخر میں زیادہ نمایاں ہوا - کہ کامیابی کا منھ دیکھنا جب هی میسر آسکتا ہے اور اُنہیں کو میسر آسکتا ہے کہ جو ملک اور قوم کی خاطر هر وقت هتھیلی پر جان لئے پھرتے ہیں اور جان و مال کی قربانی سے دم نہیں چراتے -

اُنیسویں صدی کا آخری زمانہ

اُنیسویں صدی کے آخری پچاس سال میں روس نے ترقی کی منزلیں بتدریج لیکن تیز گامی کے ساتھ طے کیں - حکومت اور تجارت دونوں کے لحاظ سے سلطنت روس کا وقار اور مرتبہ دول فرنگ میں اب روز افزوں تھا - پیٹر اعظم کے عہد میں روسی سپاہ کی تعداد ۲ لاکھ تھی - جنگ روس و ترکی کے زمانہ میں سنہ (۱۷۸۷-۹۱ع) ۴ لاکھ - نیپولین نے جس وقت یورپ میں قیامت انگیز هنگامہ برپا کیا تھا اور نیپولین اور زار روس میں جنگ چھڑی تھی روسی فوج ۸ لاکھ تھی ۵۰ سال میں یعنی جس وقت جنگ کریمیا شروع ہوئی

روسی سپاہ کی تعداد ۱۶ لاکھ تھی - تجارت میں بھی روس کی ترقی کم حوصلہ افزا نہ تھی - جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اٹھارویں صدی کے آخر میں مال در آمد کی قیمت ۵ کروڑ اور مال برآمد کی قیمت ۶½ کروڑ ربل تھی اُنیسویں صدی کے وسط میں تجارت کا کاروبار دوگنہ ہوگیا تھا یعنی اس زمانہ میں غیر ولایتوں سے ۱۳ کروڑ ربل سے زائد کا مال روس میں آیا اور تقریباً ۱۵ کروڑ ربل سے زائد کا مال روس سے غیر ولایتوں کو بھیجا گیا - نہ صرف تجارت کا حجم ھی بڑھا تھا بلکہ صنعت و حرفت نے بھی خاطر خواہ ترقی کی تھی - سنہ ۱۸۰۴ع میں کارخانوں اور فیکٹریوں کی تعداد ۲۴۲۳ تھی جن میں تقریباً ایک لاکھ آدمی کام کرتا تھا سنہ ۱۸۵۰ع میں فیکٹریوں کی تعداد تقریباً ۱۰ هزار تھی جن میں ۵ لاکھ آدمیوں سے زائد مزدوری کرتے تھے - نہ صرف بڑے بڑے کارخانوں ھی میں اضافہ ھوا تھا بلکہ چھوٹی چھوٹی دستکاریوں میں جو دیہات اور قصبوں میں قائم ھوگئی تھیں بہت کچھ ترقی نمایاں تھی - نہ صرف یہ کہ دستکاریوں کی قسموں میں اضافہ ھوگیا تھا اور بہ‌نسبت پیشتر کے مال زیادہ بننے لگا تھا بلکہ اصل ترقی یہ ھوئی تھی کہ مال اب عمدہ قسم کا بننے لگا تھا اور یہ دستکاریاں کارخانوں اور فیکٹریوں کے مال کے ساتھ مقابلہ کرنے لگی تھیں - اور وہ بھی اسی حالت میں کہ حکومت جو بڑے بڑے سرمایہ داروں اور کارخانوں کے ترقی اور تحفظ کے لئے بہر صورت آمادہ اور مستعد تھی چھوٹی چھوٹی دستکاریوں کی جانب سے بالکل لاپروا تھی بلکہ ان سے غیرت کا برتاؤ کرتی تھی -

فوجی قوت—تجارتی ترقی اور اُمرا اور حکام سلطنت کی اطاعت گذاری نے زار روس کو مطلق‌العنان بنا دیا تھا اور حکومت کا کاروبار اور سلطنت کی پولیسی کا دار و مدار زیادہ تر زار وقت کے وھم و خیال پر منحصر تھا - رعیت پروری اور قوم کی بہبودی فوجی ضروریات اور خارجی تعلقات کے تابع تھی - پیٹر عاظم اور کیتھرائن دوم کے عہد میں حکومت روس کی خارجی پولیسی ایک مستقل خیال اور طرز عمل کی پابند تھی واقعات زمانہ نے بالخصوص فرانسوی انقلاب اور نیپولین کی معرکہ آرائیوں نے اُنیسویں صدی کے شروع میں زار روس کا اثر اور وقار دول یورپ کی نگاہ میں خاصا اچھا قائم کردیا تھا لیکن کیتھرائن کے جانشینوں کے عہد میں یہ صورت قائم نہ رہ سکی - (سنہ ۱۸۰۱ - ۱۷۹۶ع) پال اول نے کیتھرائن کی پولیسی کے بالکل

بر عکس رویہ اختیار کیا اور دول یورپ کے ساتھ، اُس کے تعلقات درھم برھم ہوتے رھے ' الیگزینڈر اول (سنہ ۲۵ - ۱۸۰۱ع) نے شروع میں نپولین کی مخالفت کی ' پھر اس کا ساتھ دیا اور بالآخر نپولین کے دشمنوں سے مل کر اُس کے تباہ کرنے میں مدد دی - نکالس اول (سنہ ۵۵ــ۱۸۲۵ع) نے یونان کے معاملات میں مداخلت کی ' گو اُس کے پیش رو اُس طرف سے بالکل علحدہ رهتے تھے - اصل میں روس کی پولیسی اس زمانہ میں ملکی بہبودی یا قومی ترقی کے تابع نہ تھی بلکہ اُس کی خارجی پولیسی کا دار و مدار صرف اس خیال اور کوشش پر تھا کہ یورپ کے انقلاب انگیز خیالات اور جذبات جس طرح ممکن هو روس سے دور رکھے جائیں اور ان کا اثر کسی شکل یا صورت میں بھی زار روس کی خود سری اور مطلق العنانی پر نہ ہونے پائے -

ایک جانب سے تو یورپ کی انقلاب انگیز آب و هوا نے نکالس اول کے دماغ کو خائف اور پریشان کر رکھا تھا دوسری جانب سے اندرونی مسائل کی پیچیدگیوں نے اُس کے مزاج کو درهم برهم کر دیا تھا ' ملک میں با قاعدہ آئینی جدو جہد کے راستے تو بند تھے تاهم لوگوں میں اس بات کا احساس پیدا هوگیا تھا کہ رعیت میں سے هر فرد کے بعض ذاتی حقوق ایسے هیں کہ جن کا پاس و لحاظ حکومت کے لئے لازمی ہے - اس بات کی ضرورت بھی محسوس هو رهی تھی کہ کسانوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرنا چاهئے - کیونکہ غلامی کے دستور سے زراعت واصنعت و حرفت کی ترقی میں بجائے مدد ملنے کے رکاوٹیں پیدا هو رهی تھیں - ملک کی بہبودی اور ترقی کے لحاظ سے عوام الناس کی تعلیم کا مسئلہ بھی اهمیت پذیر هوتا جاتا تھا ' ماسوا نظام عدالت کی اصلاح اور مقامی حکومت میں رعیت کی شرکت کا مطالبہ اب بہ صدائے بلند کیا جا رها تھا -

مگر نکالس کی پولیسی قدامت پسندی اور مطلق العنانی کی تھی - یہ ان معاملات میں کسی قسم کی دخل اندازی پسند نہ کرتا تھا اور اصلاح و تبدیلی کے نام سے اس کی پیشانی پر بل پڑنے لگتے تھے - اپنے عہد میں تو یہ اپنی مطلق العنانی کی شان و دبدبہ کے زور سے اُن بدعتوں کو نباہ لے گیا ' لیکن جنگ کریمیا کی آفتوں نے اس صورت حال کا راز بری طرح فاش کیا - سنہ ۵۶ - ۱۸۵۳ع کی جنگ نے حکومت کا خزانہ خالی کر دیا تھا - قوم کے قوی تھکے ماندے اور ڈھیلے هو رهے تھے - نظام حکومت کا پرانا شیرازہ اب پورا

هو گیا تھا - اصلاح و تبدیلی کی ضرورت ہر صیغے اور شعبے میں لازمی معلوم ہوتی تھی - سب سے پہلے غلامی کے دستور کے توڑنے کی ضرورت لازم آئی ' کیونکہ عثوت رائے اب اس کے خلاف ہو چلی تھی - سڑکیں اور ریلوے بنانے کے لئے ' نئے کاروبار اور فیکٹریاں کھولنے کے لئے ' زراعت کے ترقی دینے کے لئے غرضکہ ہر اُس شعبے کے ترقی دینے کے لئے جس سے ملک کی دولت میں اضافہ ہو ایسے مزدوروں اور کام کرنے والوں کی ضرورت تھی جو خوشی اور تن دھی سے مشقت کرسکیں - غلاموں کو زبردستی مجبور کرنے سے اب کام نہیں چلتا تھا - الیکزینڈر دوم نے خود ہی اس معاملہ میں پیش قدمی کی اور سنہ ۱۸۹۱ع میں تقریباً ۲½ کروڑ غلاموں کو یک قلم آزاد کیا - غلامی سے رہائی تو مل گئی مگر ان کسانوں کا مسئلہ بجائے آسان ہونے کے اور دشوار ہوگیا - کسانوں کو زمینداروں کے چنگل سے آزاد کرنا مگر اُسی کے ساتھ زمین زمینداروں کے قبضے میں رہنے دینا ' اس نے ایک ناممکن صورت حال پیدا کر دی تھی - زمیندار کسانوں کو رہا کرنے پر تو آمادہ ہوگئے مگر زمین اپنے قبضے سے چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہ ہوتے تھے - نتیجہ یہ نکلا کہ کسانوں کو زمین تو ملی مگر اس قدر ناکافی کہ جس سے ان کی ضروریات زندگی پوری نہ ہوتی تھیں ' ماسوا زمیندار جس زمین کی مالگذاری ایک پیسہ دیتا تھا کسان کو اس کا لگان ایک روپیہ دینا پڑتا تھا - اس کیفیت نے معاملہ کو نہایت پیچیدہ اور نازک بنا دیا تھا جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا -

جب کسانوں نے غلامی سے رہائی حاصل کی تو حکومت کو لوکل سلف گورنمنٹ کے طرف بھی توجہ کرنی پڑی - سنہ ۱۸۹۴ع میں حکومت نے مقامی معاملات میں اپنے اختیارات محدود کرکے نمائندگان رعیت کو ایک حد تک خود مختاری دی - دیہاتی قصبوں میں تعلیم حفظان صحت ' زراعت اور اسی قسم کے شعبوں کا انتظام ہر ضلع میں رعیت کے منتخب کئے ہوئے بورڈ اور کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا - یہ بورڈ اور کمیٹیاں ذی میستوز [۱] کے نام سے موسوم کی گئیں تھیں - مقامی ضروریات کے لئے محصول لگانے کا اختیار بھی ان کو دیا گیا تھا - ہر ضلع کے لئے ایک ذی‌میستو قائم کیا گیا تھا اور تمام ضلعوں کے ذی‌میستوز کی نگرانی اور ہدایت کے لئے ہر صوبہ میں ایک ذی‌میستو قائم تھا - ذی‌میستوز کے انتخاب کا یہ طریقہ تھا کہ ایک ثلث نمائندے ان میں

Zemestvos -- [1]

امرا اور روساء کے ہوتے تھے ' ایک ثلث نمائندے کسانوں کے اور ایک ثلث باقیماندہ لوگوں کے یعنی سوداگروں ' دستکاروں اور مہاجنوں وغیرہ کے - ضلعوں کے ذی میستوز اس طرح اپنے نمائندے منتخب کرکے صوبہ کے ذی میستوز میں بھیجتے تھے - فرق یہ ہوتا تھا کہ صوبوں کے ذی میستوز میں کسانوں کے نمائندوں کی تعداد کل کا صرف دسواں حصہ ہوتی تھی - صوبہ کا حاکم یا گورنر ان پر نگرانی اور قابو رکھتا تھا - سنہ ۱۸۷۰ع میں اسی طرح سے شہروں کے انتظام کے لئے بھی ذی میستوز قائم کئے گئے تھے - ان اصلاحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کے مختلف طبقوں میں بجائے علیحدگی اور غیریت کے ملکی معاملات میں ارتباط اور یکجہتی پیدا ہونے لگی -

اسی سال الیکزینڈر دوئم نے نظام عدالت میں بھی اصلاحیں کیں - پرانا نظام جس میں تمام عدالتی کارروائی جج کے طور پر حاکم عدالت کی مرضی کے مطابق کی جاتی تھی یک لخت بدل دیا گیا - انتظامی اور عدالتی معاملات قطعی علیحدہ کر دئے گئے - عدالتوں اور ججوں میں یک گونہ شان آزادی پیدا ہوگئی - عدالت کی نگاہ میں ہر شخص کے حقوق قانون کے مطابق مساوی قرار پائے - تمام عدالتی کارروائی علانیہ ہونے لگی - عدالت ماتحت کے فیصلے کا اپیل عدالت عالیہ میں ہونے لگا اور رعیت کے ذاتی حقوق بہت بڑی حد تک محفوظ ہوگئے اور قانون کے مطابق انصاف ہونے لگا -

کسانوں کی غلامی سے آزادی ' قانون کے مطابق انصاف ' ذاتی حقوق کا تحفظ اور مقامی معاملات حکومت میں نمائندگان رعیت کو خود مختاری ' ان سب اصلاحوں کا نتیجہ رعیت کے حق میں اچھا نکلا - گو باوصف ان اصلاحوں کے سیاسی آزادی اور جمہوری دستور حکومت کے رائج ہونے کے انداز ابھی نہیں پائے جاتے تھے تاہم ان اصلاحوں نے رعیت میں یک گونہ طمانیت پیدا کر دی تھی اور اس کا اثر ملک کی سوشل ' اقتصادی اور تجارتی بہبودی پر اچھا پڑنے لگا تھا - ملک میں بنک اور مشترکہ سرمایہ کی بہت سی کمپنیاں کھل گئیں ' ریلوے لائینیں بننے لگیں - فیکٹریوں اور کارخانوں میں اضافہ ہونے لگا جس سے تجارت کو اور زیادہ فروغ ہوا ' اور ملک کی مالی حالت بہتر ہونے لگی -

باوصف اس کے کہ حکومت اپنی تمام تر توجہ یا تو فوجی ضروریات یا صنعتی و حرفتی ترقی کی جانب مبذول کئے ہوئے تھی اور کسانوں کی ضروریات

اور زراعت کے طرف سے بالکل لاپروا تھی تاہم کسانوں کے غلامی سے رهائی پانے کا اثر ان کی آئندہ رفتار ترقی اور بہبودی پر بہت گہرا اور پائدار ہوا - کسانوں کو غلامی سے آزادی تو مل گئی تھی لیکن زمین جو انہیں دی گئی تھی وہ ان کی ضروریات کے لئے بالکل ناکافی تھی اور مزید براں محصول کا بار اُن پر بہت زیادہ تھا تاہم انہوں نے اپنی حالت سنبھالنے کی کوشش بلیغ کی - زراعت کے نئے طریقوں کو کام میں لا کر، اپنی محنت و مشقت سے مختلف دست کاریوں کے ذریعہ سے جہانتک ممکن ہو سکا انہوں نے زمین حاصل کرنے کی کوشش کی - کچھ زمینداروں سے لگان پر جوتنے کے لئے لی اور کچھ یک لخت خرید کر حاصل کی - چونکہ سائبریا میں زمین آسانی سے ملتی تھی ایک بڑی تعداد کسانوں کی سائبریا میں جا بسی - تخمینہ کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۸۹۱ع سے ۱۹۰۵ع تک کے زمانہ میں تقریباً ۱۵ لاکھ کسان سائبریا میں جاکر بسے اور زمین پر قابض ہوکر وہاں پھلے پھولے - خود یورپین روس میں بھی اس زمانہ میں انہوں نے بہت بڑا حصہ زمین کا زمینداروں اور جاگیرداروں کے قبضہ سے نکال کر خود حاصل کر لیا تھا - جس قدر زمین جاگیرداروں اور زمینداروں کے قبضہ میں سنہ ۱۸۶۱ع میں تھی سنہ ۱۹۰۵ع میں صرف اس کی آدھی رہ گئی تھی -

مقامی حکومت میں خود مختاری حاصل ہونے کا اثر بھی کسانوں کی حالت پر اچھا پڑا - ذیمستوز میں روسا و امرا کا اثر و اقتدار کافی تھا - علاوہ بریں حکومت کی جانب سے بھی انکی مساعی پر حرف گیری ہوتی رہتی تھی اور ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں - بایں ہمہ ذی مستوز نے دیہاتی آبادی کی بہبود کے لئے کافی کوشش کی اور اپنے فرائض ایمانداری کے ساتھ ادا کئے - دیہات میں نئے طریق زراعت رائج کرنے اور حفظان صحت کا انتظام کرنے کے علاوہ ان ذیمستوز نے تعلیم کی اشاعت میں کوشش بلیغ کی - سنہ ۱۸۷۴ ع میں ابتدائی مدارس کی تعداد ۲۳ هزار سے زائد تھی جنمیں تقریباً ۱۰ لاکھ طلبا تعلیم پاتے تھے - تعلیم کا چرچا ہونے کے ساتھ ھی ساتھ کسانوں میں اخلاقی و روحانی ترقی کا خیال بھی پیدا ہونے لگا بالخصوص اُن تحریکوں نے جو ٹالسٹوے، اُشلسکی اور استوتلن کے نام نامی سے وابستہ ہیں، کسانوں میں بہت اثر پیدا کیا تھا - تعلیم یافتہ وطن پرست طبقے کا جوش اور اُس کی سر گرمیاں بھی زوروں پر تھیں - شروع شروع میں

اُن کی توجہ زیادہ تر سوشل مسائل کی گُتھیاں سلجھانے میں صرف ہوتی تھی - لیکن اس کے ذرائع بھی محدود تھے زیادہ تر یہ کام سوشل قسم کے ناولوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا ' یہ ناول خاص طور سے کسانوں کے طرز زندگی اُنکی مشکلات اور مصائب ' اور اُن کے حل کرنے کے طریقوں سے معمور ہوا کرتے تھے اور ویسے بھی دنیوی اُمور کے متعلق تمام واقفیت عوام میں ایسی ہی کتابوں کے ذریعہ سے پھیلتی تھی -

سنہ ۱۸۷۰ع میں تعلیم یافتہ وطن پرست طبقے کے نوجوانوں نے اس بات کی کوشش کی کہ کسانوں سے اپنا ربط ضبط بڑھا کر انکو اپنا ہمخیال بنائیں اور ملک کی سوشل اور پولیٹکل حالت کے سنبھالنے میں انکو اپنا شریک کار کریں لیکن اس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی - اول تو غلامی سے رہائی پاتے ہی کسان کو سب سے پہلی فکر یہ تھی کہ کسیطرح زمین لے کر وہ اپنی کسب معاش کی طرف سے فارغ البالی حاصل کرے - دوسرے حکومت وقت بھی اس ارتباط اور اتحاد کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتی تھی اور ہر جایز اور ناجایز طریقے سے تعلیم یافتہ طبقے کی سر گرمیوں کو دباتی اور ان کی زبان بند کرتی تھی- سنہ ۸۰–۱۸۹۰ع کے درمیان حکومت نے اس طبقے کے پسپا اور برباد کرنے کی پوری کوشش کی - اس وقت ان میں دو خیال کے فریق تھے ایک تو اعتدال پسند جو لبرل کہلاتے تھے دوسرے انتہا پسند جو کارل مارکس کے پیرو کار تھے اور مارکسسٹ کے نام سے مشہور تھے - چونکہ آئینی جد و جہد کی راہیں بند تھیں اور پبلک لائف کا ان کو کوئی تجربہ نہ تھا ' ان کا طریق بحث اور طریق عمل عموماً اصولی اور نظری ہوتا تھا - جب حکومت وقت نے ان کے وجود کو ہی نیست و نابود کرنے کی کوشش کی اور اُنہوں نے دیکھا کہ موجودہ حکومت کو آئنی اور علانیہ طریق جد و جہد سے جمہوری دستور عمل کا پابند کرنا بالکل غیر ممکن ہے تو ان میں سے زیادہ جوشیلی اور سچی طبیعتوں نے سربکف ہو کر خنجر اور پستول کے ذریعہ سے حکومت کو مرعوب کرنا چاہا اور خونریزی کے نت نئے ڈھنگ اختیار کرلے شروع کئے اور اپنی ہمت اور ایثار نفس کے متعدد کرشمے اور معجزے دکھلائے -

(۳) روس بیسویں صدی کے شروع میں

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں سلطنت روس کے فروغ کا مختصر خاکہ کھینچنے کی کوشش گذشتہ باب میں کی گئی ہے - اس باب میں یہ دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ یورپ کی جنگ عظیم اور بولشوک انقلاب سے قبل بیسویں صدی کے شروع میں سلطنت روس کی کیا حالت تھی -

بجائے ایک مختصر سی ریاست ہونے کے روس کی حیثیت اب ایک عظیم‌الشان سلطنت کی تھی - اُس کی فوجی طاقت کا دبدبہ ایشیا اور یورپ دونوں پر چھایا ہوا تھا - یورپ کے بین‌الاقوامی معاملات میں روس اور زار روس کا مرتبہ کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ سے کم نہ تھا - اُس کی تجارت اور صنعت و حرفت دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی تھی - اُس کا ظاہری جامہ اور کر و فر یورپ کی مہذب قوموں سے ملتا جلتا تھا لیکن روس بہ لحاظ مغربی آئین تمدن و دستور حکومت اور سیاسی جذبات کے اس بیسویں صدی میں یورپ کی آزاد اور مہذب قوموں سے منزلوں پیچھے تھا - زار روس کی مطلق‌العنانی اِس وقت تک ضرب‌المثل ہے - اس کی حکومت میں عوام‌الناس کی رائے سے کوئی سروکار نہ تھا - نہ صرف یہ کہ رعیت معاملات حکومت میں کوئی دخل نہیں دے سکتی تھی بلکہ رعیت کے دکھہ درد یا اُس کی خوشی اور ناراضی کا بھی کوئی پاس و لحاظ نہیں کیا جاتا تھا - جو کچھہ زار روس کی زبان یا قلم سے نکل گیا وہی آئین و قانون ہو گیا - اُس پر طرہ یہ کہ زار خود اپنے ہی نافذ کئے ہوئے احکام و قانون کا بھی پابند نہ تھا - جس قانون اور حکم کو جب چاہتا توڑتا یا بدل دیتا - غرضیکہ اُس کی مطلق‌العنانی کی کوئی حد نہ تھی - رائے دینے کے حقوق برائے نام بھی نہ تھے - نہ وزراء کے لئے کوئی کیبنٹ تھی نہ رعیت کے لئے کوئی پارلیمنٹ - روس میں کوئی وزیر اعظم نہ تھا وزراء کی حیثیت معمولی تنخواہ دار حکام کی سی تھی - امرا اور روساء کے ساتھہ زار کی خوشنودی مزاج کے لحاظ سے مراعات ضرور کی جاتی تھیں مگر حکومت کی باگیں زار اور صرف زار ہی کے ہاتھہ میں رہتی تھیں - تمام معاملات حکومت حکام کے ذریعہ سے طے پاتے تھے جن کی ہستی اور وجود کا انحصار زار کی خوشنودی مزاج پر تھا - رعیت کے مطیع رکھنے کے لئے حکومت کا سب سے زبردست ہتھیار پولیس تھی - خفیہ پولیس کے اختیارات بہت وسیع تھے اور اس نے اپنا جال اس طرح پھیلا

رکھا تھا کہ کسی شخص کی عزت و آزادی اس کی زد سے باہر نہ تھی -

جمہور کو اس قدر آزادی بھی میسر نہ تھی کہ وہ سیاسیات میں دخل دے کر کسی قسم کا اور کسی حد تک کوئی تجربہ حاصل کر سکیں - بخلاف اس کے زمانہ اب وہ آگیا تھا کہ مغربی روشنی نے جمہور کی آنکھیں کھول دی تھیں - تعلیم کی اشاعت نے ان میں سیاسی احساسات و جذبات پیدا کر دئیے تھے - رائے عامہ قوت پذیر ہوتی جاتی تھی - اُس کی جانب سے لاپروائی حکومت کے لئے خطرے پیدا کر رہی تھی -

الکزنڈر دویم جب سنہ ۱۸۵۵ع میں تخت نشین ہوا تو اُس نے اُن خطروں کو محسوس کیا اور تبدیلی اور اصلاح کے سوا چارہ کار نہ دیکھا - سنہ ۱۸۶۱ع میں جو اصلاحیں حکومت میں اُس نے کیں یا وصف عمال حکومت کی رخنہ اندازیوں کے اُن کے نتائج اچھے نکلے - قوم میں بیداری کی کیفیت پیدا ہونے لگی اور ہر شعبۂ زندگی میں ترقی ہوتی نظر آئی - توقع یہ کیجاتی تھی کہ حکومت کی آئندہ پولیسی اب روز افزوں اصلاح کی طرف مائل ہو گی لیکن یہ امید موہوم نکلی -

الیکزنڈر سوئم کے تخت نشین ہوتے ہی سنہ ۱۸۸۱ع سے حکومت نے پھر وہی پرانی بے ڈھنگی رفتار اختیار کر لی - الیکزنڈر دوم نے جو کچھہ کیا تھا اُس پر پانی پھیر دیا گیا - انقلاب پسند طبقے کی روک تھام کرنے کے بہانہ سے ایسے نادر شاہی احکام نافذ کئے گئے کہ جن کی رو سے گورنر یا حاکم پولیس کو اس کا پورا اختیار تھا کہ جس جلسہ یا مجلس کو چاہتا منعقد ہونے سے روک سکتا ، جس شخص کو چاہتا گرفتار کر سکتا یا جلا وطن کر دیتا - ان کے ذریعہ سے اسکول اور کالج بھی بند کئے جاسکتے - نہ صرف اخباروں کی زبانیں بند کردی گئی تھیں بلکہ صیغۂ عدالت کی آزادی بھی سلب کرلی گئی تھی - سوائے بڑے بڑے شہروں اور دارالسلطنت کے جہاں تک کہ دیہات کا تعلق تھا معمولی صیغۂ عدالت فسخ کردیا گیا تھا اور اس کی جگہ ایسے حکام مقرر کئے گئے تھے کہ جو علاوہ عدالتی کام کے محکمۂ پولیس اور انتظامی معاملات پر بھی پورا اختیار رکھتے تھے - ان کی جانب سے تھوڑے ہی دن میں رعیت بہت بدظن ہوگئی اور ان کی زبردستیوں سے نالاں رہنے لگی -

یہ تبدیلیاں سنہ ۱۸۸۹ع میں پیش آئیں - پہلے یہ احکامات صرف سال بھر کے لئے نافذ کئے گئے تھے لیکن پھر سال بہ سال جاری ہونے لگے اور

ان کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ع تک قائم رہا - سنہ ۱۸۹۰ع میں لوکل گورنمنٹ کی اصلاحیں بھی اُن کی زد سے نہ بچ سکیں اور سنہ ۱۸۶۱ع کا قانون منسوخ کر دیا گیا، ذي میستوز کے اختیارات محدود کردئے گئے ' روساء اور اُمرا کے طبقے کے نمائندوں کی تعداد ذي مستوز میں بڑھا دي گئی اور رعیت کے نمائندوں میں تخفیف کر دی گئي - انتخاب کے طریقے کے ساتھ بھی دست برد کی گئی - اب بجائے کل ممبروں کے منتخب کئے جانے کے چند نامزد ہونے لگے - ذی میستوز کے معاملات میں گورنروں کی دست اندازي جا و بیجا ہونے لگی اور ان کا قابو اور اختیار ان بورڈ اور کمیٹیوں پر پورا پورا ہوگیا - ان کي حیثیت اب رعیت کے نمائندوں کی سی نہ تھی بلکہ یہ سرکاري محکمے سمجھے جاتے تھے - جو مفید کام ان کے ذریعہ سے کسانوں اور عام رعیت کی ابتدائی تعلیم کا دیہات میں ہو رہا تھا اُس میں فرق پڑنے لگا اور اب اس طرف سے لاپروائی برتی جانے لگی -

اسی طرح گورنمنٹ نے اعلیٰ تعلیم کے صیغے اور یونیورسٹیوں کے کام میں بھی بیجا دخل اندازي شروع کرکے ان کی آزادی سلب کرنی شروع کی - عورتوں کے لئے اعلیٰ تعلیم پانا قریب قریب غیر ممکن ہوگیا ' متوسط درجہ کے اسکولوں میں غریبوں کے لڑکوں اور ادنیٰ درجہ کے طلباء کو مشکل سے جگہ ملتی تھی - یونیورسٹیوں میں پروفیسروں کو تاکید تھی کہ وہ طلبا پر خفیہ پولیس کی طرح نگرانی رکھیں - کتب خانے کھولنا یا عوام‌الناس کی واقفیت بڑھانے کی غرض سے لیکچروں اور کلاسوں کا انتظام کرنا اُس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کم از کم تین وزراء کی تحریری اجازت حاصل نہ کرلی جائے - ان نادر شاہی احکام کے نافذ کرنے کا بعض اوقات یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ معمولي آئین و قوانین حکومت کی بھی خلاف ورزی ہوتي اور انتظام حکومت میں خلل پڑتا ' مگر زار روس اور اُس کے اعلیٰ حکام اپنے زعم باطل میں ان بے اعتدالیوں اور نقص انتظام کی کچھ پروا نہ کرتے -

ملک کے اندرونی انتظام میں تو اس مطلق‌العنانی اور خودسري کے رویہ سے جو ابتری پھیلنی لازم ہوتی ہے اور رعیت کی بدظنی سے جو خطرے پیدا ہوتے ہیں اُن میں وقت کی پھر بھی کچھ گنجایش رہتی ہے لیکن بین‌الاقوامی اور خارجی معاملات میں اس قسم کا اندھیر یعنی خودسری اور ضد کا رویہ بہت جلد نازک صورتیں پیدا کر دیتا ہے - چنانچہ سنہ ۹۸—۱۸۹۵ع تک روس کی

زبردستیاں چین کے ساتھ، جن میں پورٹ آرتھر پر قبضہ کرنا شامل تھا اور جن کی وجہ سے جاپان کے ساتھ بذاتِ مخاصمت پیدا ہوئی یا ریاستہائے بلقان کے معاملات میں جا و بیجا دخل اندازی، روس اور برطانیہ کی متواتر رقابت اور جرمنی کے ساتھ تعلقات میں جو خطرناک صورت پیدا ہوگئی تھی ان تمام باتوں کی ذمہ داری کا راز در اصل زار روس کی خودسری، ضد اور کوتاہ اندیشی کی پولیسی میں مخفی تھا ورنہ اور کسی طریق پر ان نازک صورتوں کا پیدا ہونا سمجھ میں نہیں آتا -

سیاسیات سے قطع نظر کرکے اگر صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُنیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں روس کی صنعت و حرفت نے خاطر خواہ فروغ پایا تھا - زیادہ تر اس کے دو وجوہ تھے - اول تو مغرب سے ارتباط اور تعلقات بڑھنے کی وجہ سے اعلیٰ اور متوسط طبقے کے طرز معاشرت اور ضروریات زندگی کا معیار بہت کچھ بڑھ گیا تھا، دوسرے کسانوں نے غلامی سے رہائی پاکر اب زراعت کی طرف توجہ کی تھی اور ان کی مالی حالت نسبتاً بہتر ہوتی جاتی تھی اور ضروریات بھی بڑھتی جاتی تھیں - ان دونوں باتوں نے صنعت و حرفت کو فروغ دیا تھا اور تجارت کو چمکا دیا تھا - گو اب بھی روسی صنعت و حرفت برطانیہ اور جرمنی کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھی اور روسی ساخت کا مال نسبتاً ادنیٰ درجہ کا ہوتا تھا تاہم مال بہت زیادہ بننے لگا تھا - زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ سے سرکاری خزانہ کی آمدنی بارہ برس میں دگنی ہوگئی تھی - سنہ ۱۹۰۰ع میں ان ذرائع سے سرکاری خزانہ کے محاصل ۶ لاکھ ۸۹ ہزار پونڈ کے قریب تھے - سنہ ۱۹۱۳ع میں یہ رقم بارہ لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کے قریب پہونچ گئی تھی - سنہ ۱۸۸۵ع میں روس کی کانوں سے تقریباً ۴۲ لاکھ ٹن کوئلہ نکالا گیا - سنہ ۱۹۰۵ع میں اس کوئلہ کی مقدار ایک کروڑ ۸۴ لاکھ ٹن تک پہونچی تھی اور سنہ ۱۹۱۳ع میں $3\frac{1}{2}$ کروڑ ٹن سے زیادہ - باوصف اس بہتات کے یہ کوئلہ ضروریات کے لئے کافی نہ ہوتا تھا اور باہر سے کوئلہ منگوانے کی ضرورت پیش آتی تھی - سنہ ۱۹۰۰ع میں ۳۵ لاکھ ٹن اور سنہ ۱۹۱۹ع میں ۷۶ لاکھ ٹن کوئلہ غیر ملکوں سے روس میں آیا - یہی صورت لوہے کی تھی - جنوبی روس میں لوہے کی کانیں بافراط تھیں - سنہ ۱۸۹۵ع میں

صنعت و حرفت

۵½ لاکھ ٹن لوہا ان میں سے نکالا گیا، سنہ ۱۹۰۵ع میں ۱۶½ لاکھ ٹن سے زیادہ اور سنہ ۱۹۱۳ع میں ۳۰½ لاکھ ٹن - باوصف اس کے غیر ولایتوں سے بھی لوہا منگوانے کی ضرورت پڑی -

نہ صرف لوہے بلکہ کلوں اور اوزاروں کی ساخت یعنی میشینری کی ساخت میں روس نے خاطر خواہ ترقی کی تھی - سنہ ۱۹۰۰ع میں ۳۳½ لاکھ پونڈ کی میشینری روس میں بنی - سنہ ۱۹۱۳ع میں ایسی میشینری کی قیمت جو روس میں بنائی گئی ایک کروڑ پونڈ تک پہونچی تھی، بالخصوص زراعتی کام کی میشینری کی ساخت میں اسی دوران میں آٹھ گُنا اضافہ ہوا تھا - اسکے علاوہ غیر ولایتوں سے بھی سنہ ۱۹۱۳ع میں ۵۵ لاکھ پونڈ کی میشینری اور آئی - اسی طرح سے سوتی مال کے ساخت اور کپڑا بنانے میں بھی روس نے بہت ترقی کی تھی - سنہ ۱۹۰۰ع اور سنہ ۱۹۱۳ع کے درمیان سوتی مال کے ساخت میں ۱۰۰ فیصدی سے بھی زیادہ اضافہ ہوا تھا - باریک اور گراں قسم کا سوتی مال باہر سے بھی آتا تھا لیکن یہ ۹ فیصدی سے زیادہ نہ تھا - کپاس کی پیداوار کا گھر قاف اور ترکستان تھا، روس میں روئی کی ضروریات کا نصف سے زیادہ حصہ قاف اور ترکستان کی روئی سے ہی مہیا ہوتا تھا - سن کی پیداوار اور ساخت میں بھی اسی درجہ ترقی ہوتی تھی، ربڑ کے مال کی ساخت میں تگنا اضافہ ہوا تھا اور اس سب ترقی کا راز بہت کچھ یہ تھا کہ کسان کی زراعتی اور اقتصادی حالت اس زمانہ میں بہتر ہوگئی تھی [۱] -

اسی طرح تجارت کا فروغ بھی قابل دید تھا - سنہ ۱۸۹۱—۱۹۰۰ع تک مال برآمد کی سالانہ قیمت ۶۶ کروڑ ربل کے قریب ہوتی تھی، سنہ ۱۹۰۹—۱۹۱۳ع تک کے زمانے میں اس کی سالانہ قیمت ۱½ ارب تک پہونچی تھی - اِس زمانہ کے مال در آمد کی قیمت کے اعداد ۵۳ کروڑ اور ایک ارب ۱۴ کروڑ تھے - انیسویں صدی کے وسط میں روس کی تجارت کا ۳۳ فیصدی حصہ برطانیہ کے ہاتھہ میں تھا، بیسویں صدی کے شروع میں برطانیہ کی جگہہ جرمنی نے لے لی تھی اور برطانیہ کے ہاتھہ میں روس کی صرف ۱۸ فیصدی

Russia by Markeav and O'Hara—[1]

تجارت رهگئی تھی - سنه ۱۹۱۳ع میں مال درآمد کی تجارت کا صرف ۱۲ فیصدی حصه برطانیه کے هاتھه میں رهگیا تھا بخلاف اس کے جرمنی کے هاتھه میں روس کی تجارت کا ۴۷ فیصدی حصه تھا - یہی صورت مال بر آمد کی تجارت میں تھی ' برطانیه کا حصه ۱۷ فیصدی اور جرمنی کا حصه ۲۹ فیصدی تھا -

نه صرف مغربی روس بلکه سائبریا کا ملک بھی رو به ترقی تھا - ترانس سائبریئن ریلوے اور بالخصوص سنه ۱۹۰۶ع میں اورنبرگ تاشقند ریلوے کے بن جانے کے بعد سائبریا کی آبادی میں بکثرت اضافه هوا - اس کی ایک خاص وجه یه هوئی که سنه ۱۹۰۵ع کے انقلاب کے ساتھه یوروپین روس کے کسانوں نے اپنی بہبودی اور ترقی کی بہت کچھه اُمیدیں وابسته کر رکھی تھیں - جب اُنہیں ناکامی کا منھه دیکھنا پڑا اور انکو اپنی ضروریات کے لئے زمین ملنے میں دقت هونے لگی تو یه جوق در جوق یوروپین روس چھوڑ کر سائبریا میں جابسے - بیسویں صدی کے شروع میں تقریباً ۴۰ لاکھه روسی یہاں سے سائبریا میں منتقل هوکر آباد هوئے - سنه ۱۸۹۷ع میں سائبریا کے مختلف صوبوں کی آبادی ۸۱ لاکھه تھی - بیس سال کے بعد یعنی سنه ۱۹۱۷ع میں یہاں کی آبادی میں ۷۶ فیصدی اضافه هوگیا تھا یعنی سائبریا کی آبادی اب ایک کروڑ ۴۴ لاکھه تک پہونچ گئی تھی اور زیر کاشت یعنی مزروعه زمین کا رقبه تین گنا هو گیا تھا - تجارت میں بھی ترقی هوئی تھی - اب یہاں سے غله بجائے ۸۰ هزار ٹن کے ۴۴ لاکھه ۲۰ هزار ٹن باهر بھیجا جاتا تھا - صرف مکھن ۸۰ هزار ٹن باهر جانے لگا تھا - تجارت میں اس روز افزوں ترقی کا نتیجه یه هوا که ترانس سائبرین ریلوے جو ابتک نقصان سے چلائی جاتی تھی ' سنه ۱۹۱۳ع میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھه روبل کا نفع دینے لگی - سنه ۱۸۹۵ع میں سائبریا سے ۳۸ هزار ٹن کوئله نکلتا تھا سنه ۱۹۱۳ع میں تقریباً ۴۰ لاکھه ٹن کوئله نکلنے لگا - تاهم صنعت و حرفت اور بڑے بڑے کارخانوں میں جیسا که اضافه اور ترقی هونی چاهئے تھی یہاں نہیں هوئی [۱] -

---

Russia by Makeev and O'Hara—[۱]

با وصف صنعت و حرفت اور تجارت میں روز افزوں ترقی ہونے کے

مزدور پیشہ جماعت

روس کی کثیرالتعداد مزدور پیشہ جماعت کی حالت کس مپرسی کی تھی - یہ لوگ نہ تو یکجا ہوکر اپنی کوئی پنچایت قائم کرسکتے تھے نہ اپنی شکایت کا اظہار باواز بلند کرنے کی ان کو اجازت تھی - سرکاری خیال کے لحاظ سے حکومت ان کی محافظ تھی لیکن ان کے تحفظ کا فرض حکومت اس طرح ادا کرتی تھی کہ کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کی پچ جا و بیجا کرتی اور انہیں کے ساتھہ رعایت - زمانۂ دراز تک تو روس میں فیکٹریوں اور مزدوروں کے متعلق کوئی قاعدہ یا قانون ہی نہ تھا اور اُنیسویں صدی کے آخر میں جب کچھہ قاعدے اور قانون نافذ کئے گئے تو ان میں سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے ساتھہ ضرورت سے زائد رعایت برتی گئی - پھر بھی جو کچھہ براے نام تحفظ مزدوروں کا ان قاعدوں کے رو سے کیا گیا تھا اُس پر بھی پورا عمل نہیں کیا جاتا تھا - کارخانہ داران مزدوروں کے ساتھہ طرح طرح کی زیادتیاں اور ظلم روا رکھتے تھے - ان کو مزدوری کبھی وقت پر نہیں دیجاتی تھی - جب دیجاتی تھی تو اس میں سے جرمانہ یا اور طریقوں سے کم و کاست کرکے دیجاتی تھی - مزدوری کی بجائے ان کو اکثر کارخانہ کا مال لینے پر مجبور کیا جاتا تھا ، ذرا ذرا سی بات پر ان پر جرمانہ کیا جاتا تھا ، اکثر اوقات یہ نکال باہر کئے جاتے تھے - کام کرنے کے گھنٹے اور ملکوں کے بہ نسبت یہاں زیادہ تھے اور ان کے رہنے کے محلے اور مکانات نہایت کثیف اور تنگ - جب یہ مزدور کارخانہ داروں کے ظلم اور زیادتیوں سے تنگ آکر اور مجبور ہوکر اسٹرائک یا ہڑتال کرتے تھے تو اُن کو سخت سزائیں دیجاتی تھیں - قانون کی رو سے اسٹرائک کی سزا ۱۶ ماہ قید سخت تھی مگر بسا اوقات ان کو سائبریا میں کسی غیر متعدد مدت تک کے لئے جلا وطن کردیا جاتا تھا - ان اسٹرائک اور ہڑتالوں کی روک تھام کا انتظام حکومت پولیس اور فوج کے ذریعہ سے کرتی تھی اور کارخانوں میں ان کی نگرانی کے لئے خفیہ پولیس کا انتظام رکھا جاتا تھا - سنہ ۸۶—۱۸۸۱ع تک ملک میں ۵۰ ہڑتالیں ہوئیں جن میں ۸۰ ہزار مزدوروں نے شرکت کی - اور سنہ ۹۹—۱۸۹۵ع تک جو ہڑتالیں ہوئیں اُن میں تقریباً ۴½ لاکھہ مزدور شریک تھے - رفتہ رفتہ مزدور پیشہ جماعت انقلاب پسند طبقے کے اثر میں آنے لگی اور انقلاب انگیز تحریکوں میں شامل ہونے لگی - بات یہ تھی کہ ان کو نہ تو اپنی

شکایات کے اظہار کا موقع دیا جاتا تھا نہ اپنی حالت کے سمبھالنے اور بہبود کی فکر کرنے کا - جب یہ بہت زچ ہوتے تو لازمی طور سے اُن لوگوں کا ساتھ دیتے جو حکومت میں انقلاب برپا کرنے کے حامی اور حکومت کو تنگ کرنے پر آمادہ تھے -

زراعت اور کسان

کسانوں کی حالت کم زبون تر نہ تھی اور اس لحاظ سے کہ ملک کی کثیرالتعداد آبادی کسانوں پر مشتمل تھی حکومت کے لئے یہ صورت زیادہ خطرناک تھی - مگر حکومت اس جانب سے قطعی لا پروا تھی - جنگ عظیم سے پیشتر شہری آبادی کل آبادی کی صرف ۱۷ فیصدی تھی بقیہ آبادی کسانوں اور دیہاتیوں کی تھی - سرکاری خزانہ کی آمدنی کا سب سے بڑا حصہ صیغۂ زراعت سے وصول ہوتا تھا - ملک کی خام پیدا وار جو غیر ولایتوں کو بھیجی جاتی تھی سب سے بڑا ذریعہ آمدنی تھی اور اس کا دار و مدار زراعت پر تھا ' باین ہمہ حکومت زراعت اور کسانوں کی حالت کی جانب سے لاپروا تھی ' کیونکہ محصولات اور تجارت کے معاملہ میں اس کی پولیسی ہمیشہ زراعت پیشہ طبقہ کی بہبود کے منافی ہوتی تھی - مثلاً سنہ ۱۹۱۳ع میں بھی کہ جب ملک میں خام پیدا وار بالخصوص اناج کی کمی نہ تھی ' حکومت کسانوں کو نوچ کھسوٹ کر اس قدر غلہ غیر ولایتوں کو بھیج دیتی تھی کہ باقیماندہ کسانوں کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی نہ ہوتا تھا -

علاوہ اسکے محصولات کا بار جس قدر کسانوں پر زیادہ تھا اور کسی طبقہ رعایا پر نہیں - کسانوں میں زراعت کے نئے طریقے رائج کرنے ان کو آسانی سے قرضہ دلوانے یا ان میں تعلیم کی اشاعت کرنے کے متعلق گورنمنٹ کی جانب سے کوئی کوشش نہیں کی جاتی تھی ان شعبوں میں جو کچھ ترقی ہوئی اور کسانوں کی حالت تھوڑی بہت جو کچھ سمبھلی وہ غیر سرکاری جماعتوں کی کوشش سے - ذی میستوز جنہوں نے اس جانب بلیغ کوشش کی حکومت کے طرف سے ہمیشہ مخالفت کا مقابلہ کرتے رہے - سرکار محصولات کا کثیر حصہ تو کسانوں اور دیہات سے وصول کرتی تھی لیکن صرفہ زیادہ تر شہری آبادی پر کیا جاتا تھا اور دیہاتی آبادی کی جانب سے قطعی لاپرواہی برتی جاتی تھی - سنہ ۱۸۶۱ع کی اصلاحات کو منسوخ کرنے کے بعد یعنی لوکل سلف گورنمنٹ کے اختیارات اور عدالتوں کی آزادی سلب کرنے کے بعد جو طریقۂ انتظام حکومت نے جاری کیا تھا اور

زمینداروں اور جاگیر داروں کے ساتھ جو بیجا رویہ جانب داری اور مراعات کا دوبارہ شروع کیا گیا تھا اُس سے رعیت بےحد نالاں تھی اور کسانوں پر ظلم بڑھتا جاتا تھا - مزید براں زمیندار اور کسان کے مابین اور خود کسانوں کے درمیان زمین کی تقسیم کا طریقہ جو اس وقت رائج تھا اور جس کو حکومت نے اپنے آئین و قوانین اور بیجا دخل اندازی کی پولیسی سے زبون تر کر رکھا تھا رعیت میں انتشار اور بےچینی پیدا کرتا اور پھیلاتا تھا۔ اِس کے تفصیلی بیان سے قبل مناسب معلوم ہوتا ھے کہ میر یعنی پنچائت کے اس پرانے دستور پر جو زراعتی روس میں ہمیشہ سے جاری تھا اور جس کو رعیت نے اس زمانہ میں از سر نو فروغ دیا تھا ایک سرسری نظر ڈالی جائے -

روس کے دیہات میں گاؤں کی زمین فرداً فرداً کسانوں کی ملکیت نہیں مانی جاتی تھی بلکہ بہ حیثیت مجموعی کل گاؤں والوں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی - اس کی کیفیت بجنسہ خاندان مشترکہ کی سی تھی - ایک مدت معینہ پر تمام دیہات کی مردم شماری ہوتی ' اور سرکار کی جانب سے ہر گاؤں کے مردوں کی ایک فہرست تیار کی جاتی ' گاؤں میں جتنے مرد ہوتے ان کی تعداد کے لحاظ سے کل گاؤں پر ایک رقم ٹیکس کی مقرر کر دی جاتی اور پنچائت کو اُس کے ادا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا جاتا - اب یہ پنچایت کا کام تھا کہ وہ حصہ رسدی ٹیکس ہر خاندان پر مقرر کر دے اور اُسی لحاظ سے زمین تقسیم کر دے - مثلاً ایک گاؤں میں سو مردوں کی آبادی ھے تو زمین سو حصوں میں تقسیم کر دی جائیگی اور ٹیکس بھی سو حصوں میں وصول کرلیا جائے گا - جس خاندان میں چار مرد ہیں ان کو چار حصہ زمین کے ملیں گے اور چار حصہ ٹیکس دینا ہوگا ' جس خاندان میں تین یا پانچ مرد ہیں ان کو تین یا پانچ حصے زمین کے ملیں گے اور اسی حساب سے اُس سے ٹیکس وصول کیا جائے گا - زمین کا ضرورت اور قاعدے کے لحاظ سے تقسیم کرنا ' گاؤں کی زمین پر مکان یا عمارت بنانے کی اجازت دینا ؛ شراب کی دوکان کھولنے کی اجازت یا اس کی ممانعت کرنا ' جو شخص اپنے حصے کا ٹیکس نہیں ادا کرتا اُس سے وصول کرنے کی فکر کرنا یا اس کو سزا دینا اور گاؤں کی بہتری اور ترقی کی دیگر تجاویز پر غور کرنا اور اُن کو عمل میں لانا یہ تمام اختیارات پنچایت کے تھے - پنچایت کا دستور یہ تھا کہ وقتاً فوقتاً تمام گاؤں والے یکجا ہونے اور آزادی سے گفتگو اور بحث کرنے کے بعد تمام معاملات طے کرتے - یہ لوگ اپنے میں سے ایک کو

مکھیا یا سر پنچ بھی منتخب کرتے جو جلسہ کے شرکا کی رائے دریافت کرتا اور بعض دیگر معاملات کے عمل در آمد کا بھی ذمہ دار ہوتا - یہ مشترکہ دستور ملکیت اور پنچایت جو روس میں صدیوں سے رائج ہے میر کے نام سے مشہور ہے -

میر کا دستور روس کے اُن علاقوں میں جہاں کسان زنجیر غلامی میں نہیں جکڑ دیا گیا تھا بہت پرانا تھا البتہ جن صوبجات میں غلامی کا رواج ہوگیا تھا وہاں سے یہ طریقہ بالکل غائب ہو گیا تھا - غلامی سے رہائی پانے کے بعد اس رواج نے از سر نو پھر فروغ پایا - لیکن حکومت اس میں بھی اپنی دست اندازي سے رخنہ اندازیاں کرتي رہتی تھی - یوں تو اس دستور سے کسانوں میں باھمی امداد اور دستگیری کا خیال پیدا ہوگیا مگر جب سے حکومت نے یہ پابندي کردي تھی کہ کوئی کسان اگر اپنی خوشی سے میر سے الگ ہونا چاھے تو نہیں ہوسکتا اور میر کے ہر فرد پر گاؤں کے تمام محصول ادا کرنے اور فوج میں آدمي بھرتی کرانے کی ذمہ داري لازمی ہوگي تب سے کسان میر کی شرکت کو ناقابل برداشت بوجھ سمجھنے لگے تھے -

یہ مشترکہ ملکیت کا دستور خاندان مشترکہ کے رواج کی طرح کہاں تک فائدہ مند ہوسکتا تھا اور اس ذاتی آزادی اور ترقی کے زمانہ میں یہ سدراہ ہوتا یا نہیں اس پر بجا طور سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے - غالباً بیدار مغز اور با ہمت لوگوں کی راہ میں یہ رکاوٹیں ڈالنا غیر مناسب سمجھا جائے ' گو پست ہمت اور غریب کسانوں کے لئے اس سے فائدہ بھی متصور تھا - بہر حال حکومت نے اس کو اپنی دست اندازی سے اور نئے احکام جاری کرکے ٹیکس آسانی سے وصول کرنے اور فوج میں آدمي زبردستي سے بھرتی کرانے کا آسان لٹکا بنا رکھا تھا ' جس سے کسان تنگ آنے لگے تھے - غلامی سے رھا کئے جانے کے بعد ہر زمیندار کے کاشتکاروں کی ایک جماعت بن گئی تھی - زمیندار کي کل جائداد کا ایک حصہ ان میں تقسیم کر دیا گیا تھا - زمین کا تقسیم کرنا میر کے ذمہ رکھا گیا تھا تاکہ یہ اپنی خواهش کے مطابق آپس میں زمین تقسیم کرلیں - لیکن جو زمین تقسیم کرنے کے لئے دی گئی تھی وہ کسانوں کی ضروریات کے لئے ناکافی تھی - کسی خاندان کے حصہ میں $6\frac{1}{4}$ ایکڑ زمین سے زیادہ میسر نہ آئي - اس کے علاوہ یہ اختیار زمیندار کو حاصل تھا کہ جو حصہ اپنی

جائداد کا وہ چاہئے وہی کسانوں میں تقسیم کرنے کے لئے دے - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر کسانوں کو ایسی زمین ملی جو زراعت کے لحاظ سے یا تو ادنی درجہ کی تھی یا گاؤں سے دور اُفتادہ تھی - بیچ بیچ میں ایسا رقبہ تھا جو زمیندار کی خود جائداد میں شامل تھا - یہ عمداً کیا گیا تھا - کیونکہ کسان اپنی بہبودی اور آسانی کے خیال سے اس رقبہ کی زمین بھی لگان پر لینے کے لئے مجبور تھے - انکی مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر لگان اسقدر زیادہ قرار دیا گیا تھا کہ جس کے ادا کرنے کے بعد کسان کو اپنا پیٹ بھرنا بہت مشکل ہوجاتا - لیکن کسان اسوقت زمین کے لئے جان دیتا تھا اور ہر قسم کی بدعت اور قربانی کے لئے تیار تھا - تاہم اس اندھیر کو دیکھکر اُس کا دل خوش نہ ہوتا اور زمینداروں اور جاگیرداروں کے خلاف اُس کا پرانا بغض و حسد از سر نو تازہ ہو جاتا -

ایک پیچیدگی یہ اور پیدا ہوگئی تھی کہ سنہ ۱۸۶۱ع کے بعد سے انیسویں صدی کے آخری زمانہ تک یورپین روس کی آبادی میں تقریباً ۷۹ فیصدی اضافہ ہو گیا تھا - اور جو حصہ رسدی زمین ہر خاندان کو ملی تھی وہ اس کی داشت کے لئے اب اور بھی نا کافی ہو گئی تھی - اور کسان چپہ چپہ زمین پر جان دینے لگا تھا لیکن حکومت اس کیفیت کے طرف سے بالکل لا پرواہ تھی - اگر سرکاری زمین یا جاگیر داروں کی جائداد میں سے کچھہ حصۂ زمین کسانوں میں اور تقسیم کردیا جاتا یا اُن میں نئے طریقے زراعت کے رائج کردئے جاتے یا سائبریا اور قاف کے سر سبز خطوں میں آباد ہونے کی ان کو ترغیب دی جاتی تو غالباً یہ اُلجھی ہوئی گتھی آسانی سے سلجھہ جاتی ' لیکن حکومت ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھی رہی - نہ صرف یہی ' بلکہ اس کے طرف سے رعیت کے نقل مقام کرنے کے راستہ میں برابر رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں - یعنی جب تک کہ کوئی شخص کم از کم دو وزرآ سلطنت کا تحریری پروانہ حاصل نہ کر لیتا وہ سائبیریا یا قاف میں جاکر آباد نہ ہوسکتا - بایں ہمہ ایک کثیر تعداد اُن لوگوں کی جو بھوکوں مرنے لگی تھی زمین کی لالچ میں ہر طرح کا جان و مال کا نقصان برداشت کر کے خفیہ طور سے سائبیریا چلی گئی اور وہاں جاکر آباد ہوئی - اب اگر ان تمام باتوں کو مدنظر رکھا جائے جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور پھر غور کیا جائے کہ کسانوں پر اس کا مجموعی اثر کیا ہوا ہوگا تو یقینی طور سے کہا

جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی کے شروع میں حکومت روس کی رعیت نہ صرف حکومت کے طرف سے دل برداشتہ تھی بلکہ اس سے خار کھائے بیٹھی تھی ' جس کا نتیجہ ایک نہ ایک دن حکومت کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہونا تھا -

گویا کسانوں اور مزدور پیشہ لوگوں کی کیفیت کافی نا قابل اطمینان نہ تھی کہ اس پر غیر روسی قوموں کے ساتھہ تشدد کا برتاؤ اور اضافہ کیا گیا - علاوہ روسیوں کے اس ملک میں غیر روسی نسل کی بھی کئی چھوٹی چھوٹی قومیں آباد ہیں - مثلاً یوکرانی ' ایرانی ' ارمنی ' تا تاری ' یہودی ' پول ' فن وغیرہ - اس لحاظ سے کہ ان اقوام کے اقتصادی اغراض سلطنت روس کے ساتھہ وابستہ تھے یہ امن و امان کے ساتھہ بہ حیثیت روسی وفادار رعایا کے ملک میں آباد تھیں لیکن حکومت کی جانب سے ان کے ساتھہ یہ زیادتی کی جاتی تھی کہ ان کو اپنے طرز معاشرت ' اپنی زبان اور اپنی اپنی جدا گانہ تہذیب کے نشو و نما کا موقع نہیں دیا جاتا تھا - بخلاف اس کے حکومت کی جانب سے یہ تشدد تھا کہ ان کو روسی طرز معاشرت ' روسی زبان اور روسی تہذیب کے قبول و اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا - حکومت روس کی پولیسی اس معاملہ میں عجیب و غریب تھی ' ایک طرف تو روسی نسل کی ریاستہاے بلقان کی آزادی کے لئے حکومت روس ترکی سے آئے دن برسر پیکار رہتی اور جنگ چھیڑتی - دوسری جانب محض اس لئے کہ پولش قوم اپنے طرز معاشرت اور تمدن کو خیر باد کہکر روسی قوم کے ساتھہ شیر و شکر ہونے کو تیار نہ تھی اسکے ساتھہ جابرانہ برتاؤ کیا جاتا اور اس کے مٹانے کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جاتا - یوکرانی کو اپنی مادری زبان کے فروغ دینے سے روکا جاتا اور اس کے استعمال کرنے کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتیں - یہودیوں کے ساتھہ تو ایسی غیریت اور زبردستی کا برتاؤ کیا جاتا تھا کہ ان بیچاروں کا ناک میں دم تھا - ان کے ساتھہ ہر شعبۂ زندگی میں تفریق برتی جاتی حتیٰ کہ اسکول اور کالجوں میں بھی یہ آزادی کے ساتھہ داخل نہ کئے جاتے - فنز کو زار روس نے ایک دفعہ فرمان آزادی دے کر اُسے منسوخ کردیا - یہ طرز عمل تھا اور یہ پولیسی زار روس کی تھی جسنے تمام غیر روسی قلیل التعداد فرقوں اور قوموں کو روس میں حکومت کی جانب سے نہ صرف بیزار بلکہ اس کا دشمن بنادیا تھا اور حکومت کے استحکام

کے لئے مناقشات اور خطروں کے اس خطرے کا بھی اضافہ ہوگیا تھا - لیکن زار روس اور اس کی حکومت اپنے نشۂ دولت و قوت سے ایسی مدہوش ہو رہی تھی اور مطلق العنانی اور خود سری کی کیفیت نے اُسے ایسا اندھا کر رکھا تھا کہ اُسے کچھہ سجھائی نہ دیتا تھا -

(۴) دور جمہوریت کا نشو و نما

اوراق گذشتہ میں جو کچھہ تحریر ہوا ہے اُس سے روسی قوم کی تاریخ پارینہ ' سلطنت روس کے طرز حکومت ' زار کی مطلق العنانی اور خود سری کی پولیسی ' ملک کی اقتصادی ترقی اور غریب رعیت کی کس مپرسی کی کیفیت کا ایک حد تک اندازہ ہو سکتا ہے - سلطنت کی توسیع ' فوجی قوت کا نشو و نما صنعت و حرفت اور تجارت کا فروغ اور مغربی طرز معاشرت اور تہذیب کا کروفر ایک طرف اور رعیت کی مفلسی ' جہالت اور اس پر ہر طرح کے مظالم دوسری جانب ' ملک کی حالت کے دو ایسے متضاد پہلو پیش کرتے ہیں جن سے اس بات کا اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے کہ یہ کیفیت عرصہ تک قائم رہنی غیر ممکن تھی اور اصلاح و انقلاب اس کا لازمی نتیجہ تھا -

سوشل نظام کی تفریقات اور حکومت کے جابرانہ طرز عمل سے رعیت ہمیشہ غیر مطمئین اور بیزار رہی اس کا ثبوت کم و بیش روس کی تاریخ میں برابر ملتا ہے - اُنیسویں صدی کے وسط تک رعیت کی بیزاری غلامی کے دستور کے خلاف ظاہر ہوتی رہی - کسانوں میں بدامنی اور بغاوت آئے دن کے واقعات تھے - پگاچیو کی بغاوت جو سنہ ۷۴-۱۷۷۳ع میں وقوع میں آئی اس بیزاری کا بہت بڑا مظاہرہ تھا - ان ہنگاموں سے رعیت کی حالت بہتر نہیں ہوئی تھی اور حکومت ہمیشہ ان پر حاوی ہو جاتی تھی - اُس کی وجہہ یہ تھی کہ کسان قطعئی جاہل و نا تجربہ‌کار تھے - اُن میں متحد ہوکر مقابلہ کرنے کی قابلیت نہ تھی - نہ وہ کبھی اپنا کوئی نظام عمل قائم کرسکے نہ اُن کو ایسے لیڈر میسر آئے جو جری اور قابل ہونے کے ساتھہ ہی ساتھہ بیدار مغز بھی ہوتے - بہر حال با وصف حکومت کے جبرو تشدد کے حکومت سے ان کی بیزاری اور اس کے مظالم سے نجات پانے کی خواہش ان میں ہمیشہ کام کرتی رہی - تعلیم یافتہ طبقے کے رہنماؤں نے اُنیسویں صدی کے وسط میں مذہبی و اخلاقی اصلاح کے خیالات کی اشاعت کی جو تحریک ان میں جاری کی تھی اُس نے ان کو ایک حد تک خواب غفلت سے جگایا - اسی زمانہ میں ان کی اقتصادی حالت سمبھالنے کے لئے کوآپریشن کے دستور اور اصولوں سے مانوس کرانے کی جو کوشش کی گئی اُس نے بھی ان میں اپنے پاؤں کے بل کھڑے ہونے اور آپس میں یکجہتی پیدا کرنے کا مادہ پیدا

کیا - تاہم سیاسی جد و جہد کے میدان میں ابھی تک ان کی کوئی دستی نہ تھی -

بیسویں صدی کے شروع میں جب مزدور پیشہ طبقہ میں بےچینی اور بدامنی پھیلنے لگی اور انہوں نے اس بےچینی کا ثبوت جب طرح طرح کی بدعتیں اُٹھاکر دینا شروع کیا تو کسانوں میں بھی اس کا اثر پھیلنے لگا اور وہ بھی چوکنا ہونے شروع ہوئے - اس کی وجہہ یہ تھی کہ زیادہ تر تعداد ان مزدور پیشہ لوگوں کی جو کار خانوں اور فیکٹریوں میں کام کرتے تھے اُنہیں لوگوں کی تھی کہ جو گاؤں میں زمین میسر نہ آنے کی وجہہ سے مجبور ہوکر تلاش معاش کی فکر میں شہروں میں جابسے تھے اور جنہوں نے مزدوری کا پیشہ اختیار کرلیا تھا - تاہم ان کے تعلقات گاؤں والوں سے اور کسانوں سے برابر قائم تھے - شہر کے مزدور پیشہ لوگوں کی ہڑتالوں اور ہنگاموں کی خبریں گاؤں والوں اور کسانوں میں برابر پہونچتی رہتی تھیں - ان میں بےچینی کی کیفیت تو پہلے سے ہی موجود تھی یہ خبریں ان میں اور زیادہ ہیجان پیدا کرتیں اور ان کو امادہ پیکار بناتیں - اُنیسویں صدی کے آخر تک خود مزدور پیشہ لوگوں کی بےچینی کے مظاہرے جو طرح طرح کی بدامنی اور قتل و خون تک کی شکل اختیار کرتے تھے کسی باقاعدہ سیاسی تحریک انقلاب کے پابند نہ تھے بلکہ یہ ہنگامے یا تو مقامی حکام یا کار خانہ داروں کے خلاف برپا کئے جاتے تھے - انیسویں صدی کے آخری ایام اور بیسویں صدی کے شروع میں مزدور پیشہ طبقے نے تعلیم یافتہ سیاسی طبقے سے اپنا رشتۂ اتحاد قائم کیا اور تعلیم یافتہ وطن پرست طبقے نے مزدور پیشہ جماعت کو اپنے ساتھہ لیکر سیاسی تحریک انقلاب کی داغ بیل ڈالی - کسانوں کی کروڑوں کی تعداد بھی اس تحریک سے اب بے خبر نہ تھی -

تعلیم یافتہ وطن پرست طبقہ کی سرگرمیوں کا اظہار اٹھارھویں صدی میں فری میسن اور دیگر تمدنی انجمنوں کے ذریعہ سے ہونا شروع ہوا - ان کی خاص غرض یہ تھی کہ آزادی و اصلاح کے خیالات و جذبات کی اشاعت کی جائے - چونکہ حکومت کی جانب سے ان کے دبانے اور مٹانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی اور ان کے لئے اپنے خیالات کی اشاعت غیر ممکن ہوگئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ اس تحریک نے خفیہ انجمنوں کی صورت اختیار کرلی اور سازشیں کی جانے لگیں کہ انقلاب برپا کرکے حکومت وقت کو غارت و برباد کر دیا جائے - اس

زمانہ میں وطن پرستوں پر فرانسیسی انقلاب کے خیالات و جذبات کا رنگ بہت گہرا چڑھا ہوا تھا - سنہ ۱۸۲۵ع میں ڈکابرسٹ [۱] کی بغاوت ہوئی - یہ سب سے پہلی کوشش تھی جو خفیہ انجمنوں اور سازشوں کے ذریعہ سے وطن پرستوں نے حکومت کو مرعوب کرنے کے لئے کی تھی لیکن اسے کامیاب ہونا نہ بدا تھا اور خود اس ہنگامہ برپا کرنے والوں کو اس کی کامیابی کا یقین نہ تھا - لیکن وہ ہنگامہ برپا کرکے قوم کو جگانا چاہتے اور آزادی کا راستہ بتانا چاہتے تھے -

یہ کوشش تو ناکام ضرور رہی لیکن اس کے بعد سے تعلیم یافتہ طبقہ میں سیاسیات اور وطن پرستی کا چرچا عام ہونے لگا - تعلیم کی اشاعت نے وطن پرستوں کی جماعت میں خاطر خواہ اضافہ کیا - کاریگروں ' تاجروں ' پادریوں اور نیز حکام کی نئی پود ان خیالات و جذبات سے روز افزوں متاثر ہونے لگی - کالجوں اور مدرسوں میں اپنے اُستادوں کی زبان سے یہ جو کچھ سنتے یا کتابوں میں جو کچھ پڑھتے وہ اُن کے دل و دماغ کو روشن کرتا ' ان کی طبیعتوں کو اُبھارتا اور ان میں آزادی کے جذبات پیدا کرتا لیکن جب یہ اپنے گھروں میں جاتے تو وہاں کی کیفیت اس سے بالکل متضاد پاتے - وہی قدامت پرستی ' دقیانوسی خیالات ' پست ہمتی کی باتیں ' غلامی کے دستور ' جو ان کو ذرا نہ بھاتے - ان کو علم و عمل اور تعلیم و اخلاق میں بُعدالمشرقین معلوم ہوتا ' اس سے ان کی طبیعتیں بیچین ہوتیں اور ان میں سے جو باہمت تھے وہ اپنے ایمان اور عقیدے کے مطابق عمل کرنے پر تیار ہوتے - اس طرح سے جوق جوق گروہ وطن پرستوں کے پھر بننے لگے ' کچھ تو محض اصلاح کی فکر کرتے اور کچھ ڈکابرسٹ کی تقلید میں خفیہ سازشوں میں شریک ہوتے -

وطن پرستوں میں اس وقت یعنی انیسویں صدی کے وسط میں دو خیال کے لوگ تھے ' ایک تو وہ جو ذاتی آزادی کے دلدادہ تھے اور ہر شعبۂ زندگی میں مغربی یورپ کی تقلید کرنا چاہتے تھے - ان کا عقیدہ تھا کہ روس کے دقیانوسی رسم و رواج ' پرانی معاشرت و تہذیب اور قوم کی حکام پرستی اور غلامی کے دستور کو سراہنے اور اس کی تقلید کرنے سے بجز نقصان کے کوئی نفع نہیں ہوسکتا ' روس کی ترقی صرف اسی طرح ہوسکتی ہے کہ مغرب کی سائنس ' مغرب کی معاشرت ' مغرب کے سیاسیات

Dekabrist—[۱]

فرضکہ مغربی تہذیب و تمدن کو روس میں پوری طرح رواج دیا جائے اور اپنی نجات کے سب وهی طریقے اختیار کئے جائیں جو مغربی یورپ نے اپنی آزادی اور ترقی کے لئے برتے تھے - دوسرے خیال کے لوگ وہ تھے جو اپنے وطن کی ہر شے اور ہر بات پر جان دیتے تھے - اِن کا عقیدہ تھا کہ روس کی پرانی تہذیب ، مذہب ، معاشرت اور علوم و فنون میں تمام وہ رموز دبے ہوئے ہیں کہ جن کو اگر قعر گمنامی سے نکالا جائے اور اُن میں از سر نو تازہ روح پھونکی جائے تو ملک کی نجات کا باعث ہونگے - ملک کو غیر ملکی دستور و آئین کی ضرورت قطعی نہیں - باوصف اُس اختلاف کے دونوں فریق محسوس کرتے تھے کہ جب تک کسانوں کی کروڑوں کی تعداد غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے آزادی اور ترقی کی راہیں مسدود رهینگی - دونوں فریق عوام‌الناس کو سوشل اور سیاسی مسائل کی طرف توجہ دلاتے اور ان میں دلچسپی پیدا کرتے - اسی زمانہ میں هرزن [۱] نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "هم میں سے وہ لوگ جو مغربی تہذیب و تعلیم سے متاثر ہوئے ہیں آتے میں خمیر کا کام دیتے ہیں ان کی حیثیت تو اُس درمیانی شخص کی سی ہے جو انقلاب انگیز یورپ اور روسی قوم کو ایک دوسرے سے وابستہ‌کرتا اور مانوس کراتا ہے- ورنہ روس کے آئندہ مقدر کا مختار کل تو کسان ہے" - هرزن کی رائے میں سوشلسٹ طریق کے انقلاب کے لئے روس کی سر زمین جس قدر مناسب اور تیار تھی کسی اور ملک کی نہیں کیونکہ یہاں کے کسانوں نے باوصف تمام آفات ارضی و سماوی کے اپنے مشترکہ ملکیت کے دستور کو مٹنے نہ دیا تھا - یہ امر غور طلب ہے کہ هرزن نے یہ رائے اُس وقت ظاهر کی تھی کہ جب تک کسان غلامی کی زنجیر سے رہا نہ کئے گئے تھے اور اُس وقت بھی اس رائے کے ماننے والے نئی پودہ میں بکثرت تھے -

جنگ کریمیا (۱۸۵۳-۵۶ع) کی شکست نے سلطنت کا اقتدار و دبدبہ رعایا کی نگاہ میں گرا دیا تھا اور حکومت کے خلاف بیچینی و ناراضی عالمگیر تھی - سیاسی جوش پھر اُبھر آیا تھا اور آزادی کے خیالات کی اشاعت علانیہ ہونے لگی تھی - معتدل اور آزاد خیال گروہ کا اثر اس وقت الیکزنڈر دوم کی حکومت پر پڑ رہا تھا اور انہیں کے اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ الیکزنڈر دوم نے اصلاحوں کا دروازہ کھولا - ان اصلاحوں سے یہ اُمید قائم ہوئی تھی کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ جب روس

---

[۱] Herzen—

میں آئیلی اور جمہوری حکومت قایم ہو جائیگی - اس معتدل اور آزاد خیال گروہ نے اس وقت تک کسی باضابطہ سیاسی فریق کی صورت اختیار نہیں کی تھی - تاہم انہوں نے لوکل سلف گورنمنٹ کے قیام اور اس کو ترقی دینے میں خاطر خواہ کام کیا تھا ' دراصل ذی میستو کی تحریک کے یہی لوگ روح رواں تھے - جس تحریک نے عوام الناس میں اثر پیدا کیا اور جو جمہور میں مقبول ہوئی وہ نارودنی چستو تحریک تھی - اس کا دوسرا نام پوپلسٹ تحریک بھی ہے - اس تحریک نے عوام بالخصوص کسانوں کی حالت کے سنبھالنے کا بیڑا اُٹھایا تھا -

سب سے پہلے ہرزن نے وطن پرستوں کی توجہ میر کے دستور اور مشترکہ ملکیت کے رواج کی جانب دلائی تھی - اُس کے بعد چرنش وسکی نے اس کے اقتصادی پہلو کی جانب مزید توجہ دلائی - اس نے وہ میانہ روی کا سلسلہ نکالا جس سے تمام روسی لکیر کے فقیر اور مغربی روشنی کے دلدادہ دونوں فریق ہم آہنگ ہو سکیں اور عوام الناس خصوصیت کے ساتھ کسانوں کی بہبود کے جانب توجہ مبذول کریں - وہ لکھتا ہے ''ہم ایسے لکیر کے فقیر ہیں کہ اپنی قدامت پرستی کے بدولت پہلے بھی نقصان اُٹھا چکے ہیں اور آج بھی ہماری اکثر مصیبتوں کا باعث ہماری یہی قدامت پرستی ہے لیکن ہماری قدامت پرستی سے جہاں بہت سے نقصانات ہوئے وہاں ایک بھلائی بھی بچ رہی اور وہ ہمارے یہاں کا مشترکہ ملکیت کا رواج ہے - ہم کو مغرب کی نئی روشنی سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے لیکن مشترکہ ملکیت کے رواج کا جو ورثہ ہم کو اپنے آبا و اجداد سے ملا ہے اور جس پر ہمارے کروڑوں کسان بھائیوں کی ہستی و بہبود منحصر ہے اُسے ہمیں اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ گنوانا چاہئے'' - جس طرح چرنش وسکی نے نارودنی چستو تحریک کی اقتصادی بنیاد پختہ کی اُسی طرح لاورو نے اس کے تاریخی اور فلسفی پہلو کو نمایاں اور روشن کیا -

جو مظالم کہ حکومت کی جانب سے ہو رہے تھے اور جو وقت کہ کسانوں پر اُن کی آنکھوں کے سامنے گذر رہا تھا اس کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہونے پر اُس زمانہ (سنہ ۱۸۶۰ — ۱۸۷۰ ع) کے اولوالعزم ارباب سیاست نے اپنی آواز ان کی حمایت میں اُٹھائی اور اپنے روشن خیالات اور سیاسی جذبات سے نوجوانوں کو متاثر کیا - اس تحریک کے زمانۂ فروغ میں یہ کیفیت دیکھنے میں آئی کہ نوجوان لوگ جوق در جوق کالجوں میں اپنے سلسلۂ تعلیم کو خیرباد

کھیکر اور گھر بار چھوڑ کر کسانوں اور مزدور پیشہ لوگوں میں جاتے ' اُنھیں کی سی سیدھی سادی زندگی بسر کرتے ' اُن کی محنت و مشقت میں شریک ہوتے اور ان میں نئی روشنی پھیلاتے - جس شخص میں بھی جذبۂ وطن پرستی موجزن تھا وہ مذھبی عقیدے کے سے جوش کے ساتھ اس تحریک میں شریک ہوتا اور ہر قسم کی تکلیف اور ایثار برداشت کرکے اپنا فرض منصبی ادا کرتا - اس تحریک کا مقصد کسانوں اور مزدوروں میں نئی روشنی پھیلانا اور اُن کی ترقی اور بہبودی کی فکر کرنا تھا - اس کو سیاسیات اور انقلاب حکومت سے واسطہ بہت کم تھا - اس کی عظمت روحانی اور اخلاقی پایہ کی تھی - اس کی ترقی کا راز جذبۂ وطن پرستی میں مخفی تھا - اسی لئے حکومت وقت اس تحریک کی دشمن تھی - گرفتاری ' جیل خانہ ' جلا وطنی ' سب ھی طرح کے مظالم نوجوان وطن پرستوں پر اس تحریک سے باز رہنے کے لئے ڈھائے جاتے تھے لیکن حکومت کی یہ جابرانہ اور وحشیانہ حرکتیں ان کے جوش کو اور تازہ کرتی تھیں - جب حکومت نے اس تحریک کو دبانے اور مٹانے کی ٹھان لی تو اکثر نوجوان وطن پرست بھی سر بکف ہوکر بغاوتوں اور سازشوں میں شریک ہونے لگے -

ان کے لئے زمین پہلے ھی سے تیار تھی - سنہ ۱۸۶۱ع کی اصلاحات مسترد کی جا رہی تھیں - حکومت کی نیت اور تیور ' روسا اور جاگیرداروں کا وطیرہ اور عمال حکومت کی زبردستیاں یہ سب اسی مصرع کے مصداق تھیں کہ " وھی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ھے " - ان میں کسی قسم کا فرق نہ آیا تھا - جس حالت میں کہ سیاسی آزادی قطعی سلب کر لی گئی تھی اور پارلیمنٹ جمہوری حکومت اور سوشلزم کے الفاظ کا زبان پر لانا بھی جرم تھا تو ایسی حالت میں لازمی امر تھا کہ خفیہ انجمنیں اور سازشیں ملک میں فروغ پائیں چنانچہ سنہ ۱۸۸۰ع سے سنہ ۱۹۰۵ع تک معدودے چند انقلاب انگیز نوجوانوں نے پستول اور بم کے ذریعہ سے حکومت وقت کا ناطقہ بند کر رکھا تھا - ان خفیہ انجمنوں میں دو نے بہت شہرت پائی ایک کا نام تھا " لینڈ اینڈ فریڈم " [۱] یعنی زمین اور آزادی اور دوسری " پیپلس ول " [۲] یا رائے جمہور کے نام سے

Land and Freedom (1878–79)—[۱]
Peoples' Will (1879—84)—[۲]

مشہور تھی - جوں جوں حکومت ان کے نیست و نابود کرنے کی غرض سے نت نئے ظلم ان پر ڈھاتی اتنی ہی ہمدردی عوام بلکہ تعلیم یافتہ طبقے میں بھی اُن کے ساتھ ظاہر کی جاتی تھی -

جب حکومت نے اس بات کی فکر کی کہ ان انقلاب انگیز صحبتوں اور ہنگاموں کے خلاف پبلک کی ہمدردی اپنے طرف رجوع کرے تو اعتدال پسندوں کی جانب سے یہ جواب ملا کہ انقلاب انگیز ہنگاموں کے دفع کرنے کی صرف ایک ہی سبیل ہے اور وہ یہ کہ حکومت وقت اپنا پرانا طریق حکومت یک لخت بدل دے اور آئینی اصلاحات اور دستوری حکومت ملک میں رائج کرے - ذی‌میستو اسمبلی کے الفاظ اور بھی زیادہ چبھتے ہوئے تھے - " اے علیٰ مرتبت زار اپنی وفادار رعیت کے ساتھ بھی وہی مراعات برت کہ جو تونے بلغاریہ کے لوگوں کے ساتھ برتی تھیں " - جب بلغاریہ کو ترکی کے قبضہ سے نکالکر روس نے آزاد کیا تو وہاں دستوری حکومت قائم کرنے میں زار روس نے بلغاریوں کا ہاتھ بٹایا تھا - اسی جانب ذی‌مستو نے اشارہ کیا ہے - لیکن نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مصداق وہاں ان صائب اور نیک مشوروں پر کون کان دھرتا تھا - الیگزنڈر سوئم کا عہد تو غضب کی استبدادیت کا زمانہ تھا - نہ صرف انقلاب پسندوں اور انتہا پسندوں کے ساتھ دارو گیر کی پولیسی برتی جاتی تھی بلکہ اعتدال پسندوں کی بھی خبر لی جاتی تھی جس سے حکومت کے خلاف اور زیادہ بدظنی اور بیچینی پھیلتی جاتی تھی -

انقلاب سنہ ۱۹۰۵ع

کارل مارکس کے اصولوں کی پیروی میں پہلی انقلاب انگیز جماعت سنہ ۱۸۸۰ع میں روس کے باہر پلے‌کانو نے قائم کی - چونکہ اُس زمانہ میں روس کے مزدور پیشہ لوگوں میں نہایت بیچینی پھیلی ہوئی تھی ' اس جماعت کے خیالات نہ صرف مزدور پیشہ گروہ میں بلکہ تعلیم یافتہ طبقے میں بھی پھیلے اور مقبول ہوئے- اور خود روس میں ایک جماعت سنہ ۱۸۹۰ع میں انہیں اصولوں پر قائم کی گئی - اس کے بانی اور لیڈر لنن اور مارتو تھے - سنہ ۱۸۹۸ع میں ایسی تمام انجمنوں کا ایک مشترکہ جلسہ منسک میں ہوا جہاں روسی جمہوری پارٹی [۱] کی بنیاد ڈالی گئی - اس پارٹی میں شروع سے ہی دو خیال کے لوگ موجود تھے ایک انتہا پسند جو نکائیو اور بکونن کے طریق عمل

---

[1]—Russian Social Democratic Party

کے حامی تھے - ان کا لیڈر لنن تھا - دوسرے اعتدال پسند جو کارل مارکس کے اصولوں کی لفظ بہ لفظ پیروی کرتے تھے - ان کا لیڈر مارتو تھا - ناروونیی چشنو و تحریک کے نام لیوا لوگوں میں سے جو کچھہ باقی رہگئے تھے اُنہوں نے بڑی اپنا شیرازہ باندھنے کی کوشش کی اور ایک پارٹی بنائی - یہ انقلاب پسند پارٹی [۱] کے نام سے مشہور ہوئی - برل ذبی میسٹو تحریک کے باقیماندہ لوگوں نے جو محض اصلاح کے حامی تھے اپنی ایک جماعت کھڑی کرکے اس کا نام جمہوری آئینی پارٹی [۲] (یعنی Cadet) رکھا -

بیسویں صدی کے شروع میں یہی تین جماعتیں تھیں جو روس میں مطلق العنانی کے دور کا مستعدی سے مقابلہ کر رہی تھیں - گو کہنے کے لئے ان کی جماعتیں کثیر نہ تھیں اور حکومت وقت ان کو علانیہ کام کرنے کا موقع نہ دیتی تھی تاہم ان جماعتوں کے خیالات عوام الناس میں دور دور تک پہیل رہے تھے اور ان کو قبول عام کا شرف حاصل تھا - ان کے لیڈروں کی جیرت اور قربانیوں کا چرچا زبان زد خلائق تھا اور باوصف حکومت کی چیرہ دستیوں کے لوگ ان کے ساتھہ علانیہ ہمدردی کا اظہار کرتے تھے - رعیت میں بیچینی روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور ہر فرقہ اور طبقہ رعیت کا سرکار کی زیادتیوں سے نالاں نظر آتا تھا -

جنگ جاپان اور روس میں روس کی شکست نے رعیت کو حکومت کے طرف سے اور بھی زیادہ بدگمان کر دیا تھا اور لوگ عام طور سے یہ محسوس کرنے لگے تھے کہ اس جنگ میں روس کو جو نیچا دیکھنا پڑا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ملک کے مقدر کی باگیں صرف چند خود غرض اور نا عاقبت اندیش لوگوں کے ھاتھوں میں تھیں - جب تک یہ طریق حکومت قائم رہیگا ملک کا بھلا نہیں ہوسکتا - جب یہ خیال عام ہونے لگا تو ظاہر تھا کہ حکومت کے لئے خطرے کی صورت پیدا ہوگئی - اس خطرے سے زار روس کے وزراء اور دوسرے مشورہ کار بھی غافل نہ تھے - ان میں سے بعض نے اس اندیشہ ناک صورت کی جانب زار روس کو توجہ بھی دلائی - ذبی میسٹو پارٹی کے لوگوں نے اصلاحات کا مطالبہ پھر پیش کیا اور حکومت کو آگاہ کیا کہ اگر آئینی طرز حکومت کو فوراً رواج

Social Revolutionary Party—[۱]

Constitutional Democratic Party—[۲]

نہ دیا جائیگا تو حکومت کی خیر نہیں ہے - بایں ہمہ زار روس اور اس کے مقربین پر ان مشوروں کا کوئی اثر نہ ہوا اور جبر و ظلم کے پرانے طریقے زیادہ زور شور سے کام میں لائے جانے لگے - لیکن اب پانی سر سے اُونچا ہوچکا تھا - یہ سب باتیں رائگاں ثابت ہوئیں - جنگ میں شکست کھانے کے خلاف تمام بڑے بڑے شہروں میں ناراضی کے اظہار کی غرض سے مظاہرے ہونے شروع ہوئے - سوشل اور سیاسی مسائل کا تذکرہ اور رعیت کے مطالبات کا چرچا ہر زبان پر آگیا - مزدور پیشہ جماعت نے تمام ملک میں ہڑتالیں کرنی شروع کیں - کسانوں نے دیہات میں علم بغاوت اُٹھاکر بدامنی پھیلادی -

۹ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع اتوار کی صبح کو مزدور پیشہ جماعت کا ایک مجمع کثیر جس میں مرد ' عورت اور بچے سب ہی شامل تھے سینٹ پیٹرز برگ کے بازاروں میں نمودار ہوا - اس مجمع نے ایک جلوس کی شکل اختیار کی - یہ لوگ اپنے ہاتھوں میں سنتوں اور مہاتماؤں کی تصویریں لئے ہوئے تھے اور زبانوں سے مذہبی گیت اور راگ گاتے جاتے تھے - اس کا پیشوا اور امام گیپن نامے ایک پادری تھا - یہ لوگ زار روس کے محل کی جانب اس غرض سے جا رہے تھے کہ وہاں جاکر اُس کے سامنے اپنی فریاد کریں - ان کے ساتھ ہزارہا آدمیوں کا مجمع تھا - جب یہ مجمع محل کے قریب پہونچا تو پولیس اور فوج نے اس کو آگے بڑھنے سے روکنا چاہا - لیکن یہ اُمنڈتا ہوا دریا کسی کے روکے نہ رکا - محل کے سامنے پہونچکر ان لوگوں نے دو زانو ہو کر اپنی فریاد بلند کی اور زار کی دہائی دی - یہ جم غفیر ابھی دو زانو ہی بیٹھا ہوا تھا کہ پولیس اور فوج نے گولی چلانی شروع کی - یہ لوگ جو سر بکف ہوکر آئے تھے ویسے کے ویسے ہی بیٹھے رہے - اُنھوں نے اپنے سینے گولیوں کی بوچھار کے آگے کھولدئے - پولیس اور فوج نے اس ہزارہا کے مجمع کا بآسانی قتل عام کیا - گولی کئی گھنٹے تک چلتی رہی - کہا جاتا ہے کہ روس میں سنہ ۱۹۰۵ع کا یہ قتل عام موجودہ زمانہ کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا -

جنگ روس و جاپان شروع ہونے کے وقت ذی میسٹوز کے نمائندوں نے موسکو اور سینٹ پیٹرز برگ میں یکجا ہوکر نومبر سنہ ۱۹۰۴ع میں حسب ذیل اصلاحات کا حکومت سے مطالبہ کیا تھا - (۱) ذی میسٹوز کے اختیارات اور کارروائیوں پر حکومت نے جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ ہٹالی جائیں - (۲) ضمیر کی آزادی ' تحریر و تقریر کی آزادی اور مجالس عام میں جمع ہونے کی

آزادی دی جائے - (۳) حکومت کا شیرازہ چند ایسے بنیادی قوانین پر قائم کیا جائے کہ جن کی پابندی نہ صرف رعیت پر بلکہ خود زار روس پر بھی لازم ہو - (۴) قانون کی نگاہ میں سب برابر سمجھے جائیں اور تمام عمال حکومت ضابطہ دیوانی اور فوجداری کے پابند ہوں - (۵) آزاد عدالتیں قائم کی جائیں اور بغیر ان کے فیصلہ کئے کوئی شخص قید یا جلا وطن نہ کیا جائے - (۶) اس بات کی بھی اُمید ظاہر کی گئی کہ زار روس بہت جلد نمائندگان رعیت کو ایک مجلس عام میں یکجا کرکے ایسے دستور حکومت کی بنا ڈالیگا کہ جس میں تمام معاملات حکومت رعیت کے نمائندوں اور عمال حکومت کے باہمی صلاح و مشورے سے طے پایا کرینگے -

اس کے بعد اپریل سنہ ۱۹۰۵ع میں ذی میسٹوز کے ایک جلسۂ عام میں حسب ذیل دستور حکومت کا خاکہ تیار کرکے زار کے سامنے پیش کیا گیا - (۱) حکومت کے دو ایوان ہونے چاہئیں یعنی ایک دارالعوام دوسرا دارالخواص - اول الذکر میں جمہور رعیت کے نمائندے ہوں آخرالذکر میں ذی میسٹوز یعنی لوکل بورڈز کے منتخب کئے ہوئے نمائندے - (۲) ووٹ کرنے کا حق ہر بالغ کو حاصل ہونا چاہئے اور انتخاب براہ راست ووٹر کے ووٹ سے ہونا چاہئے -

یہ تمام مطالبات پیش کئے جاتے رہے اور اصلاح کے مشورے بھی ہوتے رہے لیکن حکومت کے کان پر جوں نہ رینگی - کبھی تو حکومت رعیت کے شور و غوغا کو جبر و تشدد سے دبانا چاہتی کبھی مراعات کے ایسے جھوٹے وعدوں سے پھسلانا چاہتی کہ جن کے پورا کرنے کی کبھی کوئی نیت ہی نہ ہوتی - اس طرح سے حکومت اپنے اعتبار اور وقار کی بیخ‌کنی کرتی رہی اور بالاخر رعیت زچ آکر قابو سے باہر ہونے لگی - ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع کے قتل عام کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی ماہ میں ملک کی تینوں سیاسی پارٹیوں نے متحد ہوکر علانیہ حکومت کی مخالفت شروع کر دی اور ملک انقلاب اور بغاوت کے ہنگاموں سے اور بھی زیادہ تہ و بالا ہونے لگا - جمہور رعیت میں اب یہ عقیدہ عام ہو گیا تھا کہ اصلاحات کا دروازہ کھولنے اور آئین حکومت میں تبدیلی کرانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنی بزور شمشیر - چنانچہ علاوہ انقلاب انگیز ہنگاموں کے اس عرصہ میں بڑے بڑے اُمرا اور حکام کے خون بھی ہوئے - فروری سنہ ۱۹۰۵ع میں موسکو میں

گرانڈ ڈیوک سرجے [۱] کا قتل ہوا - اس نے زار روس کی آنکھیں کھولیں اور اس کیفیت سے مجبور ہوکر ۱۹ اگست سنہ ۱۹۰۵ع کو اس نے ایک شاہی فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ تمام ملک کے نمائندگان رعیت کو طلب کرکے آئین و قوانین کے بنانے اور ان کے نافذ کرنے کے متعلق ان سے صلاح و مشورہ لیا جائیگا اور سلطنت کے سالانہ بجٹ بنانے کے وقت بھی ان سے مشورہ کیا جایگا ' گو ان تمام معاملات حکومت میں آخری فیصلہ کی ذمہ داری زار روس اور اس کے وزراء کی ہی رہیگی -

اس مجلس کے انعقاد کے لئے جس کا نام ڈیوما [۲] قرار دیا گیا تھا جنوری سنہ ۱۹۰۶ع کا زمانہ مقرر ہوا - فرمان کے مضمون سے یہ صاف ترشح ہوتا تھا کہ ڈیوما کا کام صرف مشورہ دینا ہوگا جس کی پابندی حکومت پر لازم نہ ہوگی - ڈیوما کی ساخت اس طرح تجویز کی گئی تھی کہ اس میں ۴۱۲ نمائندے زمینداروں ' کسانوں اور مختلف شہر کی آبادی کے ہوں گے - لیکن زمینداروں کا عنصر غالب رکھا گیا تھا - بجائے رعیت کا اطمینان کرنے کے اس غیر تشفی بخش فرمان نے بغاوت اور بدامنی کے شعلوں کو اور بھڑکایا - قانون مروجہ کی علانیہ خلاف ورزی کرکے بڑے بڑے شہروں میں تمام طبقوں کے لوگوں نے بالخصوص مزدوروں نے اپنے اپنے پیشوں کی پنچائیتیں بنانی شروع کیں اور سینٹ پیٹرز برگ میں ان تمام پنچائیتوں کی ایک بڑی صدر پنچائت قائم کی گئی جس کے ممتاز ممبروں میں ٹروٹسکی وغیرہ شامل تھے - اس کا رجحان انتہا پسندی کی جانب تھا اور اس کی غرض یہ تھی کہ مروجہ مطلق العنان حکومت کے بجائے قطعی جمہوری حکومت قائم کی جائے -

سنہ ۱۹۰۵ع کے انقلاب کا اثر صرف روسی قوم کی رعیت تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مختلف چھوٹی چھوٹی اور قومیں بھی جو روس میں آباد تھیں اور جن کا شمار سلطنت روس میں کیا جاتا تھا اس ہنگامہ سے اثر پذیر ہوئی تھیں اور معاشرتی اور قومی آزادی کا مطالبہ کر رہی تھیں - انہوں نے سلطنت روس سے قطع تعلق کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا نہ ان کی

Grand Duke Serge—[۱]

Duma—[۲]

یہ خواہش تھی مگر اپنے مذہب ' اپنی زبان اور اپنی معاشرت کے معاملہ میں یہ قومیں حکومت کی دخل اندازی سے بریت اور آزادی چاہتی تھیں - اصلاح و آزادی کا مطالبہ صرف یوکرانی ' یہودی اور لیتھوانی اور دوسری قوموں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ دور افتادہ سائبریا کے مقامات سے بھی یہی صدا بآواز بلند اُٹھائی جا رہی تھی - غرضیکہ انقلاب کا طوفان عالم گیر تھا - ملک کا کاروبار ہڑتالوں کی وجہہ سے قریب قریب بالکل بند تھا اور بدامنی کے شعلے ہر جگہ بھڑک رہے تھے جن سے تمام ملک میں آگ سی لگ رہی تھی - اس طوفان نے زار کو گھبرا دیا اور بالاخر ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ع کو اس نے ایک اور فرمان جاری کیا جس میں حسب ذیل اصلاحات کا صاف صاف وعدہ اور اعلان کیا گیا تھا - (۱) تحریر اور مجمع عام میں جمع ہونے اور اپنی جمعتیں قائم کرنے کی پوری آزادی دیجائیگی - (۲) ڈیوما کے انتخابات تاریخ مقررہ پر کئے جائیں گے اور جن لوگوں کو اب تک ووٹ دینے کا اختیار نہیں دیا گیا تھا اُن کو بھی حتی‌الامکان انتخابات میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے گا - (۳) دستور سلطنت کا یہ بنیادی اور اولین اصول قرار دیا جائیگا کہ کوئی قانون اُس وقت تک نہ نافذ کیا جائے کہ جب تک اُس پر ڈیوما کی مہر منظوری ثبت نہ ہوجائے - ماسوا منتخب شدہ نمائندگان رعیت کا بہت بڑی حد تک عمال حکومت اور اُن کی کارروائیوں پر اختیار نگرانی رہے گا - کونٹ وٹ کہ جس کے دماغ سے ان اصلاحات کا خیال پیدا ہوا تھا سلطنت روس کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا - ووٹروں کی نئی فہرستیں تیار ہونے لگیں کہ جن کی رو سے ووٹروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا - لیتھوانی اور یوکرانیوں وغیرہ کو جو اپنی زبان کے استعمال کرنے اور فروغ دینے کی ممانعت تھی وہ ہٹالی گئی - فنلز کی خود مختاری جو پہلے سلب کرلی گئی تھی از سر نو واپس دی گئی - پولینڈ پر سے بھی حکومت کے جبر و تشدد کا پنجہ ڈھیلا ہونے لگا - ان تمام باتوں سے اُمید کی جانے لگی کہ روس میں اب امن و آزادی کا دور شروع ہونے والا ہے. لیکن یہ مقدر میں نہ تھا - بہت جلد یہ معلوم ہونے لگا کہ حکومت کی نیت میں فتور ہے اور وعدوں کا ایفا بہت مشکل ہے -

پہلا ہی قدم جو کاونٹ وٹ وزیر اعظم نے آئینی دور کے طرف بڑھایا اُس سے شبہات پیدا ہونے لگے - کونٹ وٹ نے آزاد خیال اور اعتدال پسند پارٹی کے لیڈروں کو جن میں پرنس لواو ' شپاو ' میلوکو کے سے پایہ کے لوگ تھے وزارت

میں شریک ہونے کی دعوت دی - ان لوگوں نے شرکت قبول کرنے سے قبل اس بات کا اطمینان چاہا کہ زار اور حکومت کی جانب سے جو وعدے کئے گئے ہیں وہ درحقیقت ایفا کئے جائیں گے - لیکن کاونٹ وٹ ان لوگوں کا اطمینان نہ کرسکا - بات یہ ہے کہ کچھ تو کونٹ وٹ کی نیت میں خود ہی فتور تھا اور کچھ وہ زار اور اُس کے مقربین کے غضب سے خائف تھا - اُسے اندیشہ تھا کہ اگر وہ اصلاحات کے عمل درآمد کی جانب تیز رفتاری سے قدم بڑھائے گا تو خود ہی راندۂ درگاہ ہوجائے گا - چنانچہ ایساھی ہوا - کونٹ وٹ کا اثر اور اقتدار یورپ کے سرمایہ دار حلقوں میں بہت کافی تھا روس کو اس وقت روپیہ قرض لینے کی اشد ضرورت تھی اسی لئے زار نے کونٹ وٹ کو وزیر اعظم مقرر کیا تھا - جب کونٹ وٹ کے ذریعہ سے روس کو فرانس سے روپیہ قرض مل گیا اور زار روس کا مطلب پورا ہوگیا اور اس عرصہ میں طوفان انقلاب بھی فرو ہونے لگا تو ڈیوما کے اجلاس منعقد ہونے سے پہلے کاونٹ وٹ صدر وزارت کے عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا - اور زار روس نے ایک اور فرمان شائع کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس زمانہ میں ڈیوما کا اجلاس نہ ہوتا ہوگا اس زمانہ میں زار کو قوانین نافذ کرنے اور احکام صادر کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوگا - یہ اعلان ۱۷ اکتوبر کے اعلان کے قطعی منافی تھا - ان تمام باتوں سے پتہ چلنے لگا کہ اصلاحات کے وعدہ وعید سے انقلاب کی بھڑکتی ہوئی آگ کا کم کرنا مقصود تھا ورنہ ایفائے وعدہ کی نیت کبھی بھی نہ تھی - چنانچہ واقعات نے یہ خیال صحیح ثابت کیا -

ڈیوما کا اجلاس جنوری سنہ ۱۹۰۶ع میں منعقد ہوا - یہ پہلا مرتبہ تھا کہ مختلف سیاسی جماعتوں اور پارٹیوں کو اپنی رائے اور خیال آزادی سے ظاہر کرنے کا موقع ملا - اس پہلے ڈیوما میں کیڈٹ پارٹی یعنی اعتدال پسندوں کی پارٹی سب سے زیادہ طاقتور تھی - اس کے ممبروں کی تعداد ۳۷۲ تھی اور اس کی جمیعت کا انتظام نہایت مکمل تھا - اس کا مقصد حکومت کا تہ و بالا کرنا نہ تھا ' یہ صرف اصلاحات کے رائج کرنے کی مدعی اور حامی تھی - دوسرے درجہ پر مزدور پیشہ جماعت کا گروہ تھا جن کی تعداد ۹۶ تھی - لیکن ان کی جمیعت کا انتظام نسبتاً ناقص تھا - علاوہ ان کے زمینداروں اور جاگیرداروں نے بھی اپنی ایک پارٹی قائم کی تھی جو ہر تبدیلی اور اصلاح کی دشمن تھی - دراصل یہ پارٹی زار اور زار کی حکومت کی آوردہ تھی - انہوں نے

حکومت کی ایما سے سیاہ پوش بدمعاشوں کا ایک غول تیار کیا تھا جو عوام کو طرح طرح سے بھڑکانا اور ورغلاتا اور تعلیم‌یافتہ طبقہ اور یہودیوں کے ساتھہ برسر پیکار ہوتا - ڈیوما کے اجلاس کے منعقد ہوتے ہی کیڈٹ پارٹی نے تمام اُن اصلاحات کے متعلق ایک پروگرام تیار کیا کہ جن کا مطالبہ وہ خود اور دوسری سیاسی پارٹیاں عرصہ سے کر رہی تھیں - یہ اس پروگرام کے ساتھہ زار روس کی خدمت میں اپنا ایک وفد لے گئے تاکہ اُس کی رضامندی ان کے متعلق حاصل کریں - زار روس نے وفد سے ملاقات کرنے سے ہی انکار کر دیا - اور جب ڈیوما نے کسانوں کی مشکلات کو مد نظر رکھکر زمین کے مسئلہ کی طرف توجہ کی اور اس میں اصلاحات تجویز کرنی شروع کیں تو محض اس لئے کہ جاگیرداروں اور زمینداروں کو اس سے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا زار روس نے ڈیوما کے اجلاس کو ہی بند کردیا - ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع کو ڈیوما کی زندگی اس طرح سے ختم ہو گئی -

روسا ' اُمرا ' جاگیردار اور حکام بالا دست جو زار روس کے مشورہ کار تھے اور جن کے اختیار میں حکومت کا تمام جز و کل تھا شروع سے ہی اصلاح کے دشمن تھے - جب انقلاب کے طوفان کو فروغ ہوتا نظر آیا اور قرضہ کا روپیہ فرانس سے ان کو مل گیا تو ان کی ہمتیں اور بڑھ گئیں - انہوں نے زار کو بھڑکانا شروع کیا کہ وہ اصلاحات کی جانب سے اپنا رخ پھیر لے - بلکہ اپنے وعدوں سے بھی پھر جائے - یہ کسی کو نہ سجھائی دیتا تھا کہ اس طرز عمل سے سلطنت کی بیخ کنی ہوتی ہے اور تخت و تاج معرض خطر میں پڑتا ہے - طریق دانشمندی یہ تھا کہ حکومت وقت کم از کم اعتدال پسند طبقے کی خوشنودی اور رضامندی اپنے ساتھہ رکھتی - لیکن اس نے ان کو بھی انتہا پسندی کا مائل بنا دیا - چنانچہ جب زار کے حکم سے پہلے ڈیوما کی زندگی کا اس طرح خاتمہ کیا گیا تو کیڈٹ پارٹی والوں نے فنلینڈ میں جاکر اپنی ایک کانفرنس کی اور وہاں سے ایک اعلان شائع کیا جس میں روس کی رعیت اور عوام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ جب تک موجودہ اصلاحات کے عمل درآمد پر حکومت تیار نہ ہو اور ان کو نافذ نہ کرے اس وقت تک ٹیکس ادا کرنا یا فوج کے لئے رنگروٹ دینا قطعی بند کردو - اس طرح سے اصلاحات کی جد و جہد انتہا پسندی کی منزلیں طے کرتی ہوئی سلطنت کو بیخ و بنیاد سے ہی اُکھاڑ ڈالنے پر آمادہ ہوتی جارہی تھی -

ڈیوما کے برخاست کرنے کے بعد گورنمنٹ نے تمام مراعات و اصلاحات ایک دم مسترد نہیں کردیں بلکہ احتیاط کے ساتھ بتدریج ایسا کیا گیا - جوں جوں گورنمنٹ کو اپنی قوت کا اندازہ ہوتا گیا اور انقلاب کی آگ بجھتی گئی حکومت دار و گیر کی سختی بڑھاتی گئی ' کورٹ مارشل قائم کیا گیا ' دیہات میں کسانوں کی سر کوبی کے لئے فوجی دستے بھیجے گئے ' سیاسی شورش پیدا کرنے والوں کو حوالۂ زندان اور جلا وطن کیا گیا اور ہزاروں کی تعداد میں پھانسیاں بھی دی گئیں - زار روس نے ایک قانون نافذ کرکے دیہات میں میر کے دستور کا خاتمہ کردیا اور اسی طرح کی اور زیادتیاں اور بدعتیں کیں - ڈیوما کے دوسرے اجلاس کے لئے تاریخ مقرر کردی گئی - ظاہر ہے کہ ان تمام بدعتوں کے ہوتے ہوئے قوم کے مزاج کا پارہ کس قدر بڑھا ہوا ہوگا - چنانچہ تازہ انتخابات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ڈیوما میں مزدور پیشہ ' انتہا پسندوں اور سوشلسٹ خیالات کے لوگوں کی تعداد بکثرت پہونچ گئی - پہلے ڈیوما میں کیڈٹ پارٹی حاوی تھی اس دوسرے ڈیوما میں انتہا پسند سوشلسٹ پارٹی غالب ہوگئی اور کیڈٹ پارٹی زیر رہی - انتہا پسند فریق کی تعداد ۱۹۴ تھی - کیڈٹ پارٹی ڈیوما کے ممبروں کی کل تعداد کی ایک ثلث تھی - سرکار کے ہوا خواہ بہت کم تعداد میں منتخب ہوئے تھے - ظاہر ہے کہ ایسے ڈیوما سے سرکار کا کام نہ نکلتا - پھر حکومت کو یہ اطمینان ہو ہی چکا تھا کہ ڈیوما کے برخاست کر دینے سے ملک میں کوئی ہل چل نہیں مچتی ' چنانچہ ۵ ماہ کے تجربہ کے بعد ۳ جون سنہ ۱۹۰۷ع کو یہ دوسرا ڈیوما بھی زار کے حکم سے برخاست کر دیا گیا اور ایک تازہ قانون نافذ کرکے قواعد انتخاب کی ترمیم کردی گئی - کسانوں کے نمائندوں کی تعداد میں تخفیف کرکے جاگیرداروں اور زمینداروں کی تعداد میں اضافہ کردیا گیا اس کے علاوہ براہ‌راست انتخابات کا طریقہ بھی بدل دیا گیا - پہلے ووٹر اپنا ایک ڈیلیگیٹ انتخاب کرتے پھر اور سب ڈیلیگیٹ یکجا ہوکر ڈیوما کے لئے ایک ممبر انتخاب کرتے - ان تبدیلیوں نے انتخابات کی باگ ڈور حکومت کے ہاتھ میں دیدی اور تیسرا ڈیوما جو سنہ ۱۹۰۷ع کے آخر میں منعقد ہوا حکومت کے ہوا خواہوں سے بھرا ہوا تھا ' حکومت جس طرح چاہتی اس کو کٹ‌پتلی کی طرح نچاتی - لوگوں کی نگاہ میں اب ڈیوما کی کوئی وقعت نہیں رہی تھی - رعیت کے نمائندے اور انتہا پسند پارٹی کے لوگ اب ڈیوما میں محض اس لئے جاتے کہ ان کو صرف وہیں اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کا

موقع مل سکتا تھا - ڈیوما کے باہر یہ آزادی سے گفتگو نہیں کرسکتے تھے - فرضکہ گورنمنٹ کہنے کو ڈیوما کے ذریعہ سے ورنہ دراصل پولیس کی مدد سے ملک پر حکومت کر رہی تھی اور اس نے قریب قریب اپنی پرانی رفتار پھر اختیار کر لی تھی -

اس زمانہ میں اسٹولیپن [۱] زار کا وزیر اعظم تھا - یہ شخص نہ صرف دور اندیش بلکہ اپنی رائے اور ارادے کا مضبوط اور مستقل تھا - اس نے محسوس کیا کہ محض پولیس کی امداد سے حکومت کا کام نہیں چلے گا - چنانچہ لوکل حکام اور پولیس کے ذریعہ سے تمام ملک میں اس نے امن سبھاؤں کا ایسا جال پھیلایا کہ وفادار حکومت کی صدا مختلف اطراف ممالک سے اُٹھنے لگی - یہ بات دوسری تھی کہ یہ سب اظہار وفاداری بناوٹی تھا - اس کی زراعتی پولیسی بھی بڑی خطرناک تھی - اصلاح کے نام سے اس نے کسانوں میں بجائے یکجہتی اور اتحاد کے ابتری اور پریشانی پیدا کردی تھی - اس کی پولیسی نے غیر روسی قوموں میں روسیوں کے خلاف بغض و حسد کی آگ پہلے سے زیادہ مشتعل کردی تھی - بتدریج اصلاح و آزادی کا خاتمہ کیا جارہا تھا - فنز کو جو خود مختاری دی گئی تھی اس میں روز افزوں دست اندازی ہونے لگی ' یوکرانیوں کی قومی تحریک ناجائز قرار پائی ' لتھوانیا اور بالٹک کے صوبوں کو زبردستی روسی بنانے کی کوشش کی گئی - تمام چھوٹی چھوٹی قومیں اس کی پولیسی سے نالاں اور عاجز تھیں اور سب سے زیادہ افسوس ناک اور حیرت ناک یہ امر تھا کہ آزاد خیال اعتدال پسند پارٹی بھی اس کے دام تز ویر سے نہ بچ سکی اور اس کی پولیسی کی استقلال اور ہمت سے مخالفت نہ کر سکی بلکہ شروع شروع میں اس نے اسٹولیپن کی زراعتی پولیسی اور نام نہاد اصلاحات کا خیر مقدم کیا -

بندوبست آراضی

اسٹولیپن یہ بات اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ رعیت بالخصوص کسان حکومت کی جانب سے بیزار ہیں اور اس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہیں - مغربی یورپ کی مثال مدنظر رکھ کر اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر میر اور مشترکہ ملکیت کا دستور مٹا دیا جائے اور آراضی فرداً فرداً کسانوں اور چھوٹے چھوٹے

---

[۱] Stolypin

زمینداروں میں تقسیم کر دی جائے تو اس اصلاح کے رائج ہونے سے یہ چھوٹے چھوٹے زمیندار حکومت کے پشت پناہ بن جائیں گے چنانچہ اُس نے اسی پولیسی پر عمل درآمد کرنا شروع کیا اور دیہات کی مشترکہ ملکیت کو فرداً فرداً کسانوں اور چھوٹے چھوٹے زمینداروں میں تقسیم کرنا چاہا - مگر کسان اپنے پرانے رسم و رواج کے دلدادہ تھے زیادہ تر نے اس طریق کو پسند نہ کیا ' اس کے علاوہ خود حکومت کی نیت بخیر نہ تھی - یہ اصلاح کسانوں کی بہبودی کے لئے نہیں بلکہ سیاسی اغراض کے پورا کرنے کے لئے کی گئی تھی - کسانوں کو اپنی آراضی کا مالک بنانا اور ان کو دیہاتی پنچایت کے قابو و اختیار سے آزاد کرانا اصولاً صحیح ہو لیکن روس کے دیہاتی رقبہ کی اُس وقت کی حالت کے لحاظ سے سود مند نہ تھا - کیونکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس کے ساتھ ہی ساتھ دیہاتی رقبہ کی حالت سمبھالنے کے لئے اور اصلاحیں بھی کی جاتیں مثلاً نئی سڑکیں نکالی جاتیں ' دیہاتی راستے درست کئے جاتے ' نہروں سے پانی کی بہم رسانی کا انتظام کیا جاتا ' زراعت کے نئے طریقے اور نئے نئے اوزار غریب کسانوں میں رائج کئے جاتے تو ممکن تھا کہ کسان اپنی ذاتی ملکیت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا مگر ان باتوں پر حکومت قطعی روپیہ صرف کرنے کو تیار نہ تھی - مشترکہ ملکیت کے دستور میں گاؤں والے ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے اور کسان زمین کے ذریعہ سے کسی طرح سے اپنا پیٹ پال لیتا تھا ' اس نئے طریق سے اُسے بجائے نفع کے اور نقصان ہونے لگا چنانچہ اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شروع شروع کے تین چار سال تک تو لوگ اس طرف مائل ہوئے لیکن اُس کے بعد ایسے لوگوں کی تعداد گھٹنے لگی کہ جنہوں نے اپنی مشترکہ آراضی کو ذاتی ملکیت میں تبدیل کرایا - اصلیت یہ تھی کہ مشترکہ ملکیت کے طریقہ میں گاؤں کا ایک شیرازہ بندھا ہوا تھا اس طریق میں آزادی تو ضرور ملی لیکن حالت ابتری کی ہونے لگی - جو کسی قدر خوشحال کسان تھے ان کو تو کچھ نفع ہوا لیکن جو مفلوک‌الحال اور ادنیٰ درجہ کے تھے ان کو پیٹ پالنے کے لالے پڑ گئے اور وہ اپنی آراضی بیچنے پر مجبور ہوئے اور بہ نقصان کثیر اُنہوں نے اپنی گلو خلاصی کی - یہ گاؤں چھوڑ کر شہروں میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے بے روزگاروں کی تعداد میں اور اضافہ کیا - اصلاح کی پہلی شرط یہ تھی کہ حکومت سرکاری آراضی اور جاگیرداروں کی آراضی میں سے کافی حصہ زمین کا کسانوں میں تقسیم کرتی اور دیہاتی رقبہ کی حالت سمبھالنے کے واسطے

اپنے خزانہ سے روپیہ صرف کرتی - حکومت ان دونوں باتوں کے لئے تیار نہ تھی اور ان دونوں ضرورتوں کی جانب سے غافل رہی - ملک کی اقتصادی حالت پچھلے ۵۰ سال میں بہت کچھ بدل گئی تھی - اُنیسویں صدی کے وسط میں ملک کی خام پیداوار کا ۹۰ فیصدی حصہ بڑی بڑی جاگیروں اور اراضیوں سے بہم پہونچتا تھا - سنہ ۱۹۰۵ع کے زمانہ میں ۶۰ فیصدی خام پیداوار معمولی اور ادنیٰ کسانوں کی آراضی سے مہیا ہوتی تھی - اس پچھلے ۵۰ سال میں کسانوں نے زمین کی ضرورت سے مجبور ہوکر نہ صرف جاگیرداروں اور بڑے بڑے زمینداروں سے آراضي لگان پر لے رکھي تھي بلکہ ان سے آراضی خرید بھی لی تھی اور اس طرح سے یہ لوگ قرض دار بھی ہوگئے تھے - سنہ ۱۹۰۰ع میں کسان تقریباً ۴ $\frac{1}{2}$ کروڑ پونڈ سالانہ ایسی آراضی کا لگان دے رہے تھے اور تقریباً دو کروڑ سالانہ آراضی کی قیمت میں ادا کرتے تھے - اس کثیر رقم کے ادا کرنے نے انہیں بہت زیادہ مقروض کردیا تھا اور ان کي حالت ابتر ہوتی جاتی تھی - نئے طریقے زراعت کے رائج کرنے کے لئے ان کے پاس سرمایہ کہاں سے آتا - لہذا اس نئی پولیسی سے بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہ پہونچا -

(۵) جنگ عظیم و مابعد

سنہ ۱۹۰۵ع کے ہنگامۂ انقلاب سے جو اُمیدیں وابستہ تھیں پوری نہ ہوئیں' جمہور نے اپنی سر گرمیوں کا کرشمہ تو ضرور دکھایا لیکن آئینی و دستوری حکومت قائم کرنے میں اُنھیں کامیابی نہ ہوئی - اب بھی ملک میں پریس اور عدالتیں آزاد نہ تھیں - رعیت کو قانونی اور سیاسی حقوق نہیں ملے تھے - زار کی فرعونیت میں بہت کم فرق آیا تھا تاہم ہنگامۂ انقلاب نے صورت حال کو ایک حد تک بدل دیا تھا اور بعض صورتوں میں اُس کا اثر پائیدار ہوا تھا - مثلاً دیہاتی اور شہری آبادی میں پہلی سی غربت اب باقی نہ تھی - بجز اُمرا اور روساء کے طبقے کے رعیت کے ہر گروہ اور جماعت میں ارادے اور خیال کی ہم آہنگی پیدا ہوگئی تھی سب ہی قانونی اور سیاسی حقوق کے حاصل کرنے کے لئے تلے ہوئے تھے - اُنہیں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اُن کی کوشش سے حکومت میں تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے - اور تھوڑے بہت جو کچھ بھی اختیارات اُن کو حاصل ہو گئے ہیں وہ واپس نہیں لئے جا سکتے گو ڈیوما کو زار نے بے دست و پا کر دیا تھا تاہم جمہور کے نمائندوں کو وہاں زبان کھولنے اور آزادی سے نکتہ چینی کرنے کا حق حاصل تھا - ذی مستوز کی سر گرمیوں اور کوششوں سے تعلیم ' زراعت اور کواپریشن کے شعبوں میں بہت کچھ ترقی ہوئی تھی جس نے کسانوں کی آنکھیں کھول دی تھیں اور اُن میں تازہ روح پھونک دی تھی -

تعلیم و حفظان صحت

دیہاتی رقبہ کی حالت سنبھالنے میں بالخصوص حفظان صحت و تعلیم کا انتظام کرنے میں ذی میستوز [۱] نے جو کام کیا وہ قابل قدر تھا - انہوں نے تعلیم کی اشاعت کی' دیہات میں جا بجا مدرسے کھولے ' ہسپتال قائم کئے ' کھیتی کرنے کے نئے طریقوں کو فروغ دیا اور کواپریشن کی تحریک دیہات میں پھیلائی - مختلف اطراف ملک کے ۳۴ ذی میستوز کا خرچ اُن تمام شعبوں میں سنہ ۱۸۷۳ع میں ۲۶ لاکھ پونڈ تھا - سنہ ۱۹۱۵ع میں یہ رقم بارہ گونہ بڑھ گئی تھی یعنی اس سال میں ان کا خرچ ۳ کروڑ ۷ لاکھ پونڈ تھا - سنہ ۱۸۷۳ع

[۱]—Zemestvos

میں ذي میسٹوز نے ۱۳ فیصدی حفظان صحت پر اور ۷ فیصدی تعلیم پر خرچ کیا بخلاف اس کے سنہ ۱۹۱۵ع میں ۲۴ فیصدی حفظان صحت پر اور ۲۸ فیصدی تعلیم پر خرچ ہوا - اس سے اندازہ ہو سکتا ھے کہ کسانوں کے آرام اور ترقی کے واسطے ذی مستوز نے کیسی کوشش کی - سنہ ۱۸۷۰ع میں صرف ۵۳۰ دوا خانے دیہات میں قائم تھے ' سنہ ۱۹۱۴ع میں ان کی تعداد تقریباً ۳ ہزار تھی - باوصف اس کے کہ کسانوں میں اشاعت تعلیم کے کام میں حکومت وقت کی جانب سے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں ذی میسٹوز نے اس شعبہ میں حیرت انگیز ترقی کر دکھلائي تھی - اس کا بیّن ثبوت یہ تھا کہ سنہ ۱۹۱۴ع میں جب جنگ کے لئے رنگروٹ فوج میں داخل کئے گئے تو ان میں سے ۹۰ فیصدی خواندہ نکلے اور ۲۰ فیصدي ایسے جنھوں نے ابتدائي درجوں کے کورس ختم کرنے کا سارٹیفکٹ حاصل کیا تھا - بالخصوص سنہ ۱۹۰۵ع اور سنہ ۱۹۱۵ع کے درمیان ان ذی مستوز کی کوشش سے روس میں ابتدائی تعلیم قریب قریب عام ہوگئي تھی - نہ صرف تعلیم و حفظان صحت کے شعبوں ھي میں بلکہ شعبۂ زراعت میں بھی کافی ترقی ہوئی تھی - اعلیٰ نمونہ کے فارم جا بجا کھول دئے گئے تھے - اس کے علاوہ عمدہ قسم کے بیج ' نئے قسم کے اوزار اور ایسی ضرورت کی چیزیں ارزاں قیمت پر دستیاب ہونے کے لئے جا بجا اسٹور کھول دئے گئے تھے تاکہ کسانوں کو آسانی ہو - اسی طرح سے چھوٹی چھوٹی دیہاتی دستکاریوں کی بھی ذي مستوز کے طرف سے پوری دستگیری کی گئی - ان کو روپیہ قرض دلانے کے لئے دیہاتی بنک کھولے گئے اور ان کا مال بیچنے کے لئے ایجنسیاں قائم کی گئیں -

کو اپریشن کی تحریک نے بھی کسانوں کی حالت کے سنبھالنے میں بڑي مدد دی - کواپریشن کی تحریک یوں تو روس میں سنہ ۱۸۶۰ع میں شروع ہوئی تھی لیکن سنہ ۱۹۰۵ع تک اس کا اثر زیادہ تر شہروں میں محدود رہا تھا - سنہ ۱۹۰۵ع کے بعد یہ تحریک دیہات میں بھی پھیلی اور سنہ ۱۹۱۱ع تک اس نے دیہات میں اپنے قدم مستقل طور سے جمالئے - اس زمانہ میں روس کے

کواپریشن [۲]

Cooperation—[۱]

Cooperative credit Societies—[۲]

Mascow Norodiny Bank—[۳]

دیہات میں تقریباً ۲۰ ہزار کواپریٹیو کریڈٹ سوسائیٹیاں جیتی جاگتی زوروں سے کام کر رہی تھیں اور موسکو میں موسکو ناروڈونی بنک کے نام سے ان کا ایک مرکزی بنک بھی قائم ہو گیا تھا جو ان کو سرمایۂ بہم پہونچاتا تھا - اسی طرح خریداروں کی بھی کو اپریٹو سوسائیٹیاں دو ہزار سے زیادہ قائم ہوگئی تھیں - سن پیدا کرنے والوں اور دودہ دھی مکھن بیچنے والوں نے بھی کواپریٹیو سوسائیٹیاں بہت بڑی تعداد میں قائم کی تھیں جن سے ان کو اپنے کاروبار میں بڑی مدد ملتی تھی - سنہ ۹۰۵ ع سے سنہ ۱۹۱۵ع تک کواپرٹیو سوسایٹیوں نے جو ترقی کی اس کا اندازہ ذیل کے نقشے سے ہو سکتا ہے -

	سنہ ۱۹۰۵ع	سنہ ۱۹۱۵ع
سوسائٹیوں کی تعداد	۵۷۳	۹,۵۵۲
ممبروں کی تعداد	۱۸۱۰۰۰	۱۷۶۸۰۰۰
سرمایہ کی تعداد	۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ	۱,۴۰۰۰۰۰۰ پونڈ
روپیہ جو جمع ہوا	۳۴۰۰۰۰۰ پونڈ	۴۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ
روپیہ جو قرض دیا گیا	۵۴۰۰۰۰۰ پونڈ	۶۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ

کواپریشن کی تحریک نے کسانوں کو صرف یہی فائدہ نہیں پہونچایا کہ وہ اب ساہو کاروں اور بوہروں کے چنگل سے آزاد ہو گئے اور اُن کو درمیانی دلال کی ضرورت باقی نہ رہی بلکہ سب سے بڑا فائدہ ان کو اس تحریک سے یہ ہوا کہ ان کے لئے دماغی ترقی کی راہیں کھل گئیں - کواپریشن کی تحریک کے ذریعہ سے آئے دن لیفلٹ اور پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہوتے تھے ' گاؤں گاؤں لیکچروں کا سلسلہ جاری رہتا تھا ' شعبۂ زراعت کے متعلق نئی نئی باتیں سکھانے اور بتانے والے سیکڑوں کی تعداد میں دیہات کا دورہ کرتے تھے ان سب باتوں کا مجموعی اثر کسانوں پر یہ پڑا کہ اُن میں طریقے کے ساتھ کام کرنے اور اپنا نظام قائم کرنے کی عادت پڑگئی اور وہ اُن تمام نئے نئے طریقوں سے واقف ہو گئے کہ جو مہذب دنیا میں اب جاری ہو رہے تھے -

قبل از جنگ

جنگ شروع ہونے سے قبل اب عوام الناس میں بیداری کے آثار پوری طور سے نمایاں ہونے لگے تھے وہ نہ صرف ذی میسٹوز کی کوششوں اور کواپریشن کی تحریک سے پورا فائدہ اُٹھانے کے لئے آمادہ تھے بلکہ سیاسی حقوق کی جد وجہد کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے - اب یہ عقیدہ لوگوں میں عام ہو گیا تھا کہ ان کی ترقی کے راستہ

میں اگر کوئی دشواری حائل ہے تو وہ موجودہ طریق حکومت ہے - پہلے تو کسان زمین میسر نہ آنے اور محصولات کے بار سے پسے جانے کے لئے صرف زمینداروں اور جاگیر داروں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے لیکن اب وہ صورت حال سے بہت کچھ آگاہ ہو گئے تھے اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ جب تک ملک کا طرز حکومت نہیں بدلے گا اس وقت تک ان کو عافیت نہ حاصل ہوگی - اس لئے سیاسی جد وجہد میں ان کی شرکت اب روز افزوں تھی شہروں میں مزدور پیشہ جماعت تو پہلے سے ہی میدان سیاست میں قدم جمائے ہوئے تھی ' اب اس نے اپنا نظام ترتیب دے کر اپنی ایک باقاعدہ جمعیت تیار کرلی تھی اور سیاسی جماعتوں اور فریقوں میں اس کا پلہ بھاری سمجھا جاتا تھا - اعتدال پسند ' انتہا پسند اور سوشلسٹ فریقوں میں جو ابتری سنہ ۱۹۰۵ع کے انقلاب کے بعد حکومت کے ظلم و انتقام کی وجہ سے پھیل گئی تھی وہ اب بتدریج دور ہو رہی تھی - ڈیوما میں شریک رہنے ' ذی میسٹوز میں کام کرنے اور کواپریشن کی تحریک کے چلانے سے ان سیاسی جماعتوں کو اب عملی تجربہ حاصل ہو رہا تھا اور ایک حد تک ذمہ داری کا حس بھی ان میں پیدا ہونے لگا تھا - با وصف اس کے نئے قانون و قاعدے جاری کرکے حکومت نے ڈیوما کے انتخابات پر بہت کچھ اپنا قابو اور اختیار جما لیا تھا اور آزاد خیال اور شورش پسند نمائندوں کے ڈیوما میں بھیجے جانے کی گنجائش کم رہ گئی تھی تاہم سیاسی جماعتوں کے جو نمائندے ڈیوما میں شریک ہوئے انہوں نے اپنی قابلیت اور آزاد خیالی کی وجہ سے اچھا رسوخ اور مرتبہ حاصل کرلیا تھا - بخلاف اس کے حکومت کا اقتدار رعیت کی نگاہ میں روز بروز گھٹتا جاتا تھا -

اسٹولیپن کے قتل کے بعد زار کے وزرا اور مشورہ کاروں میں کوئی شخص دماغ اور قابلیت کا باقی نہ بچا تھا - زار چند خود غرض ' چاپلوس اور جوڑ توڑ لڑانے والے شخصوں کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا - یہی لوگ حکومت کی باگیں جس طرف چاہتے موڑ دیتے اور خود زار روس کو بھی انگلیوں پر نچاتے تھے - پولیس اپنی زیادتیوں اور ہتھکنڈوں کی وجہ سے نہ صرف رعایا میں بدنام ہو چکی تھی بلکہ محکمے والوں میں خود ایک دوسرے پر اعتبار باقی نہ رہا تھا - خفیہ پولیس کے انتظام کی یہ زیادتی تھی کہ خفیہ پولیس والوں پر بھی ان کی جانچ پڑتال کے لئے علیحدہ خفیہ پولیس رکھی جاتی تھی - لڑائی شروع ہونے کے پہلے تک تو حکومت کا یہ ڈھرا کسی نہ کسی طرح چلتا

رہا لیکن یورپ کی عظیم جنگ چھڑتے ہی ابتری کے آثار نمایاں ہونے لگے اور رعیت کی آنکھیں کھلنے لگیں - جو کیفیت کہ جنگ کریمیا اور جنگ جاپان کے بعد ظاہر ہوئی تھی اُس سے کہیں بڑھ چڑھ کر جنگ یورپ کے چھڑنے کے برس دو برس بعد نمایاں ہونے لگی - اگر جنگ نہ چھڑتی تو روس کے سیاسیات کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا یہ کہنا تو بہت مشکل ہے مگر یہ یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ جنگ چھڑنے کے قبل تک اُن تمام اُلجھے ہوئے مسائل میں سے جو ہر کس و ناکس کی آنکھ میں کھٹک رہے تھے ایک گتھی بھی سلجھائی نہیں گئی تھی - دستوری حکومت کا مسئلہ ' کسانوں میں آراضی کی تقسیم کا معاملہ ' چھوٹی چھوٹی غیر روسی قوموں کے مراعات کا مطالبہ ' شخصی و سیاسی حقوق کا فیصلہ غرضیکہ ان تمام مسائل میں سے ایک بھی اب تک خاطر خواہ طریقے سے طے نہیں ہوا تھا جس نے نہ صرف انتہا پسند پارٹی کے لوگوں کو حکومت کی جانب سے بیزار کر رکھا تھا بلکہ اعتدال پسند فریق کی بھی یہ کیفیت تھی کہ اُن میں اب یہ عقیدہ جاگزیں ہوتا جاتا تھا کہ حکومت کو راہ راست پر لانے کے لئے محض آئینی جد و جہد کا طریق عمل کافی نہیں - یہ تمام کیفیت اُن آثاروں کا پتہ دیتی تھی جو جمہور رعیت اور خود سر حکومت میں کشمکش پیدا ہوتے وقت نمایاں ہوتے ہیں -

زمانہ جنگ

سلطنت کی عمارت کی بنیادیں تو پہلے سے ہی ہل چکی تھیں یورپ کی جنگ عظیم کا چھڑنا اور روس کا اس میں شامل ہونا اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہوا - سلطنت کی ظاہرا شان و شوکت کا دار و مدار بیرونی تجارت پر تھا - جنگ نے سب سے پہلے اس کو دھکا دیا - ملک کی سرحدیں فوجوں کی آماجگاہ بن رہی تھیں - تجارت کی راہیں کیسے کھلی رہتیں - مال کا آنا جانا بند ہونے لگا - دو سال کے اندر مال برآمد کی تجارت ۱۱ فیصدی رہ گئی اور مال درآمد کی ۸۰ فیصدی - مگر جو مال باہر سے آتا تھا اس میں زیادہ تر حصہ گولہ بارود اور ہتھیاروں کا ہوتا تھا - تجارت کے برباد ہونے اور جنگ کے اخراجات بڑھنے سے سلطنت کا خزانہ خالی ہونا شروع ہوا - تجارت کے توازن میں خلل پڑنے سے ربل [۱] کی قیمت گرنے لگی - اشیائے ضروریات

---

[۱]—Rouble نام ہے اُس سکہ کا جو روس میں جاری ہے ۔

بے حد گراں ہونے لگیں - اُدھر روئی آنی باہر سے بند ہوگئی اور کوئلہ اور لکڑی کا قحط ہوگیا - کارخانے بند ہونے لگے - بےروزگاری بڑھ گئی تجارت و صنعت و حرفت کی تباہی سے سرکاری آمدنی آدھی رہ گئی - ریلوے کچھ تو غنیم کے ہاتھ میں منتقل ہو گئیں جو باقی رہیں ان کو فوجوں کے لانے لیجانے سے فرصت نہ ملتی تھی اس نے رہا سہا تجارت کا حال تباہ کر دیا اور سرکاری آمدنی گھٹا دی - سلطنت قرضہ پر قرضہ لیتی جاتی ، یہ قرضہ صرفِ جنگ کے لئے لیا جاتا مگر اس میں سے ایک حصہ معمولی اخراجات حکومت پر بھی صرف ہوتا کیونکہ معمولی آمدنی معمولی اخراجات کے لئے کافی نہ ہوتی - جو لوگ تجارت و صنعت و حرفت کے برباد ہونے سے بیکار ہوتے فوج میں داخل کئے جاتے اس طرح سے ان کی کثرت ہوجاتی - جنگ کے تین سال میں لکھوکھا آدمی لڑائی میں کام آئے مگر جنگ آج ختم ہوتی ہے نہ کل - رنگروٹوں کی ضرورت روز افزوں ہوتی جاتی تھی بارے اُن لوگوں کی نوبت آئی جو کھیتی کرتے یا باقیماندہ کاروبار کو چلاتے تھے - اس آدمیوں کی قلت نے کھیتی کو بھی برباد کرنا شروع کیا اور جو لوگ کارخانوں میں کام کرتے تھے ان کو دن رات کی مشقت نے درماندہ اور مضمحل کردیا - غرضکہ رعیت خواہ دیہات میں خواہ شہروں میں تباہ و برباد ہورہی تھی، بالخصوص کسان اور مزدور پیشہ روٹی کے لئے بھی تنگ ہونے لگے - متوسط درجہ کے لوگوں کی حالت بھی شہروں میں قابل رشک نہ تھی - آمدنی بندھی ہوئی بلکہ اس میں بھی خلل پڑنے لگا اور ضروریات زندگی اس قدر گراں کہ گذارہ کرنا نہایت دشوار ہوگیا تھا -

قلیل التعداد غیر روسی قومیں شروع شروع میں تو امداد جنگ میں خوشی خوشی شریک ہوئیں کیونکہ دول اتحاد نے بہ بانگ دہل یہ اعلان کیا تھا کہ جنگ جرمنی کو شکست دینے اور زیردست قوموں کو آزاد کرنے کے لئے لڑی جارہی ہے - جب روس نے بجائے جرمنی کے فرانس اور برطانیہ کا ساتھ دیا تو اس خیال نے اور تقویت پائی کیونکہ فرانس اور برطانیہ دونوں جمہوری حکومتیں تھیں - لیکن با وصف آزادی کے لمبے چوڑے دعووں کے جب ان لوگوں نے دیکھا کہ حکومت روس کا رویہ یکرانی [۱] ، پول [۲] اور یہودی [۳]

---

[۱]—Ukrains

[۲]—Poles

[۳]—Jews

قوموں کے ساتھ دوران جنگ میں بھی رھی زبردستی اور ظلم کا ھے جو پہلے تھا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور ان لوگوں نے سلطنت روس سے قطعی علاحدہ ہوجانے کا منصوبہ کرلیا - ان قوموں کے جو لوگ جنگ میں شریک تھے ان کی شرکت بادل ناخواستہ تھی - غرضیکہ غیر روسی قوموں کا رجحان بھی سلطنت کی جانب سے قطعی بیزاری کا تھا -

سلطنت کا خاتمہ

پچھلے چند صفحوں میں جو کچھ تحریر ہوا ھے اُس سے اس کا کچھ اندازہ ہوسکتا ھے کہ قبل از جنگ اور عین زمانۂ جنگ میں روس میں کیسی پریشان حالی پھیل رھی تھی اور رعیت حکومت وقت کی جانب سے کس قدر بیزار اور بدگمان تھی - یہ بیزاری اور بدگمانی محض شورش پسند طبقوں تک ھی محدود نہ تھی بلکہ رعیت کے تمام طبقوں میں پھیلی ہوئی تھی - جب مشرقی پرشیا میں روس کو پہلی شکست ہوئی تو اُسی وقت سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ وزارت اپنی نااھلیت کی وجہ سے دشمن کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتی اور ملک کے تحفظ کا انتظام اُس سے نہیں ہوسکتا - مختلف سیاسی جماعتوں کے سربرآوردہ نمائندوں نے حکومت کو توجہ دلائی کہ وہ اس نازک وقت میں رعیت کی رائے اور مشورے سے فائدہ اُٹھا کر اُس کو اپنا شریک کار بنائے - لیکن کچھ شنوائی نہ ہوئی - جب اپریل سنہ ۱۹۱۵ع میں روسی فوج کو گلیشا [۱] کے میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا تو حکومت وقت نے مجبوراً رعایا کے ساتھ کچھ مراعات برتیں اور رعیت کے اُس جوش سے جو ملک کی حفاظت اور دشمن کے پسپا کرنے کے لئے ظاھر ہو رھا تھا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی لیکن زار روس کی حکومت کا اونٹ کبھی ایک کروٹ نہ بیٹھتا تھا - چنانچہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ع کو ڈیوما کا اجلاس دفعتاً برخاست کردیا گیا جس کے معنی عوام نے صحیح طور پر یہ سمجھے کہ حکومت رعیت کی خوشنودی اور اس کی امداد کی پروا نہیں کرتی - اس وقت نہ صرف اعتدال پسند سیاسی طبقہ میں بلکہ خود زار کے مقربین اور ہوا خواھوں میں یہ خیال جاگزیں ہوتا جاتا تھا کہ اگر جرمن ملک پر قابض ہوجائیں اور روس میں اُنکا اختیار جم جائے تب بھی رعیت پر اس سے زیادہ ظلم اور اس کی حالت اس سے زیادہ تباہ نہیں ہوسکتی جیسی کہ زار اور اس کی حکومت

Gallicia—[۱]

کے ہاتھوں ہو رہی ہے - جب نکلس دوئیم [۱] نے میدان جنگ پر پہونچ کر فوج کی کمان اپنے تحت میں لی تو حکومت کی باگیں ملکۂ روس کے ہاتھ میں آئیں - وزراء کا تقرر بلکہ فوج کا انتظام اور افسروں کا تقرر بھی ملکہ ہی کے اختیار میں تھا اور ملکہ پر رسپوٹن [۲] نامی ایک رندمشرب پیر کا وہ جادو چلتا تھا کہ تمام معاملات حکومت اُسی کے اشارے سے طے پاتے تھے گویا ملکۂ روس اس کے ہاتھ میں کٹ پتلی کی طرح ناچتی تھی - اس شخص کے متعلق یہ بھی مشہور تھا اور بعد میں صحیح ثابت ہوا کہ یہ اُن لوگوں سے سازش رکھتا تھا جو جرمنوں کے جاسوس تھے - اسی وجہ سے فوج میں یہ افواہ شد و مد سے گرم تھی کہ ملکہ روس دول اتحاد سے علیحدہ ہوکر جرمنی سے صلح کا نامہ و پیام کر رہی ہے - ان افواہوں کا اثر فوج پر بہت برا پڑتا تھا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج احکام کی نافرمانی کرنے لگی اور سپاہی جوق جوق فوج چھوڑ کر بھاگنے لگے - اندازہ کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۱۶ع میں تقریباً ۱۰ لاکھ سپاہی فوج چھوڑ کر بھاگ گئے - فوجی رجمنٹوں کی نگرانی اور دریافت حال کے لئے خفیہ پولیس مقرر کی گئی تھی لیکن اس سے بھی کچھ کام نہ بنا - حکومت کا رعب رعیت اور فوج دونوں پر سے اُٹھتا جاتا تھا - حکومت کی طرف سے ظلم ہوتا تھا اور رعیت اور فوج بیزار ہوکر ہر بات پر لڑ بیٹھنے کے لیئے آمادہ تھی - حکومت کا شیرازہ تتر بتر ہو رہا تھا ' آئے دن نئے نئے وزراء مقرر کئے جاتے تھے اور ان میں وہ لوگ شامل ہوتے جا رہے تھے جو غدار تھے یا جرمنوں کے ساتھ سازش رکھتے تھے - زار کے اُمرا اور خاندان کے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر اُس کو اس صورت سے آگاہ کرنا چاہا لیکن وہ خود معتوب ہوگئے اور زار اور ملکہ کی بے ڈھنگی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا - اس عرصہ میں ایک افواہ پیٹروگریڈ [۳] میں بڑی گرما گرمی کے ساتھ یہ پھیلی کہ خود زار کے محل میں اُمرا یہ سازش کر رہے ہیں کہ زار کو تخت سے اُتار دیا جائے اور ملکہ کو گرفتار کر لیا جائے - بعد میں اس کا ثبوت بھی بہم پہونچا کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد نہ تھی اور ایک نہیں بلکہ کئی انقلاب انگیز سازشیں اس وقت شہر میں کام کر رہی تھیں - ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع کو رسپوٹن روز روشن میں قتل کیا گیا - اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان سازشوں کو

Nicholas II—[۱]

Rasputin—[۲]

Petrograd—[۳]

کہاں تک کامیابی ہو رہی تھی - جب بڑے بڑے سردار اور اُمرا اور فوج کے جنرل ان سازشوں میں شریک ہونے لگے تو زار روس بے دست و پا و معذور ہوگیا لیکن تخت و تاج قائم رکھنے کی دھن میں اُسے جتنی باتیں سوجھیں یا اُس کو سجھائی گئیں وہ سب طریق دانشمندی اور دور اندیشی سے خارج تھیں - انقلابی سازشوں کے دبانے کا پرانا ڈھنگ روس میں یہ تھا کہ قبل اس کے کہ انقلاب انگیز سازشیں اپنا نظام اور ترکیبیں تکمیل کو پہونچا سکیں خفیہ پولیس کے ذریعہ سے شہر میں شورش و ہنگامہ بپا کردیا جائے اور پھر پولیس اور فوج کے ذریعہ سے اسے نہایت سختی و بیرحمی سے دبا دیا جائے - چنانچہ اس دفعہ بھی یہی ترکیب عمل میں لائی گئی لیکن اب پانی سر سے اونچا ہوگیا تھا شہر میں ہنگامہ شروع ہوتے ہی رعیت نے علم بغاوت اُٹھا دیا - پولیس کے گارد نے بڑی مستعدی دکھائی - توپیں اور مشین گنیں جا بجا لگی رہیں لیکن فوج باغیوں کے ساتھ مل گئی - خاص رجیمنٹیں جن پر بھروسہ تھا وہ بھی وقت پر کام نہ آئیں اور بالاخر کل فوج رعیت کا ساتھ دینے لگی - شہر میں تو حکومت کی طرف سے کچھ روک تھام کی کوشش بھی ہوئی لیکن اور اطراف ملک اور مختلف صوبوں میں انقلاب کا طوفان چشم زدن میں اُٹھا اور حکومت کے ستونوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا - ۲۷ فروری سنہ ۱۹۱۷ع کو وزراء نے زار سے درخواست کی کہ طرز حکومت میں اس قدر تبدیلی کی جائے کہ وزراء بجائے زار کے ڈیوما کے سامنے ذمہ دار قرار دئے جائیں - مگر ابھی تک زار کی آنکھیں پوری طور سے نہیں کھلی تھیں - اُس نے اس سے بھی انکار کردیا - لیکن زار کی حکومت کا سکہ اب نہیں چلتا تھا - ڈیوما نے ایک عارضی کمیٹی مقرر کرکے حکومت کا انتظام اس کے سپرد کردیا مگر سیلاب کی طغیانی اس زوروں پر تھی کہ صورت حال ڈیوما کے قابو کے باہر ہوتی نظر آتی تھی - جب زار کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ اب تخت و تاج کی خیر نہیں تو اُس نے ڈیوما کے مطالبہ پر رضامندی ظاہر کی اور اس بات کا اعلان کردیا کہ آئندہ وزراء بجائے زار کے ڈیوما کے سامنے ذمہ دار ہوں گے اور پریسیڈنٹ ڈیوما جن لوگوں کو مناسب سمجھیگا قلمدان وزارت سپرد کرے گا - ۲ مارچ کو عارضی حکومت نے حکومت کی باگیں اپنے ہاتھ میں لیں - پرنس لیواو [۱] وزیر اعظم مقرر ہوئے لیکن رعیت کا جوش اس اصلاح و تبدیلی سے کم نہیں ہوا - طوفان کی شدت بڑھتی نظر آئی ۔

Prince Luov—[۱]

جمہور اب حکومت کی اصلاح سے مطمئن ہونے کو تیار نہ تھے وہ اِستبدادی طریق حکومت کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاھتے تھے - صورت حال اب ڈیوما کے قابو کے باھر ہوگئی تھی اس وقت سپاھیوں اور مزدوروں کے نمائندوں کی سوئٹ [۱] یا پنچایت مختار کل تھی اور وہ تمام اقتدار و اختیار اپنے ھاتھوں میں لیا چاھتی تھی - ۲ مارچ کی رات کو زار نکالس نے مجبوراً تخت و تاج سے دستکش ہونا منظور کیا اور یہ فریب معذول کیا گیا - یہ چاھتا تھا کہ اس کا بھائی گرانڈ ڈیوک مائکل الیکزنڈ رووچ [۲] اس کی جگہہ تخت پر بیٹھے - ڈیوما نے زار کے اس مشورہ کو قبول کیا لیکن ڈیوما کی اس حرکت سے جمہور میں اس کے طرف سے بھی بدگمانی پھیل گئی اور اس کا اثر بھی زائل ہونے لگا - گرانڈ ڈیوک مائکل حقیقت حال کو اچھی طرح سمجھتا تھا اور دور اندیش تھا اُس نے فوراً ایک اعلان شائع کردیا کہ وہ تخت و تاج اُسی حالت میں قبول کرے گا کہ جس حالت میں جمہور اپنی رائے صاف صاف الفاظ میں اُس کی موافقت میں ظاھر کریں گے - کیوں کہ دستور و آئین حکومت کا قرار دینا رعیت کا حق ھے اور رعیت ھی اپنے ووٹ سے نظام و آئین حکومت ترتیب دے گی - قصہ مختصر تین سو سال سے جس حکومت اور سلطنت کا دبدبہ دنیا پر بیٹھا ہوا تھا وہ ایک آن واحد میں نیست و نابود ہوگئی اور زمانہ نے زار روس اور اس کے خاندان کا نام و نشان تک مٹا دیا طرفہ تماشا یہ کہ یورپ اور امریکہ میں کسی ایک شخص نے بھی اس حادثۂ جانکاہ پر دو آنسو نہ بہائے باوصف اس کے کہ زار روس دول اتحاد کا قوت بازو اور شریک کار تھا اس کی معذولی و بربادی سے یورپ اور امریکہ کی حکومتیں اگر خوش نہیں تو کم از کم مطمئن تو ضرور ہوئیں -

---

Soviet—[۱]

Grand Duke Michael Alexandrovich—[۲]

حصہ دوئم

(۱) سوشلزم

اس کتاب کے حصۂ اول میں روس کے ابتدائی زمانہ سے سنہ ۱۹۱۷ع کے انقلاب عظیم کے شروع ہونے تک کی تاریخ پر سرسری نظر ڈالی گئی ہے - زمانۂ انقلاب میں کیا واردادتیں پیش آئیں ' سوشلزم نے روس پر اپنا سکہ کس طرح جمایا ' طرز حکومت کو کس طرح بدلا ' زندگی کے مختلف شعبوں میں اس انقلاب نے کیسی کایاپلٹ کی اس سب کا خاکہ کھینچنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود بولشوزم کی نوعیت ' اس کے بنیادی اُصولوں اور اُس کے طریق کار سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے اور اُس زبردست ہستی سے بھی روشناس کرایا جائے جو اس تحریک انقلاب کی بانی اور روس کی کایاپلٹ کرنے کی ذمہ دار تھی- مگر اس سے بھی قبل ضروری یہ ہے کہ سوشلزم کی تحریک کی ابتدا اور اس کے روز افزوں عالمگیر اثر کے متعلق چند تمہیدی سطور لکھ دی جائیں تاکہ ناظرین کو اس تحریک کے نشو نما اور اس کے مقاصد کے متعلق غلط فہمی نہو - اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ہم کو یہاں اس سے غرض نہیں کہ سوشلزم یا بولشوزم کی تحریک اچھی ہے یا بری ' یہ عملی طور سے کارگر ثابت ہوگی یا یہ محض ہوائی باتیں ہیں جو بعض لوگوں کے خیالات کو خواب پریشاں کی طرح پراگندہ کر رہی ہیں - اس بحث سے نہ ہم کو سروکار ہے نہ یہاں اُس کی گنجایش ہے - غرض صرف اتنی ہے کہ قبل اسکے کہ ناظرین روس کی موجودہ کایاپلٹ پر توجہہ مبذول کریں اور آئندہ کی نسبت کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کریں اُنہیں سوشلزم اور بولشوزم کے بنیادی اصولوں اور طریق کار سے آگاہ اور واقف کرا دیا جائے اور بس -

سوشلزم

سوشلزم کی تعریف کسی ایک ایسے فقرے میں بیان کر دینا جس سے پڑھنے والے کے دماغ میں اس تحریک کا مفہوم صاف طور سے سمجھ میں آجائے تقریباً غیر ممکن ہےتاہم - سوشلزم کی غرض مختصراً یہ ہے کہ شخصی ملکیت کا دستور قطعی مٹا دیا جائے اور زر و زمین بجاے ذاتی ملکیت ہونے کے کہ جو دستور فی زمانتا دنیا میں رائج ہے پنچایتی ملکیت قرار دیجائے - تمام زر و زمین اور ذرائع پیداوار خواہ زراعت میں خواہ صنعت و حرفت میں پنچایتی ملکیت قرار دئے جائیں جن میں ہر شخص یعنی ہر زن و مرد کو برابر کا حصہ ملے - کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہو - ہر شخص آرام سے زندگی بسر

کرسکے لیکن کسی کو ذاتي طور سے جائداد یاملکیت حاصل کرنے ' دولت اکھٹا کرنے اور پس ماندگان کے لئے چھوڑ جانے کا موقع نہ دیا جائے - سوشلزم کے حامیوں کا خیال یہ ھے کہ تمام زر ' زمین ' کارخانے ' فیکٹریاں ' کانیں ' جنگل ' ریلوے ' اور وہ تمام ذرائع جن سے دولت پیدا ہوتي ھے حکومت کی ملکیت اور اُس کے قبضہ و اختیار میں ہونی چاھئے اور حکومت پر قبضہ جمہور عام کا ہونا چاھئے - حکومت تمام انتظام کی ذمہ دار ہو اور تمام منافع جمہور میں برابر سے تقسیم کر دیا جائے - اس طرح سے غریب و امیر کي تفریق مٹ جائیگی - اور یہ درد ناک کیفیت جو آج دیکھنے میں آتی ھے کہ جہاں ایک شخص کے دروازے پر ھاتھي جھومتے ہیں وہیں سیکڑوں آدمیوں کو پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا قطعی دور ہو جائیگي - اصل غرض و مقصد سوشلزم کا یہی ھے لیکن یہ غرض کس طرح سے پوری ہو سکتی ھے اور طریق کار کیا ہونا چاھئے اس کے متعلق اختلاف رائے ھے - مقصد اور غرض میں سب متحد ہیں لیکن طریق کار کے لحاظ سے سوشلسٹ جماعت میں بھی کئی فرقے اور پارٹیاں ہوگئي ہیں جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں- سوشلزم کي تحریک کا باني کارل مارکس[۱] ھے - گو یہ صحیح ھے کہ کارل مارکس کے پیدا ہونے سے بہت پیشتر بلکہ زمانۂ سابق میں بھی سوشلزم کے خیالات وقتاً فوقتاً لوگوں کے دل و دماغ میں موجزن رھے اور بعض نامی اور بڑے پایہ کے حکیموں اور فلاسفروں نے دنیا کو بہشت بنانے کے خواب دیکھے اور اپنے ان خیالات کی اشاعت بھي کی - سنہ ۱۸۴۸ع میں جو لہر انقلاب کی یورپ میں آئی تھي اور جس نے بالخصوص فرانس کو پھر ایک مرتبہ تھرّا دیا تھا اُسمیں سوشلزم کے خیالات کا بہت کچھ حصہ اور اثر تھا لیکن سوشلزم کے آئین اور اُصولوں کو باقاعدہ فلسفہ کی صورت میں ترتیب دینے کا سہرا کارل مارکس کے ھی سر باندھا جاتا ھے - نہ صرف یہي بلکہ اُس کا طرۂ امتیاز یہ ھے کہ اُس نے سوشلزم کو نظری مباحث کے دائرہ سے نکال کر اِن کا ایک ایسا بین الاقوامی نظام قائم کیا جس نے سوشلزم کو ایک جدید اور عالمگیر تحریک بنا دیا -

کارل مارکس

کارل مارکس جرمني کے صوبہ رائین [۲] میں سنہ ۱۸۱۸ع میں تریورس [۳] میں پیدا ہوا تھا - اُس کا باپ سرکاری عدالت میں عہدہ دار تھا - اصل میں تو قوم کا یہودی تھا لیکن برائے نام عیسائی ہو گیا تھا - مارکس نے جرمنی کي مختلف یونیورسٹیوں میں تاریخ ' اقتصادیات ' فلسفہ اور قانون کي تعلیم

[۱]—Karl Marx [۲]—Rhine [۳]—Travers

پائی - وہ اپنے ہمعصروں میں بڑا ہوشیار و ذہین طالب علم سمجھا جاتا تھا اور اُمید کی جاتی تھی کہ وہ یا تو آئندہ کہیں پروفیسر ہو جائیگا یا سرکاری حاکم - لیکن سیاسیات میں انہماک اور انتہا پسندی کی وجہ سے اُس کے راستہ میں مشکلیں پیش آئیں - سنہ ۱۸۴۲ع میں وہ ایک اخبار کا اڈیٹر ہوگیا لیکن چونکہ اخبار کے سیاسیات انتہا پسندی کا رجحان رکھتے تھے حکومت نے ایک سال کے اندر ہی اس اخبار کا گلا گھونٹ دیا اور مارکس کو وطن چھوڑ کر پیرس جانا پڑا - وہاں بہ حیثیت سوشلسٹ کے اُس نے شہرت حاصل کی اور وہیں انجیلس[۱] سے اُس کا وہ رشتۂ اتحاد قائم ہوا جو زندگی بھر استوار رہا سنہ ۱۸۴۵ع میں مارکس اور انجیلس دونوں پیرس سے بھی نکالے گئے اور بروسلس[۲] پہونچکر انہوں نے جرمن کاریگروں کي ایک انجمن قائم کی بروسلس میں اپنی سرگرمیوں کے بدولت ان کا اقتدار کاریگروں اور مزدور پیشہ لوگوں میں بڑھا اور پیرس کی جرمن کمیونسٹ [۳] لیگ نے ان سے ایک اعلان تیار کرنے کي درخواست کی - یہ اعلان سنہ ۱۸۴۸ع میں شائع ہوا جس میں کارل مارکس نے سوشلزم کے تمام احوال و فلسفہ کو نہایت مدلل اور زور دار پیرایہ میں بڑي خوبی سے بیان کیا ہے - کارل مارکس کا یہ اعلان آج تک سوشلسٹ اور کمیونسٹ دنیا کی نگاہ میں قرآن و انجیل کی سی قدر و منزلت رکھتا ہے - اس اعلان کے شائع ہوتے ہی جمہور یورپ میں تہلکہ سا مچگیا اور فرانس اور جرمنی میں طوفان انقلاب برپا ہونے لگا - بلجیم کي گورنمنٹ نے خوف زدہ ہوکر مارکس کو بروسلس سے بھی نکالا - کچھ دنوں پیرس میں رہ کر بالاخر مارکس نے انگلستان میں پناہ لی - اور اپني مشہور تصنیف کیپٹل [۴] کی تیاری میں ایک مدت عمر یہیں گذاری - اُس کا کل وقت اس زمانہ میں یا تو کاریگروں کی بین‌الاقوامی انجمن کي ترتیب و اشاعت میں صرف ہوتا یا اپنی کتاب کے تیار کرنے میں - کیپٹل کی پہلي جلد سنہ ۱۸۶۵ع میں شائع ہوئی اور آخر دو جلدیں مارکس کے مرنے کے دو برس بعد - کارل مارکس نے انگلستان میں سنہ ۱۸۸۳ع میں قضا کی -

کارل مارکس کا فلسفہ

مارکس کا عقیدہ تھا کہ انسانی سوسائٹی کے نشو و نما کے تمام کرشموں اور مظاہروں کی تہ میں زیادہ تر ایک ہی خیال کام کرتا رہا ہے یعنی یہ کہ اولین ضروریات زندگی کس طرح فراہم کی جائیں اور کسب معاش کے ذرائع کا تحفظ کیوں کر ہوسکتا ہے - اس کی سبیل اس طرح نکالی گئی کہ آئین حکومت

Capital—[۴] German Communist League—[۳] Brussels—[۲] Engels—[۱]

و قوانین معاشرت کی پابندیاں لازم کی گئیں لیکن انسانی خصلت ہے کہ قانونی پابندیاں ناگوار گذرتی ہیں اس لئے فلسفہ کی ' منطق کی اور مذہبی احترام کی ضرورت ہوئی - مارکس کے خیال کے مطابق ہمارے آئین حکومت ' طرز معاشرت' فلسفہ اور مذہب وغیرہ ان سب کی تہ میں اقتصادی ضرورت کا راز مخفی ہے - گو کہ اب صدہا صدیوں کے گذر جانے سے ہم اس خیال کے ایسے خوگر ہوگئے ہیں اور یہ ہمارے خصائل کا ایسا خمیر ہوگیا ہے کہ اب ہم کو اس کا احساس نہیں ہوتا - ہم عمداً اپنے حسیات و حرکات کو اس خیال کا پابند نہیں کرتے بلکہ ہماری رائیں اور ہمارا کیریکٹر خود بہ خود ہی وہ راستہ اخیار کرتا ہے جو ہماری اقتصادی ضروریات سے مناسبت رکھتا اور اُن کی موافقت کرتا ہے - مارکس اس کے تاریخی ثبوت میں فرانسیسی انقلاب کی مثال پیش کرتا ہے - کون سا خیال تھا جو وولٹیر [۱] اور روسو [۲] کے فلسفہ کی تہ میں کام کر رہا تھا ؟ ہنگامۂ انقلاب میں جو آزادی ' برادری اور برابری کے نعرے بلند کئے گئے اُن کی غرض کیا تھی ؟ حکومت کے ساتھ ہی ساتھ مذہب پر بھی حملہ کیوں کیا گیا ؟ بات یہ تھی کہ نہ صرف فرانس بلکہ تمام یورپ میں ہنگامۂ انقلاب سے قبل تمام دولت ' ثروت اور اقتدار صرف جاگیرداروں ' اُمرا ور روساء کے طبقہ تک محدود تھا - متوسط درجہ کے شُرفا اپنا پیٹ تو پال لیتے تھے لیکن دولت و ثروت حاصل کرنے کی راہیں اُن پر مسدود تھیں - حکومت اُن کو پامال رکھتی تھی - مذہب اِس کی زیادتیوں کی پردہ پوشی کرکے اپنے احترام سے اِس کا اقتدار قائم رکھتا تھا - متوسط درجہ کے شرفاء کے لئے دولت و ثروت حاصل کرنے کی راہیں کھولنے کا طریقہ اگر تھا تو صرف یہی کہ مذہب و حکومت دونوں پر حملہ کیا جائے اور ان کو مٹایا جائے - فرانسیسی انقلاب عروج و ادبار کے مراحل طے کرتا ہوا بالآخر منزل مقصود تک پہونچا - اس نے نہ صرف فرانس میں شخصی حکومت کا خاتمہ کرکے جمہوری حکومت قائم کی ' نہ صرف مذہب کی بنیادیں ہلاکر اس کو پسپا کیا بلکہ جاگیرداروں ' روساء و اُمرا کے طبقے کو بھی از بیخ و بن برباد کرکے نیست و نابود کردیا - فرانسیسی انقلاب نے نہ صرف فرانس کی کایا پلٹ کی بلکہ تمام یورپ میں آزادی اور جمہوریت کا دور بہت بڑی حد تک قائم کردیا - جو دولت و ثروت '

Voltaire—[۱]

Rousseau—[۲]

جو اختیار و اقتدار پرانے اُمرا روساء اور جاگیرداروں کے ہاتھوں میں تھا اب متوسط درجہ کے شرفاء کے ہاتھوں میں آگیا - مارکس روشن تاریخ کے اس یادگار واقعہ سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ زمانہ کی رفتار ترقی میں آئندہ ایسے دور انقلاب کا آنا لازمی ہے کہ جو دنیا کی تمام دولت و ثروت اور اقتدار و اختیار کو متوسط درجہ کے شرفاء کے ہاتھوں سے نکال کر کاریگروں ' مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھوں میں یعنی جمہور کے ہاتھوں میں منتقل کردے گا - دنیا کی تمام سوسائٹی مساوات کا درجہ رکھے گی - مرتبہ اور درجہ کی تفریق ہی مٹ جائے گی اور آزادی اور جمہوریت کا دور اصلی معنی میں قائم ہوگا -

مارکس کی رائے ہے کہ سائنس کی ترقی اور ایجادوں کے ساتھ ہی ساتھ صنعت و حرفت اور تجارت کو دن دونا رات چوگنا فروغ ہوگا دولت نہ صرف بڑھے گی بلکہ اکٹھا ہونا شروع ہوگی - چھوٹے چھوٹے کارخانے اور متوسط درجہ کی فیکٹریاں مل کر بڑے بڑے کارخانے بن جائیں گی - متوسط درجہ کے تجّار اور سرمایہ داروں کی دولت و سرمایہ چند بڑے بڑے تاجروں کے ہاتھوں میں اکٹھا ہوجائے گا - فرداً فرداً ہر سرمایہ دار کی دولت بے تحاشا بڑھے گی لیکن ایسے سرمایہ داروں اور تجاروں کی جمعیت کم ہوتی جائے گی - بخلاف اس کے متوسط درجہ کے کارخانہ داروں اور تاجروں کی تعداد بڑھتی جائے گی لیکن اُن کے سرمایہ اور دولت میں کمی ہوتی جائے گی حتیٰ کہ وہ زمانہ آجائے گا کہ ان کا شمار بھی کاریگروں اور مزدوروں میں ہونے لگے گا - ایک طرف معدودے چند کروڑ پتی سرمایہ دار اور تاجر رہ جائیں گے جن کے ہاتھوں میں دنیا کی تمام دولت و ثروت و اقتدار ہوگا دوسرے جانب کروڑوں بھوکے ننگے کاریگر ' مزدور اور کسان ہوں گے جن کو پیٹ بھرنا مشکل ہوگا - جمہور اس طرح فاقہ مستی سے تنگ آکر ان صاحبان دولت و ثروت کے خلاف علم بغاوت اُٹھائیں گے اور آنے والا انقلاب سوسائٹی کے موجودہ نظام و ترتیب کو نیست و نابود کرکے جمہوریت کا وہ دور و نظام قائم کرے گا جس میں امیر و غریب کی تفریق مٹ جائے گی اور سب آزادی اور برابری کے دعوے سے خوش خوش زندگی بسر کریں گے - مارکس سرمایہ داروں اور دولتمند لوگوں کو اُن مظالم کے لئے جو وہ مزدوروں اور غریبوں پر ڈھاتے ہیں الزام نہیں دیتا کیونکہ وہ یقین کرتا ہے کہ یہ دستور رائج کا قصور ہے اُن کا نہیں - بھلے سے بھلا آدمی ہو لیکن اگر سرمایہ دار اور دولتمند ہے تو اُس کی جانب سے مزدوروں اور غربا پر ظلم ہونا

لازمی ہے کیونکہ یہ دستور مروجہ کا خاصہ ہے مگر اسی کے ساتھ وہ اس میں بھی یقین کرتا ہے کہ مزدوروں، کسانوں اور کاریگروں یعنی جمہور کا سرمایہ داروں اور دولتمندوں کا دشمن ہونا بھی لازمی ہے اور دستور مروجہ کا خاتمہ بھی اسی وقت ہوسکتا ہے جب ان دونوں میں خانہ جنگی اس حد تک پہونچ جائے کہ ہنگامۂ انقلاب از خود برپا ہوجائے، مارکس کی رائے میں پہلے مزدوروں، کسانوں اور کاریگروں کا طبقہ ہر شہر، قصبہ اور گاؤں میں اپنی جمعیت تیار کرے گا، پھر یہ اپنا نظام ملک اور قوم کی حیثیت سے ترتیب دیں گے - لیکن ان کی نجات کا وقت جب ہی آئے گا کہ جب یہ جمہور قومی اور ملکی تفریق مٹاکر بین‌الاقوامی حیثیت سے اپنے تئیں مضبوط اور متحد کرکے دنیا کے سرمایہ داروں اور دولتمندوں کے خلاف جنگ چھیڑیں گے اور ہنگامۂ انقلاب برپا کریں گے - مارکس نے اپنے انہیں عقائد اور خیالات کو نہایت وضاحت اور تصریح کے ساتھ سنہ ۱۸۴۸ع کے اعلان میں منضبط کیا ہے اور اُس کی تصنیف (Capital) کیپیٹل تو جامعیت کے لحاظ سے اُس کے فلسفہ کا بیش بہا خزانہ ہے -

انارکسٹ کومیونزم [۱]

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سوشلزم کی اُس بڑی جماعت کا پروگرام تو جو کارل مارکس کے نقش قدم پر چلتی ہے یہ ہے کہ ذاتی یا شخصی ملکیت کے دستور کو مٹا کر سوسائٹی سے امیر و غریب کی تفریق ہی دور کردی جائے اور بجائے مختلف طبقوں اور درجوں کے جمہور کی ایسی سوسائٹی قائم کی جائے جس میں سب برابری کا یکساں مرتبہ رکھتے ہوں - سوشلسٹ کے پروگرام کے مطابق دنیا کی تمام دولت یعنی زر، زمین اور دیگر تمام ذرائع پیداوار اسٹیٹ یعنی حکومت کی ملکیت ہونی چاہئے اور اسٹیٹ یعنی حکومت پر قبضہ و اختیار جمہور، بلکہ یوں کہئے کہ جمہور کے نمائندوں کی حیثیت سے قبضہ و اختیار سوشلسٹ فریق کا ہو - یہ تو سوشلسٹ جماعت کے اس گروہ کا عقیدہ ہے جو کارل مارکس کو اپنا لیڈر مانتا ہے - مگر ایک دوسرا گروہ ان سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے جو شخصی ملکیت اور سوسائٹی میں درجوں کی تفریق مٹانے کے ساتھ ہی ساتھ اسٹیٹ یا حکومت کو بھی بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کر دینا چاہتا ہے- اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ اگر تمام ملکیت حکومت کے قبضہ میں آجائیگی

Anarchist Communism --[۱]

اور حکومت کا جمہوری دستور جب تک اکثریت کو اقلیت پر غالب رکھیگا تب تک جمہوری حکومت میں بھی وہی برائیاں پیدا ہوجانے کا گمان غالب ہے جو آج سرمایہ‌داروں اور دولتمند لوگوں کے طبقہ میں دیکھنے میں آتی ہیں - اس لئے یہ حکومت کے دستور کو ہی ایک دم مٹا دینا چاہتا ہے - سوشلزم کی یہ شاخ انارکسٹ کومیونزم کے نام سے موسوم کیجاتی ہے - اس جماعت کا بانی بیکونن تھا -

بیکونن قوم کا روسی تھا اور سنہ ۱۸۱۴ع میں پیدا ہوا تھا - بیکونن کا باپ ایک رئیس خاندان کا شخص تھا جو زار کے دربار میں اعلی عہدے پر مقرر تھا - بیکونن نے فوجی تعلیم پائی اور اتھارہ سال کی عمر میں ایک روسی رجمنت میں داخل ہوا - لیکن اُس کی طبیعت فوج میں نہیں لگی - فوج چھوڑنے کے بعد چھ سال تک وہ فلسفہ کا مطالعہ کرتا رہا - سنہ ۱۸۴۲ع میں وہ جرمنی پہونچا اور وہاں انقلاب انگیز پارتی کا شریک ہوگیا اُس کی عمر کا زیادہ حصہ یا تو کارل مارکس سے رقابت اور ہنگامہ آرائی میں صرف ہوا یا مختلف حکومتوں کے خلاف طوفان انقلاب برپا کرنے کی سازشوں میں - فرانس ' استریا ' جرمنی ' روس ان سب ملکوں کی حکومتیں اس کے درپئے آزار رہیں - جب ایک ملک میں گرفتار اور قید ہوتا تو دوسرے ملک کی حکومت اس کو اپنا ملزم قرار دے کر اپنے یہاں طلب کر لیتی - اس کو کئی مرتبہ پھانسی کا حکم بھی ہوا لیکن قیدحبس حیات سے زیادہ نوبت نہ آئی - آخرکار جب یہ روس کی حکومت کا مجرم ہوکر وہاں پہونچا تو چند سال جیل کی مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد اس کو جلاوطن کرکے سائبیریا بھیج دیا گیا - کسی ترکیب سے یہ وہاں سے جاپان اور جاپان سے انگلستان پہونچا اور گو یورپ کی مختلف حکومتوں کے خلاف اس کی سازشیں کم نہ ہوئیں تاہم پھر کبھی یہ ان کے چنگل میں نہ پھنسا - سنہ ۱۸۷۶ع میں اس نے قضا کی - بیکونن کسی خاص فلسفہ کا مقلد نہ تھا - اُس کی تحریرات میں نہ جامعیت ہے نہ استدلال - دراصل انارکسٹ کومیونزم کے اصول و آئین کو پرنس کروپوتکن[۲] نے جو بیکونن کا پیروکار تھا اپنی تصانیف میں بڑی خوبی اور وضاحت سے بیان کیا ہے کروپوتکن بھی

بیکونن [۱]

Bakunin—[۱]

Prince Kropatkin—[۲]

روسی اُمرا کے طبقہ اور نسل سے تھا اِس نے بھی زندگی کا بہت کچھ، زمانہ جیل اور جلاوطنی میں صرف کیا تھا - کروپوتکن کا عقیدہ تھا اور اُس نے اپنے اس خیال کو بڑی خوبی سے بیان کیا ھے کہ دنیا میں زر و زمین اور ذرائع معاش کی کمی نہیں - اگر ترتیب و نظام سے کام لیا جائے اور سائنس نے جو نئی ایجادیں اور سہولتیں بہم پہونچائی ھیں اُن سے بھی مدد لی جائے تو تمام دنیا کی آبادی بہت تھوڑی سی محنت اور وقت کام میں صرف کرکے نہایت آرام سے زندگی بسر کر سکتی ھے - اس کے خیال کے مطابق ساری بدنظمی اور مصیبت جو دیکھنے میں آتی ھے وہ دو باتوں کا نتیجہ ھے ایک انسانی حرص اور دوسرے جبر و زبردستی - اگر حرص اور جبر کے دونوں عنصر زندگی سے مٹا دئے جائیں تو تمام دنیا والے آسانی اور خوش حالی سے بسر اوقات کرسکتے ھیں - مثلاً اگر کام اور محنت کرنا لازمی نہ ھو تو ھر شخص بخوشی تھوڑا سا کام کرنے کا عادی ھو جائیگا اور بہر صورت کام کرنے کو کاھلی پر ترجیح دیگا - کام سے تنفر اس لئے پیدا ھو گیا ھے کہ کام زبردستی کرایا جاتا ھے اور اُس میں ھر طرح کی سختی برتی جاتی ھے - اگر یہ صورت نہ رھے تو انسان کو کام کرنے میں حظ پیدا ھونے لگے - اسی طرح سے کروپوتکن حکومت میں جبر کے عنصر کو قطعی مضرت رساں اور انسانی آزادی کا دشمن سمجھتا ھے - پولیس یا فوج یا ایسے قوانین جن میں جبر کا عنصر موجود ھے اس کی رائے میں قطعی غارت کر دینے چاھئیں - سوسائٹی کا تمام نظام اور کام کی ترتیب اس کی رائے میں زراعت و حرفتی انجمنوں یا پنچائیتوں کے ذریعہ سے بخوبی انجام پاسکتی ھے - اگر آزادی کے خیال کے ساتھ ھی ساتھ انسان میں ذمہ‌داری کا حس بھی کافی حد تک پیدا ھوجائے تو غالباً یہ صورت عملی جامہ پہن سکتی ھے مگر موجودہ طرز و روش کو دیکھتے ھوئے کسی زمانۂ قریب میں اس کی اُمید رکھنا آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا - بہر حال انارکسٹ کومیونزم والوں کا یہی عقیدہ اور خیال ھے -

اُنیسویں صدی کے وسط سے جنگ فرانس اور پرشیا کے شروع تک جو سنہ ۱۸۷۰ع میں ھوئی تھی سوشلزم اور کومیونزم کی تحریکوں نے یورپ میں خاصا اچھا فروغ پایا لیکن اس جنگ کی وجہ سے ان تحریکوں کو بہت زک پہونچی اور ان کا نظام بالکل ابتر ھوگیا - فرانس اور پرشیا میں صلح ھونے کے بعد سوشلزم کی تحریک کو جب از سر نو تازہ کرنے کی فکر کی

گئی تو اس نے بتدریج نشو و نما پائی - اور تقریباً ایک نسل کی زندگی تک یعنی سنہ ۱۹۱۴ع میں ہنگامۂ یورپ کے برپا ہونے تک سوشلزم کا چرچا اور اثر روز افزوں ہوتا گیا اور اس کے حامیوں کی تعداد لاکھوں تک پہونچ گئی - لیکن جیسا کہ اکثر ہوتا ہے جمعیت کے بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ عقیدے میں ضعف اور پیروئی اصول میں سستی اور کمزوری آتی گئی - سوشلزم کی تحریکوں نے مختلف نام اور مختلف صورتیں اختیار کر لیں اور مارکس اور بیکونن کی اُمت ان پیغمبران دین کے اصول اور عقیدوں سے بہت دور ہوتی گئی -

انگلستان میں مارکس کے عقائد کے پیرو کبھی بھی زیادہ نہ تھے اور

استیٹ سوشلزم [۱]

سوشلزم کو جو فروغ فرانس وغیرہ میں ہوا انگلستان میں کبھی بھی نہ ہوا - اس زمانہ میں سوشلزم کے خیالات نے انگلستان میں جو شکل اختیار کی اُس کو اسٹیٹ سوشلزم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - مارکس کے فلسفہ کے مطابق غرض تو اس تحریک کی بھی یہی ہے کہ شخصی ملکیت کے دستور کو مٹا کر تمام ملکیت و ذرائع معاش حکومت کے قابو اور اختیار میں ہوں اور حکومت جمہور قوم کے قبضہ اور اختیار میں - لیکن اسٹیٹ سوشلزم کی تحریک کے پیروکار انگلستان میں مارکس کے طریق کار اور طرز عمل سے بالکل منحرف ہیں - یہ ہنگامۂ انقلاب برپا کرنے اور خونریزی کے بالکل خلاف ہیں اور صرف آئینی جد و جہد سے کام لے کر حکومت میں ایسی تبدیلیاں اور اصلاحیں بتدریج کرانا چاہتے ہیں جن سے مزدور پیشہ جماعت کا اقتدار و اختیار بڑھے اور صاحبان ملکیت کے اثر و اقتدار میں کمی ہوتی جائے حتیٰ کہ ایک زمانہ وہ آجائے کہ تمام صنعت و حرفت و ذرائع معاش حکومت کی ملکیت ہو جائیں اور حکومت بھی مزدور پیشہ جماعت کے زیر اقتدار آجائے - اس فریق نے اپنی جمعیت کو لیبر پارٹی کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس کا اثر و اقتدار برطانوی پارلیمنٹ میں بڑھتا جاتا ہے - جرمنی میں بھی سوشلزم کی تحریک نے وہی راستہ اختیار کیا ہے جو انگلستان میں اور قبل ازجنگ یعنی سنہ ۱۹۱۹ع میں اس سوشلسٹ فریق کے ممبروں کی تعداد جرمن ریشٹاگ [۲] یعنی پارلیمنٹ میں تقریباً ایک ثلث

---

[۱] State Socialism

[۲] Reichtag—

کے تھی - یہ فریق بھی صرف آئینی جد و جہد کا پابند اور انقلاب و خونریزی کے قطعی خلاف ہے - جو کچھ کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ انگلستان اور جرمنی میں شورش و انقلاب پسند سوشلسٹ گروہ کے حامی بالکل نہیں ہیں بلکہ غرض کہنے کی یہ ہے کہ ان دونوں ملکوں میں اُسی سوشلسٹ فریق کا اثر و اقتدار غالب ہے جو آئینی جد و جہد اور بتدریج اصلاح چاھتا ہے -

سنڈیکلزم [۱]

بخلاف اس کے فرانس اور امریکہ میں گو اصلاح پسند طبقہ کے لوگ بھی ہیں لیکن یہاں سوشلسٹ فریق کا وہ گروہ غالب ہے جس کا رجحان انقلاب کی جانب ہے - اس جماعت کی تحریک سنڈیکلزم کے نام سے موسوم ہے - سنڈیکلزم کے پیروکار نہ صرف شخصی ملکیت کے دستور کے دشمن ہیں بلکہ انارکسٹ کومیونزم کی طرح دستور حکومت کے مٹانے کے موافق ہیں - ان میں اور انارکسٹ کومیونزم دونوں میں فرق یہ ہے کہ کومیونسٹ خونریز انقلاب کے طریق کار کے قائل ہیں اور سنڈیکلزم کے حامی خونریزی کے خلاف ہیں وہ صرف اسٹرائک یعنی هرتال ' بائیکاٹ وغیرہ کے هتھیار سے اپنا کام نکالنا چاھتے ہیں اور ان ذرائع سے سرمایہ داروں اور حکومت دونوں کو مجبور و معذور کرکے تمام ملکیت و صنعت و حرفت پر اپنا قابو و اقتدار جمانا چاھتے ہیں - فرانس میں اس تحریک کی سب سے بڑی اور ذی اقتدار نمائندہ جماعت ' لاکنفیڈرا سیون جنرال دے تراوائی' [۲] ہے جس کو عموماً سی-جی - ٹی کہتے ہیں - یہ جماعت سنہ ۱۸۹۵ع میں قائم کی گئی تھی مگر موجودہ اثر و اقتدار کے ساتھ سنہ ۱۹۰۲ع سے کام کر رہی ہے - سنہ ۱۹۱۴ع کے قریب یعنی جنگ یورپ کے شروع ہونے سے قبل اس کے ممبروں کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد تھی اور اس کی شاخوں کی تعداد ایک هزار کے قریب پہونچی تھی - قطع نظر اس کے ممبروں کے اس کے همدرد اور وقت پر مدد دینے والے کروڑوں فرانسیسی ہیں - امریکہ میں اس تحریک کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ' انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ ' [۳] ہے جو عموماً ائی - ڈبلو - ڈبلو کہلاتی ہے - ملکی ضروریات اور

Syndicalism—[۱]

LaConfederation Generel De Travaille—[۲]

Indistrial Works of the World [۳]

خصوصیات کے لحاظ سے اس میں اور فرانس کی سی جی - ٹی - میں تھوڑا سا فرق ہے مگر دونوں کے اغراض و مقاصد اور طریق کار تقریباً یکساں ہیں - یہ جماعت سنہ ۱۹۰۵ع میں قائم ہوئی تھی - اس سے اور امریکن گورنمنٹ سے آئے دن ہنگامہ پیکار رہتا ہے - امریکہ اور فرانس دونوں ملکوں میں اس تحریک کا سب سے بڑا ہتھیار اسٹرائک یا ہڑتال ہے - مگر جن موقعوں پر اسٹرائک یا ہڑتال مناسب نہیں معلوم ہوتی وہاں یہ فریق بعض اور طریقے اختیار کرتا ہے جو کارگر ثابت ہوتے ہیں - ایک ان میں سے کام کا بگاڑ دینا یا مشینری کا خراب کر دینا ہے - دوکانوں پر مال بیچنے والے ایک طریقہ یہ اختیار کرتے ہیں کہ گاہک کو مال کی اصلیت سے واقف کردیتے ہیں جس سے گاہک بھڑک جاتا ہے - دوسرا طریقہ جو ریلوے لائنس میں برتا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مختلف قواعد کی پابندی لفظ بہ لفظ اس طرح کیجاتی ہے کہ ریل گاڑیوں کا چلنا دشوار ہوجاتا ہے - ان سے زیادہ خطرناک اور ناواجب طریقے جو کام میں لائے جاتے ہیں اُن میں سے ایک عمداً ریلوے کی گاڑیوں کا لڑوا دینا ہے - مختلف صنعتوں اور حرفتوں کی جداگانہ ہڑتالیں خاص موقعوں پر خاص جھگڑوں کے طے کرنے کے لئے تو اکثر ہوا کرتی ہیں مگر اس فریق کا نصب‌العین یہ ہے کہ تمام قبضہ و اختیار حاصل کرنے کے لئے آخری معرکہ ایسی ہڑتال کے ذریعہ سے سر کیا جائے گا جس سے ملک کا تمام کاروبار ایک دم بند ہوجائے اور سرمایہ دار اور حکومت شکست مان کر ہتھیار ڈال دیں -

سوشلزم کا پہلا دور اُنیسویں صدی کے وسط میں شروع ہوا جب کارل مارکس نے سوشلزم کے خواب و خیال کو محض امکان کی حیثیت سے بلند کرکے ایک جوشیلی اور زبردست تحریک کی صورت میں بدل دیا اور اُس کا ایک جامعہ فلسفہ اور باترتیب نظام قائم کیا - اس دور کا فروغ سنہ ۱۸۷۰ع تک باقی رہا - فرانس اور پرشیا کی جنگ کے بعد اس کا دوسرا دور شروع ہوا جب اس تحریک کے پیروکار اور حامیوں کا عقیدہ اور ایمان کمزور ہوگیا تھا گو ان کی جمعیت بڑھ گئی تھی لیکن یہ اپنے نصب‌العین سے بہت دور جا پڑے تھے - اسی دور میں سوشلزم نے مختلف صورتیں اختیار کیں اور مختلف ناموں سے اشاعت پائی - یہ دور ہنگامۂ یورپ کے شروع ہونے یعنی سنہ ۱۹۱۴ع تک قائم رہا - سوشلزم کا تیسرا دور دوران جنگ میں لینن کی ذات سے ۱۹۱۷ع میں شروع ہوا - اس کو روس کی آب و ہوا موافق آئی اور

بولشوزم کے نام سے اس نے فروغ پایا - لینن نے روس میں اپنی زبردست ہستی کے زور و طاقت سے کارل مارکس کے نصب العین کو از سر نو تازہ کرکے اس کے طرز حکومت و معاشرت میں وہ حیرت انگیز تبدیلیاں بلکہ ایسی کایا پلٹ کرکے دکھائی کہ دنیا ابھی تک ششدر اور انگشت بہ دندان ھے - بولشوزم کے اس دور کا کیا حشر ھوگا اس کے متعلق کوئی پیشین گوئی کرنا محض فعل عبث ھے - البتہ اس کے عقائد ، اس کی پولیسی اور اس کے طریق کار کا سمجھنا ضروری ھے - ھم آئندہ باب میں اس کا تفصیلی تذکرہ کریں گے اور خود لنن کی زبردست ہستی پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں گے -

(۲) لینن اور بولشوزم

ولاڈیمیر الیچ اولیانو لینن [۱] دریائے وولگا[۲] کے کنارے بمقام سمبرسک [۳]

لینن

اپریل سنہ ۱۸۷۰ع میں پیدا ہوا تھا - اس کے والدین
اُمرا کے خاندان سے تھے - سترہ سال ھی کی عمر سے یعنی
جبکہ لینن اسکول میں ھی پڑھتا تھا اس کی طبیعت

کا رجحان انقلاب انگیز تحریک کی جانب تھا - وجہ یہ تھی کہ اس کا بڑا بھائی الیکزینڈر انارکسٹ گروہ کا ممبر اور انقلاب انگیز تحریک کے حامیوں میں تھا - لینن پر اپنے بھائی کا بہت اثر تھا اور اُس کو اُس کی محبت بھی بہت تھی - لینن کو شروع سے ھی پڑھنے کا بہت شوق تھا اور اُس نے مارکس کے فلسفہ کا بغور مطالعہ کیا تھا - سنہ ۱۸۸۷ع میں زار الیکزینڈر سوم کے قتل کرنے کے لئے سینٹ پیٹرس برگ میں ایک سازش ھو رھی تھی اور زار پر بم پھینکنے کی خدمت لینن کے بھائی کے سپرد کی گئی تھی - قبل اس کے کہ اس کی نوبت آئے ایک جاسوس نے سازش کا راز فاش کردیا اور جو لوگ سازش میں شریک تھے گرفتار کر لئے گئے - لینن کے بھائی الیکزینڈر کو تین همراهیوں کے ساتھ فوراً پھانسی دیدی گئی - لینن پر اس حادثہ کا بہت گہرا اثر ھوا - اس نے قازان [۴] کی یونیورسٹی میں قانون پڑھنا شروع کیا اور بیرسٹری کا امتحان پاس کرکے چند روز وکالت بھی کی لیکن دل برداشتہ ھوکر اس نے اپنے سیاسی عقائد کے مطابق جمہور میں اپنے خیالات کی اشاعت شروع کی - شہر بہ شہر جاتا ' لوگوں سے ملتا ' مزدور پیشہ طبقے کے لوگوں کو ایک جگہہ جمع کرتا ' اُن سے ان کے حالات اور ان کی شکایات سنتا اور ان کو تقریر و تحریر کے ذریعہ سے سوشلزم کے عقائد سے مانوس کرتا اور انقلاب انگیز تحریک کی اشاعت کرتا - جب اس کی سرگرمیاں اپنا اثر دکھلانے لگیں تو پولیس نے اس کا پیچھا کرکے اس کو گرفتار کیا اور جیل خانہ میں بند کردیا - لیکن یہ وھاں بھی چپکا نہ بیٹھا کسی نہ کسی پوشیدہ ذریعہ سے یہ

Vladimir Ilich Ulianov Lenin—[۱]

Volga—[۲]

Sombirsk—[۳]

Kazan—[۴]

اپنے پیروان طریقت کو ہدایت کرتا رہتا - سنہ ۹۲—۱۸۹۰ع تک لینن نے روس میں بڑی سرگرمی سے کام کیا اور مزدور پیشہ جماعت کی ایک انجمن بھی قائم کی - جیل میں سے بھی وہ اس انجمن کے کام کو فروغ دینے کی تدبیریں کرتا رہا - سنہ ۹۵—۱۸۹۳ع میں اُس نے کئی پمفلٹ اور کتابیں لکھیں مارچ سنہ ۱۹۰۰ع میں لینن کی میعاد جلا وطنی ختم ہوئی - وہ سائبیریا سے سیدھا سینٹ پیٹرس برگ واپس آیا اور اپنے ساتھیوں کو یکجا کرنے اور اپنی جماعت کے ازسرنو تازہ کرنے کی فکر میں منہمک ہوگیا - سائبیریا سے واپس آتے ہی اُسنے روسی سوشیل ڈیموکریٹک پارٹی[۱] کے نظام کو تکمیل دینے کی کوشش شروع کردی - سنہ ۱۹۰۱ع میں اُس نے مارٹو [۲] اور پوٹریسو[۳] کی شرکت میں اسکرانا سے ایک اخبار جاری کیا اور انقلاب انگیز تحریک میں جان ڈال دی لیکن پولیس نے اُس کا پیچھا کرکے ایسا ناطقہ بند کیا کہ اُس کو آخر کار روس چھوڑنا پڑا - سنہ ۱۹۰۲ع سے سنہ ۱۹۰۵ع تک وہ یورپ کے مختلف ممالک میں پھرتا رہا - نئے نئے بھیس اختیار کرتا اور اپنے نئے نئے نام رکھتا لیکن کام سے کبھی غافل نہ رہتا - اپنی پارٹی کے لوگوں کو کبھی پیرس میں یکجا کرتا کبھی برلن میں اور کبھی لندن میں - روسی سوشیل ڈموکریٹک پارٹی کی کانفرنسوں کے سالانہ اجلاس کبھی فرانس میں ہوتے ' کبھی جرمنی اور کبھی انگلستان میں - روس میں بھی پوشیدہ طریقوں سے پارٹی کے عقائد اور اصولوں کی اشاعت برابر جاری رہتی - سنہ ۱۹۰۳ع میں پارٹی کی کانفرنس میں اختلاف رائے اس حد تک پیدا ہوا کہ پارٹی کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک وہ جو انقلاب اور خون ریزی سے جھجکتے تھے لیکن قلیل التعداد تھے- یہ منشوک [۴] کہلائے دوسرے وہ جو انقلاب اور خون ریزی کو لازمی سمجھتے تھے اور کثیرالتعداد تھے - ان کا نام بولشوک [۵] پڑا - لینن بولشوک پارٹی کا لیڈر قرار پایا اور اُس نے اپنی اُمت کو اپنے ایثار اور جرات سے روز افزوں ترقی دی -

---

Social Democratic Party—[۱]

Martov—[۲]

Potrev—[۳]

Menshivik—[۴]

Bolsivik—[۵]

جب سنه ۱۹۰۵ع میں روس میں پہلا ہنگامۂ انقلاب برپا ہوا۔ تو لینن نے روس کا ارادہ کیا اور موسکو پہونچا وہاں اُس نے علانیہ شورش برپا کی لیکن اُس کی پارتی نے خطرے کا اندازہ کرکے اُسے علانیہ شورش میں شریک ہونے سے باز رکھا - مگر جب روس میں ہنگامہ انقلاب کی آگ ٹھنڈی ہونے لگی اور حکومت وقت نے بولشوک پارتی کے قلع قمع کرنے کی ٹھان لی تو لینن کو بجز روس پھر چھوڑنے کے کوئی اور چارہ کار نظر نہ آیا - اُس نے فینلینڈ میں پناہ لی اور وہاں اپنی پارتی کے منتشر ارکان کو جمع کرنا شروع کیا اور خفیہ کاروائیاں جاری رہیں - سنه ۱۹۰۶ع سے سنه ۱۹۱۶ع تک یعنی کامل دس برس تک لینن سر گردان اور پریشان کبھی فینلینڈ - کبھی لندن کبھی گلیشیا اور سوئٹزرلینڈ میں پھرتا رہا لیکن اُس نے اپنی پارتی کے اجزائے پریشاں کو کبھی منتشر نہ ہونے دیا اور جہاں بھی رہا خفیہ کوششوں اور سازشوں میں منہمک رہا -

جب سنه ۱۹۱۷ع میں دوبارہ ہنگامہ انقلاب برپا ہوا - زار روس تخت سے اُتارا گیا اور عارضی طور سے پارلیمنٹری حکومت قائم ہوئی تو لینن جو اس وقت فینلینڈ میں روپوش تھا بھیس بدل کر فرضی پاس پورٹ کے ذریعہ سے ۱۷ اپریل کو پھر روس میں داخل ہوا - اُس کے واپس آنے کی خبر نے سینٹ پیٹرس برگ میں تہلکہ مچا دیا - ہزارہا آدمیوں کے جم غفیر نے اسٹیشن پر اُس کا استقبال کیا اُس نے اسٹیشن سے باہر قدم رکھتے ہی ایک پر زور تقریر کی جس میں متوسط درجہ کے شرفا اور عارضی حکومت کے خلاف اعلان جہاد تھا اُس کا مطالبہ تھا کہ حکومت جمہور عام کے زیر اثر ہونی چاہئے اور تمام قبضہ و اختیار بولشوک پارتی کے ہاتھوں میں - گو اس کو اندیشہ تھا کہ عارضی حکومت اُس کو جلد گرفتار کرلیگی تاہم وہ بولشوک تحریک کا جوش شہر میں پھیلاتا رہا اور حکومت اس کے گرفتار کرنے سے جھجکتی رہی - لیکن جب بولشوک تحریک کا اثر فوج پر بھی پڑنے لگا اور ۳ جولائی کو کورنسٹڈ [۱] میں فوج نے غدر کیا تو حکومت نے غدر کو دبا دینے کے علاوہ بولشوک پارتی کے لیڈروں کو بھی گرفتار کرنا چاہا لیکن یہ اس خبر کے پاتے ہی پہلے روپوش ہوئے اور اس کے بعد روس کی سرحد پار کرکے فینلینڈ میں پناہ گزیں ہوئے - وہاں پہونچکر بھی لینن نے ایک دن چین

Cornsted—[1]

نہ لیا بلکہ وہ اپنی سازشوں کا جال برابر پھیلاتا رہا - پورے تین مہینہ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ملک نے ایک اور پولیٹکل کروٹ بدلی- عارضی حکومت بھی ہنگامہ انقلاب کا شکار ہوئی - جب لینن کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ اُس کی پارٹی کا پلہ اب بھاري ہوتا جاتا ہے اور عارضی گورنمنٹ کچھ ہی دنوں کی مہمان ہے تو وہ اکتوبر کے مہینہ میں پھر روس واپس پہونچا - ۲۴ اکتوبر کو شورش انقلاب عارضی حکومت کے خلاف برپا ہوئی - پوسٹ آفس تار گھر ' اسٹیٹ بنک اور ونٹر پیلس [۱] بولشوک باغیوں کے قبضہ میں آگئے - فوج نے حکومت کا ساتھ چھوڑ کر باغیوں کی مدد کی - کرنسکی[۲] حکومت کا وزیر اعظم اپنی جان بچانے کي غرض سے فرار ہوگیا اور دوسرے ہی روز بولشوک پارٹی نے عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لے کر سویٹ گورنمنٹ [۳] کا اعلان کردیا - لینن اس سوئیٹ حکومت کا صدر مقرر کیا گیا - کامل چار برس تک روس کے مقدر کا فیصلہ لنن کے قلم سے لکھا جاتا رہا - وہ سیاہ و سفید کا مالک تھا - کسی کو چوں و چرا کی گنجایش نہ تھی - روس کی کایا پلٹ بولشوک دور میں جیسی کچھ ہوئی ' اچھی یا بري وہ لینن کی ذات کا کرشمہ تھا - اندازہ کیا گیا ہے کہ بلا کسي شوکت و عظمت کے وہ اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تقریباً ۱۸ گھنٹہ روزانہ کام کرتا اور حکومت کی اُلجھی ہوئي گتھیاں سلجھاتا - باوصف اس کے کہ اس کا دل و دماغ غیر معمولی تھا اور وہ مضبوط و تندرست قوی رکھتا تھا اس محنت کے بار کو زیادہ عرصہ نہیں اُٹھا سکا سنہ ۱۹۲۱ع میں اُس کے جسم کے داھنے حصے پر فالج گرا - تقریباً تین برس وہ اس عذاب میں گرفتار رہا کبھی طبیعت بہتر ہو جاتي تو چلنے پھرنے لگتا اور حکومت کے کاروبار پر بھي نظر ڈال لیتا کبھی عاجز ہوکر وقف بستر رہتا - سنہ ۱۹۲۳ع کے آخری ایام میں معلوم ہوتا تھا کہ مریض بتدریج بہتر ہوتا جاتا ہے اور طبیعت روبہ اصلاح ہے کہ دفعتاً ۲۳ جنوري سنہ ۱۹۲۴ع کی شام کو مرض کا سنگین حملہ ہوا اور دوسرے روز صبح یہ زبردست ہستی جس نے اپنی ذات کی شان اور دبدبہ سے تاجداران فرنگ اور مدبران یورپ کے دلوں کو ہلا دیا تھا اس عالم فانی سے کوچ کر کے راھی ملک بقا ہوئی -

---

Winter Palace—[۱]

Kerensky—[۲]

Soviet Government—[۳]

رومین رولاں [۱] اور برٹرینڈرسل [۲] دونوں متفق الرائے ہیں کہ بیسویں صدی میں اب تک لینن سے زیادہ گرانقدر اور بلند پایہ ہستی پیدا نہیں ہوئی - دونوں اس کی عظمت کا کلمہ پڑھتے ہیں اور قرین قیاس ہے کہ تاریخ کا فیصلہ بھی اس کے موافق ہوگا مگر لطف یہ ہے کہ وہ ظاہری علامتیں اور نشان جن سے دنیا اب تک بلند پایہ ہستیوں کا اندازہ کرتی رہی ہے لینن میں موجود نہ تھے - وہ نہایت کم زور شخص تھا - ظاہری کروفر اُس میں بالکل نہ تھا اُس کی وضع قطع اور بود و باش بالکل ایسی تھی کہ کسی معمولی کسان سے اُس کا تفریق کرنا مشکل تھا - اُس کی تقریر و تحریر کی سادگی پر کسی کو عالمانہ بلاغت یا ادبی فصاحت کا شبہ بھی نہیں ہوسکتا تھا - بولتے وقت وہ کبھی جوش سے کام نہ لیتا تھا بالعموم مقرروں کی آتش فشانی کا انداز اُس سے کوسوں دور تھا تاہم نہ معلوم اُس کے الفاظ میں کیا جادو ہوتا تھا کہ ہر لفظ ذہن میں آتے ہی سامعین کے دلوں پر نقش کالحجر ہو جاتا اور تقریر سے جو اثر پیدا کرنے کی غرض ہوتی وہ پوری ہوجاتی وہ محض نمایش کے لئے اپنی وضع و قطع سادی نہ رکھتا تھا بلکہ فطرتی طور پر اس کے خصائل اور عادات کا انداز ایسا واقع ہوا تھا کہ جمہور عام اُس کو اپنا سمجھتے تھے اُس کے برتاو سے اس کی مزید تصدیق ہوتی تھی - اُس کی عظمت کا راز اُس کی بے لوث صداقت ، اُس کے کمال ایثار اور اس کی جان باز ہمت و جرات میں پنہاں تھا - اُس نے اپنے عقائد کو عمل میں لانے اور جمہور عام کی عظمت و اقتدار بڑھانے کے لئے کوئی ایسا خطرہ نہ تھا جس کا خوشی سے مقابلہ نہ کیا ہو کوئی ایسی مشکل نہ تھی جس کے آگے اُس نے ہمت ہاری ہو کوئی ایسا ایثار نہ تھا جس کے برتنے میں وہ لمحہ بھر کے لئے بھی جھجکا ہو - بات کا ایسا دھنی تھا کہ جو کہتا کرکے دکھا دیتا - ساری دنیا ایک طرف ہو اور وہ تن تنہا ایک طرف لیکن کرتا وہی جو اُس کے سمجھ میں آتا - باوصف اس کے کہ وہ اس دنیا میں نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنے کا ارمان پہلو میں رکھتا تھا اُس نے کبھی ہوا میں اُڑنے کی کوشش نہیں کی - اُس کے قدم ہمیشہ زمین پر جمے رہے - قبل اس کے کہ وہ کسی مسئلہ کے حل کرنے کا ارادہ کرے اُس کے ہر عملی پہلو پر پوری طور سے غور کر لیتا - وہ

Romain Rolland—[۱]

Bertrand Russell—[۲]

محض نظری و قیاسی باتوں سے قائل نہ ہوتا بلکہ جب تک اُس کی نظر کے ترازو میں بات عملی پہلو سے نہ جچ جاتی وہ اُس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا مگر جس کام کا بیڑا اُٹھا لیتا اس کو پورا کرکے چھوڑتا - اپنے عقائد کی خاطر اپنے تئیں مٹا دیتا اُس کی نگاہ میں کوئی بات نہ تھی وہ اپنی دھن میں مست تھا - راقم‌الحروف کے لئے لنن کی سی ہستی کا ایسا خاکہ کھینچنا کہ جس سے اُس کی جیتی جاگتی تصویر ناظرین کے رو برو آکھڑی ہو اور وہ بھی اس باب کے محدود صفحوں میں فعل عبث ہے - تاہم دور ازکار نہ ہوگا اگر عرض کیا جائے کہ لنن سے روشناس ہونے کے لئے آپ اُس دوسری ہستی کا دھیان کیجئے جس کی تصویر کم از کم اس ملک میں ہر کہ ومہ کے دل پر نقش ہے - اشارہ مہاتمہ گاندھی کی ذات کی طرف ہے - اب تک لنن کے متعلق جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے اُس کے لحاظ سے دونوں تصویریں ملتی جلتی ہیں لیکن فاش غلطی ہوگی اگر یہ باور کر لیا جائے کہ یہ دونوں ہستیاں یکساں ہیں در اصل ان کے عقاید میں بہت فرق ہے - لنن اہنسا اور سچ کا قائل نہ تھا - خون ریزی اُس کی رائے میں لازمی اور واجبی تھی - وہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے جائز اور ناجائز سب طریقے اختیار کرنے کو تیار تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ وہ انسانی سوسائٹی کے موجودہ اخلاق اور چلن ہی کی پروا نہ کرتا تھا اُس کی رائے میں سوسائٹی کا اخلاق اور چلن ہر زمانہ میں ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے - یہی حالت مذہب کی ہے موجودہ اخلاق اور چلن شرفا نے اپنی ضروریات کے لحاظ سے قرار دیا تھا - جمہور کی ضروریات کے لحاظ سے اس کی قدر و قیمت کچھ بھی نہیں - مذہب کو تو لنن بدتر از کفر سمجھتا تھا اس لئے کہ یہ اوہام پرستی اور قدامت کی تاریکی کے جانب لے جاتا ہے اور جمہور عام کو ازادی کے راستہ دکھانے کی ضرورت ہے - لنن سائنس کی ایجادوں اور اس کی کرشمہ سازی کا بے حد قائل تھا وہ سائنس کو جمہور عام کی خدمت کا بہت بڑا ذریعہ مانتا تھا جس کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ بولشوک دور حکومت کے قائم ہوتے ہی اُس کی پہلی کوشش یہ ہوئی کہ روس کے دیہات میں بجلی کی روشنی پہونچائی جائے اُس کو دولت مندوں سے ضرور تنفر تھا لیکن دولت و سرمائہ کو وہ تحقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا گو اس کی زندگی حد درجہ کے ایثار اور فقر کی تھی وہ روحانیت اور

ترک دولت کے راستہ سے کوسوں دور بھاگتا تھا - سیاسیات میں وہ جمہوریت کا قائل تھا لیکن مروجہ دستوری حکومت یعنی پارلیمنٹری حکومت کا دشمن تھا - وہ سوسائٹی کے موجودہ دستور کی یعنی سیاسیات ' معاشرت ' اخلاق اور چلن سب کی کایا پلٹ کرنے کا دعوی دار تھا اور اُس کا طرۂ امتیاز یہی ہے کہ سوشلزم کے اُن اصولوں اور عقائد کو جن کی اشاعت کارل مارکس نے نصف صدی پیشتر کی تھی وہ عملی جامہ پہنا گیا اور روس میں اُس نے ایسی حکومت اور معاشرت کی عمارت کھڑی کرکے دکھا دی جس کی بنیادیں سوشلزم کے عقائد پر رکھی گئی ہیں یہ عمارت بلند اور پختہ ہوتی جائےگی یا عنقریب کوئی اور زلزلۂ انقلاب آکر اس کو ڈھا دیگا اس کے نسبت کسی قسم کی پیشین گوئی کرنا محض فعل عبث ہے -

بولشوزم

انسان نے صحرا نوردی اور خانہ بدوشی کی زندگی ترک کرکے جب تمدنی زندگی اختیار کی تو اُس کا شروع اس طرح ہوا کہ جو لوگ صاحب دماغ تھے یا بل بوتا رکھتے تھے انہوں نے اپنے قوت بازو اور شمشیر کے زور سے زر اور زمین پر قبضہ کرکے ریاستیں اور جاگیریں قائم کیں - اپنے ساتھیوں اور مدد گاروں کو زمینداریاں اور جاگیریں دیں - ان میں سے جو زیادہ سر برآوردہ تھے انہوں نے اپنا سکہ بیٹھا کر باقاعدہ حکومتیں اور سلطنتیں قائم کیں - غرض کہ دنیا میں شخصی حکومت کا دستور قائم ہوا اور تمام زر اور زمین جاگیر داروں اور زمینداروں کے قبضہ میں آگئی باقی سب لوگ محض رعیت کی حیثیت رکھتے تھے جن کو کسب معاش اور اپنے پیشے اور حرفے کا کار و بار کرنے کی اجازت تھی ورنہ علاوہ اس کے نہ اُن کے کوئی ذاتی حقوق تھے نہ اُن کا کوئی اختیار و اقتدار بجز اُن لوگوں کے جو سرکاری حاکم ہوا کرتے تھے سب کا یہی دستور تھا جو کم و بیش تمام دنیا میں سولھویں صدی عیسوی تک قائم رہا - سترھویں صدی میں انگلستان نے چارلس اول کی زیادتیوں سے تنگ آکر شخصی حکومت کے خلاف علم بغاوت اُٹھایا اور آئینی دستور حکومت کی بنا ڈالی لیکن مغربی دنیا میں جمہوریت کا سکہ دراصل انقلاب فرانس نے اٹھارھویں صدی میں بٹھایا - اس ہنگامہ انقلاب نے نہ صرف فرانس میں شخصی حکومت کے طریق کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ پھینکا بلکہ جمہوریت کا چلن کم و بیش تمام مغربی

دنیا کو سکھا دیا - جاگیر داروں، زمینداروں، اور روسا کا اختیار و اقتدار خاک میں مل گیا - اور قانون کی نگاہ میں ہر کہ و مہ کا مرتبہ مساوی قرار پایا - اکثریت کو معاملات حکومت میں فیصلۂ مطلق کا اختیار حاصل ہوا اور ہر فرد جمہور کو اپنی قابلیت اور حیثیت کے مطابق حکومت میں دخل و اقتدار حاصل کرنے کا موقع دیا گیا - اور یہ توقع کی گئی کہ جوں جوں جمہور میں تعلیم و تربیت پھیلتی جائے گی، سائنس کو فروغ ہوتا جائیگا - اور اس نئے دور میں ازادی اور برابری کے خیال کی توسیع ہوتی جائیگی جمہور عام کی نہ صرف حیثیت و آسائش بلکہ اُس کا اقتدار و اختیار بھی روز افزوں ترقی کریگا انقلاب فرانس نے شخصی حکومت اور جاگیر داروں اور زمینداروں کے اختیار و اقتدار کو خاک میں ملاکر جمہور کی آزادی اور برابری کا دعویٰ تو صحیح ثابت کرکے دکھا دیا اور اُن کی زندگی میں ایسے نئے دور کی ابتدا کرا دی کہ جس سے اُن کا اختیار و اقتدار حکومت میں قائم ہو جائے لیکن در اصل ہوا یہ کہ حکومت کا اختیار و اقتدار عملی طور سے متوسط درجہ کے شرفا میں محدود رہا اور ادنی درجہ کے عوام‌الناس کی حالت میں زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی - قوت و اقتدار اُنہیں کے ہاتھ میں رہا جن کے پاس دولت تھی - سنہ ۱۹۱۷ع میں جو انقلاب روس میں برپا ہوا اُس کی غرض یہ تھی اور ہے کہ نہ صرف شخصی حکومت اور جاگیر داروں اور زمینداروں کے اختیار و اقتدار کو متاکر دور جمہوریت قائم کیا جائے بلکہ اس کے دعویدار شخصی ملکیت کے دستور کو بھی جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکنا چاہتے ہیں وہ غریب اور امیر کی تفریق ہی باقی نہیں رکھنا چاہتے وہ تمام اقتدار و اختیار حکومت متوسط درجہ کے شرفا کے ہاتھوں سے نکال کر مزدور پیشہ جماعت اور کسانوں کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں - یہ سب سے بڑا فرق ہے جو روس اور فرانس کے انقلاب میں پایا جاتا ہے ایک نے تو صرف دستور حکومت کی کایا پلٹ کی تھی دوسرا دنیا کی معاشرتی اور تمدنی زندگی کا چولا بھی بدل دینا چاہتا ہے -

بولشوک کے معنی روسی زبان میں اکثریت اور منشوک کے معنی اقلیت کے ہیں چونکہ روس کی سوشلسٹ پارٹی میں اُن لوگوں کی کثرت تھی جو کارل مارکس کے فلسفہ کے پیرو تھے انہوں نے اپنا نام بولشوک رکھا - جو لوگ خونریز ہنگامہ انقلاب کی تاب نہ رکھتے تھے اور انگلستان کی مزدور

پارٹی کی طرح یہ یقین کرتے تھے کہ سوشلزم کا اثر و اقتدار اس نئی جدو جہد کے ذریعہ سے قانون اور حکومت کے طرز عمل کو بتدریج بدل کر رفتہ رفتہ قائم ہو سکتا ہے وہ منشوک کہلائے - پارٹی میں بولشوک بہ‌کثرت تھے اور منشوک قلیل تعداد میں - منشوک پارٹی کے حامیوں کا خیال تھا کہ سوشلزم کا سکہ صرف بتدریج ہی بیٹھ سکتا ہے دفعتاً کایا پلٹ یا انقلاب سے وہ دستور اور عادتیں جن کے لوگ صدیوں سے عادی ہیں نہیں بدلی جاسکتیں - پہلا زینہ یہ ہے کہ آئینی حکومت قائم ہو جس میں مزدور پیشہ جماعت کا اثر و اقتدار رفتہ رفتہ بڑھایا جائے - ایسے قوانین بنائے جائیں اور صنعت و حرفت کے مختلف شعبوں کو سرمایہ داروں کے قبضہ سے نکال کر حکومت کے اختیار میں اس طرح دیا جائے کہ سرمایہ داروں کا اثر و اختیار بتدریج کم ہوتا جائے اور مزدور پیشہ جماعت کا اختیار و اقتدار بڑھتا جائے - جب تمام دنیا کے ممالک میں یہ دستور رائج ہو جائےگا اور سرمایہ داروں کی قوت کم ہوجائے گی تو سوشلزم کا سکہ دنیا پر خود ہي بیٹھ جائےگا یا اگر ضرورت لاحق ہوگی تو ایک عالم گیر انقلاب برپا کرکے بہ آسانی فتح حاصل ہو جائیگي - بخلاف اس کے بولشوک پارٹی کے حامی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سوشلزم کا سکہ بٹھانے کے لئے لازمی ہے کہ کسی نہ کسی ملک میں پہلے خونریز انقلاب کے ذریعہ سے حکومت پر قبضہ کیا جائے اور پھر بتدریج سوسائٹي کے چلن اور اس کی معاشرت کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے - یہ بھی مانتے ہیں کہ یہ ایک دن کا کام نہیں فرق یہ ہے کہ یہ آئینی جد و جہد کے قائل نہیں بلکہ ضرورتاً زبردستی اور خون ریزی کو بھی جایز سمجھتے ہیں - یہ مانتے ہیں کہ کسی ایک ملک میں ہنگامہ انقلاب کے ذریعہ سے سوشلزم کا سکہ بٹھا دینا تمام دنیا کی کایا پلٹ کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ جب تک یہ ملک چاروں طرف سے ایسی حکومتوں سے گھرا ہوا ہے جو سوشلزم کي دشمن ہیں اس وقت تک خطرہ ہمیشہ باقي ہے اور امن و صلح اسي وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ تمام دنیا میں عالمگیر انقلاب برپا کیا جائے لیکن یہ کہتے ہیں کہ عالمگیر انقلاب برپا کرنے کے لئے بھی یہ طریق عمل صحیح ہے کہ پہلے آپ کو کسی ایک ملک میں تو قدم جمانے کا موقع ملے اور آپ کم از کم ایک ملک یا قوم کی تو کایا پلٹ کرکے دکھا سکیں - بتدریج تبدیلی اور وہ بھی آئیني جد و جہد کے ذریعہ سے ان کے سمجھ کے باہر ہے یہ اس کو محض ہوائی

سمجھتے ہیں اور منشوک پارٹی کے لوگوں کو بھی متوسط درجہ کے شرفا کا حامی اور راز دار قرار دیتے ہیں - اور یہ صحیح بھی ہے کہ پچاس برس بعد کارل مارکس کے طریق کار کو اگر کسی نے از سر نو تازہ کیا ہے اور سوشلزم کی تحریک میں جان ڈالی ہے تو وہ بولشوک پارٹی ہی ہے -

بولشوک پارٹی والوں کا عقیدہ ہے کہ سیدھی انگلیوں گھی نہیں نکالا جاسکتا آپ محض پند و نصائح سے حشر تک بھی لوگوں کو اس پر آمادہ نہیں کرسکتے کہ وہ اپنی ملکیت اور جائداد سے دست بردار ہو جائیں - شخصی ملکیت کا خیال و دستور جو صدہا صدی سے چلا آرہا ہے اور جس کی بنا انسان کی خود غرضی اور حرص پر پڑی ہے محض گفت و شنید سے نہیں بدلا جاسکتا - اس کے لئے زبردستی لازمی ہے اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ انقلاب و خونریزی سے پہلے حکومت پر قبضہ حاصل کیا جائے پھر حکومت کے زور اور احکام کے ذریعہ سے لوگوں کی ملکیت اور جائدادیں ضبط کرکے حکومت اپنے قبضہ میں لائے اور مشترکہ طریق ملکیت کو رائج کرکے تمام زر و زمین مساوی حصہ میں تقسیم کر دی جائے - اور پھر لوگوں کی ذہنیت کو اس طرح سے بدلنے کی کوشش کی جائے کہ دو چار نسل بعد وہ خود بخود شخصی ملکیت کے خیال کو بھول جائیں - چوں کہ اس تمام طریق عمل میں زبردستی کا عنصر غالب ہے اور نہ صرف امرا اور شرفا ہی بلکہ عوام الناس بھی شخصی ملکیت کے دستور کے عادی ہیں اس لئے بولشوک حکومت میں آئینی دستور رائج کرنے اور کثرت رائے پر حکومت کا فیصلہ چھوڑنے کے قائل نہیں - بولشوک جس طرز عمل کے قائل ہیں اور جو روس کی حکومت میں انہوں نے رائج کیا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کی باگیں اور اختیار کلی صرف بولشوک پارٹی کے ہاتھ میں رہے اور بولشوک پارٹی مزدور پیشہ جماعت کی نمائندہ کی حیثیت سے اور اس کی مرضی اور امداد کے بھروسہ پر سیاہ اور سفید کی مختار ہو - اُس کا کہنا ہے کہ اگر ووٹ کا اختیار روس میں ہر کس و ناکس کو دے دیا جائے اور کثرت رائے سے حکومت کا کاروبار چلایا جائے تو حکومت کی باگیں پھر متوسط درجہ کے شرفا کے ہاتھوں میں چلی جائیگی اور مزدور پیشہ جماعت اور جمہور کی بہتری اور بہبودی کے لئے جو کچھ اس عرصہ میں بولشوک پارٹی نے کیا ہے وہ سب تباہ و برباد ہو جائیگا اس لئے اُس وقت تک جب تک کہ سوشلزم کا سکہ تمام دنیا پر نہ

بیٹھ جائے اور شخصی ملکیت کا دستور دنیا سے بالکل نہ اُٹھ جائے حکومت کا طریق کار صرف یہی ہوسکتا ھے کہ بولشوک پارٹی جہاں جہاں انقلاب برپا کرکے حکومت پر اختیار حاصل کر سکتی ھے بہ‌حیثیت نمائندہ مزدور پیشہ جماعت کے حکومت کے سیاہ و سفید کی مختار کل رھے اس طریق کار کو مارکس کے فلسفہ میں 'Dictatorship' of Proletariate کہتے ھیں - روس کی حکومت کا یہی طریق کار ھے -

بولشوک پارٹی جمہور عام کو تین طبقوں میں تقسیم کرتی ھے - ایک تو کسانوں ' کاریگروں اور سپاہیوں کا طبقہ جو روس کے وسیع رقبۂ دیہات میں پھیلا ہوا ھے - جو تاریخی روایات اور خصائل و عادات کے لحاظ سے پرانے خیال کے لوگوں کا طبقہ کہا جاسکتا ھے - اُس طبقہ کے لوگ شخصی ملکیت کے دستور اور رواج کے ایسے ھی دلدادہ ھیں جیسے کہ متوسط درجہ کے شرفا - ان میں سوشلزم کے خیالات اور عقیدوں نے ابھی اپنا مستقل اثر نہیں جمایا ھے اور یہ بولشوک پارٹی کے حامی نہیں کہے جاسکتے دوسرا طبقہ مزدور پیشہ جماعت کا ھے جو زیادہ تر شہروں میں مقیم ھے - ان کے پاس سوائے اُس مزدوری کے جو وہ روزانہ کماتے ھیں اور جس سے اپنا پیٹ پالتے ھیں نہ کوئی ملکیت ھے نہ جائداد - ظاھر ھے کہ یہ سوشلسٹ پارٹی کے شخصی ملکیت مٹانے کے عقیدے کے آسانی سے طرف دار ھوجائیں گے- چنانچہ ایسا ھی ھوا ھے - سوشلسٹ یا بولشوک پارٹی کی اُمت بھی مزدور پیشہ طبقہ ھے اور بولشوک عقیدے اور خیالات کی اشاعت میں پارٹی والوں کو سب میں زیادہ کامیابی انہیں لوگوں کے درمیان ھوئی ھے - تیسرے خود بولشوک پارٹی ھے جو اپنے عقیدے اور خیالات کے لحاظ سے نیز تجربہ و ایثار کے خیال سے جمہور کی پیشوا اور رھبر کہی جا سکتی ھے بولشوک پارٹی کا دعویٰ ھے کہ وہ جمہور کی بہبودی و نجات کے لئے کام کرتی ھے گو حکومت کی باگیں اس نے قطعی طور سے صرف اپنے ھی ھاتھوں میں رکھی ھیں تاھم یہ امر واقعہ ھے کہ کل مزدور پیشہ طبقہ اس کا پشت پناہ ھے اور اُس کو اس پارٹی پر پورا بھروسہ ھے مگر مزدور پیشہ جماعت کی تعداد بہ لحاظ کل آبادی کے بہت کم ھے - روس کسانوں کا ملک ھے ' مزدور پیشہ لوگ زیادہ تر شہروں میں محدود ھیں بہ‌خلاف اسکے کسانوں کی آبادی تمام ملک کے دیہات میں پھیلی ھوئی ھے جس وقت روس میں ھنگامۂ انقلاب برپا ھوا اور بولشوک پارٹی نے حکومت

کی باگیں اپنے ہاتھوں میں لیں تو بڑے بڑے جاگیر داروں اور زمیںداروں کی جائدادیں اور زمینیں ضبط کرکے کسانوں میں تقسیم کردیں اور کسانوں نے بولشوک حکومت کا پورا پورا ساتھ دیا لیکن جب حکومت نے اپنے عقیدے اور خیال کے مطابق کسانوں کو مشترکہ ملکیت کے دستور پر مجبور کرنا چاہا تو انہوں نے تیور بدلے اور اس پولیسی کے خلاف اپنی ناراضی ظاہر کرنی شروع کی- حکومت نے دور اندیشی اور مصلحت کے خیال سے اپنی پولیسی بدلی جو New Economic Policy (نئی اقتصادي پولیسی) کے نام سے موسوم ہوئی - اس کا ذکر آئندہ کیا جائگا - اسکی غرض یہ ہے کہ بجائے ایکدم مشترکہ ملکیت کے دستور کے جاری کرنے کے یہی غرض بتدریج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور کسانوں کو اور طریقوں سے اپنا ہم آہنگ بنایا جائے - یہ پولیسی کامیاب ثابت ہو رہی ہے اور گو کسان بولشوک پارٹی کے اسی طرح پشت پناہ نہیں جیسے مزدور پیشہ جماعت کے لوگ کہے جاسکتے ہیں تاہم کسانوں کی کثیر آبادی بولشوک پارٹی اور حکومت کے ساتھ ہے ۔ کم از کم خلاف نہیں- روس کے سے وسیع ملک میں کسی پارٹی کے لئے اپنی Dectatorship عرصۂ دراز تک قائم رکھ سکنا آسان کام نہیں - بولشوک اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اسی لئے محض مزدور پیشہ جماعت کی حمایت اور کسانوں کی نیم رضا مندی سے مطمئن نہیں - وہ اپنی تمام کوشش اس بات کے لئے صرف کر رہے ہیں کہ عوام‌الناس کے اُس طبقے کو جو بولشوک عقائد کا پابند نہیں ہے یعنی کسانوں کو اپنا ہم خیال بنائیں - سوشلسٹ خیالات کے پھیلانے کی بلیغ کوشش کریں اور کسانوں اور دیگر جمہور کی ذہنیت جہاں تک جلد ممکن ہو بدل دیں - اس کے لئے جو نظام انہوں نے ترتیب دیا ہے اور جو پولیسی وہ کام میں لا رہے ہیں واقعی کارگر ثابت ہونے والی ہے - ان کا نظام قابل توجہ ہے - سب سے پہلے تو Trade Unions یعنی مزدور پیشہ لوگوں کی پنچایتیں ہیں جو صنعت و حرفت کے معاملات میں دخل رکھتی ہیں اور جن کے ذریعہ سے حکومت اپنی پولیسی کے مقبول بنانے کا کام نکالتی ہے - ان کا جال تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے ان جماعتوں کے رہنما اور سردار بولشوک پارٹی کے مجالس میں برابر کا مرتبہ پاتے ہیں اور پارٹی کے دست و بازو سمجھے جاتے ہیں یہ جماعتیں صنعت و حرفت کے شعبہ میں بولشوک پارٹی یا بولشوک حکومت اور عوام‌الناس میں رشتۂ اتحاد قائم کرنے اور اس کو استوار رکھنے

کا ذریعہ ہیں اسی طرح سے کواپریٹو سوسائٹیاں جو کسانوں میں کام کرتیں ہیں اور ان کو مشترکہ طریق عمل کا بتدریج عادی کرتی جاتی ہیں زراعت کے شعبہ میں سب سے بڑا ذریعہ ہیں بولشوک پارٹی اور حکومت اور عوام‌الناس میں رشتۂ اتحاد کے قائم اور استوار رکھنے کا سویٹ یونین Soviet Unions یعنی عام پنچائتیں جن میں ہر طبقے کے لوگ شریک رہتے ہیں بولشوک حکومت کی کل کے ایسے پرزے ہیں جن کے ذریعہ سے سیاسی اور انتظامی معاملات میں حکومت وقت عوام‌الناس کو اپنا ہم خیال اور شریک کار بنانے کی کوشش کرتی ہے - Youth Leagues یعنی نوجوانوں کی انجمنیں سوشلزم یا بولشوزم کی تحریک کی اشاعت اور عوام‌الناس کی ذہنیت بدلنے کے لئے مخصوص ہیں - ان میں بالعموم تعلیم یافتہ نوجوان کام کرتے ہیں - ان کا جال بھی تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے انہیں سے توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ زمانہ میں یہ پارٹی اور حکومت میں موجودہ لیڈروں کے جانشین ہوں گے اور ملک کا کاروبار بولشوک طریق اور اصولوں پر چلائیں گے - تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں بولشوک عقیدوں اور اصولوں کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جس سے عوام‌الناس کی ذہنیت جلد سے جلد بدل سکے بولشوک پارٹی نے تمام ملک میں اپنا جال پھیلا رکھا ہے اور یہ نظام اس خوبی سے ترتیب دیا گیا ہے اور اس کی تکمیل اس مستعدی اور جوش سے کی جاتی ہے کہ بولشوک تحریک کی بنیادیں باوصف اسکے مخالفین کی کوششوں کے روز بروز پختہ ہوتی جاتی ہیں اور عوام کے رجحان، خیال اور ان کی ذہنیت میں روز افزوں تبدیلی نمایاں ہونے لگی ہے -

بولشوک پارٹی نہ صرف روس میں اپنی حکومت کی بنیادیں پختہ کرنے اور سوسائٹی کے دستور اور چلن کی کایا پلٹ کرنے میں مصروف ہے بلکہ اپنے اصلی مقصد یعنی سوشلزم کا سکہ تمام دنیا پر بیٹھانے کی جانب سے بھی غافل نہیں - اس کا اندازہ اُسکی اُس پولیسی سے ہوسکتا ہے جو اُسنے مطیع اور مظلوم قوموں کی آزادی کے مسئلہ کے متعلق اختیار کی ہے - بولشوک پارٹی کی موجودہ پولیسی اور اُن نام نہاد سوشلسٹ کے رویہ میں جو آئینی جد و جہد کے قائل ہیں بین فرق ہے - سوشلزم کے دوسرے دور میں یعنی یورپ کی جنگ عظیم کے قبل تک ان نام نہاد سوشلسٹ گروہوں کی ہمدردی کا دائرہ زیادہ تر یورپ کی مظلوم قوموں تک محدود

رهتا تها - یه شایسته اور غیر شایسته اور کالے اور گورے کي تفریق مد نظر رکھتے تھے - ان کی رائے میں یورپ کی شایسته اور گورے رنگ کی وہ قومیں جو اتفاق سے کسی دوسری سلطنت کے قبضه و ماتحتی میں هوتیں ان کی همدردی کي مستحق تهیں اُس پر بهی ان کي همدردي زبانی داخله سے زیادہ تجاوز نه کرتی اور ایشیا کی غیر شایسته اور کالے رنگ کی قومیں تو ان کے خیال میں گویا پیدا هی اس لئے کی گئیں تهیں که وہ یورپ کی شایسته اور گورے چمڑے والے قوموں کے زیر نگراني اور زیرمشق رکھی جائیں تاکه اُن پر شایستگي کا رنگ چڑہ جائے - بولشوک پارٹی کا نقطۂ نظر اس مسله پر بالکل مختلف هے وہ شایسته و غیر شایسته یا کالے اور گورے کي تفریق روا نہیں رکھتی درحقیقت وہ اس مسله پر محض قومیت کے خیال سے یا اس اصول کو مد نظر رکھ کر که آزادي هر قوم کا پیدائشي حق هے نگاہ نہیں ڈالتی بلکه اُس کا عقیدہ تو یه هے کے دنیا کے تمام سرمایه دار اور شرفا جو گو تعداد میں کم هیں لیکن اپنے اقتدار و اختیار کے لحاظ سے زبردست هیں تمام دنیا کے جمہور عام پر جو گو تعداد کے لحاظ سے بکثرت هیں لیکن زیردست هیں ظلم ڈهاتے اور اُن کو اپنا غلام بنائے هوئے هیں لہذا بلا تفریق قوم اور رنگ کے تمام دنیا کے زیردست عوام‌الناس کو ایک دوسرے سے همدردی اور ایک دوسرے کی مدد کرنی چاهئے اور تمام دنیا کے سرمایه داروں کے خلاف علم بغاوت اُٹھانا چاهئے - اس لئے روس کي بولشوک پارٹی هر مطیع و مظلوم قوم کی کمک پر آمادہ و مستعد رهتي هے وہ اپنی همدردی محض زبانی داخله تک محدود نہیں رکھتی بلکه هنگامه انقلاب برپا کرنے کی هر سازش میں شریک هونے کو تیار رهتي هے - اسکی همدردی و مدد محض اُن قوموں کے ساتھ هی محدود نہیں رهتی جو بولشوک کے عقیدے پر ایمان لے آئی هیں یا ایمان لانے کو تیار هیں بلکه وہ اُن مظلوم قوموں کی مدد بهی کرنے کو تیار رهتی هے جو سوشلزم یا بولشوزم کے عقائد سے کوئی واسطه نہیں رکھتیں اس کی وجه یه هے که وہ یقین کرتی هے که هر مظلوم قوم کو جو کسی بهی سرمایه دار حکومت کے چنگل میں پهنسی هے آزاد کرانا دنیا کی سرمایه دار حکومتوں کی قوت و اقتدار کو زک پہونچانا اور سوشلسٹ دور کے سکه بیٹھانے کا راسته صاف کرتا هے - اسي پولیسي کو مد نظر رکھتے هوئے بولشوک حکومت نے اُن تمام غیر روسی قوموں کو جو زار روس

کے قبضہ و اختیار میں مدت مدید تک ظلم برداشت کیا کیوں آزاد کرکے خود مختار بنا دیا اور چوں کہ ان خود مختار قوموں نے بھی سوشلسٹ عقیدہ قبول کرلیا ہے یہ آزاد و ذی اختیار جمہوری حکومتیں اس وقت روس کی بولشوک حکومت کی دست و بازو ہیں اور اسکے ساتھ رشتۂ اتحاد میں وابستہ ہیں بولشوک پارٹی کی یہ پولیسی کہ جہاں بھی ممکن ہو سرمایۂ دار حکومتوں کے خلاف ان کے مقبوضات میں ہنگامہ انقلاب برپا کیا جائے خواہ وہ مقبوضات سوشلسٹ عقیدے سے کوئی واسطہ نہ رکھتے ہوں دول یورپ کے لئے بڑی خطرناک ثابت ہو رہی ہے اور وہ جو کچھ روس میں ہوا اُس سے اس قدر پریشان نہیں ہیں جس قدر کہ بولشوک کی اُس پولیسی سے جو ان کے قوت و اقتدار کو اس طرح زک پہونچانا چاہتی ہے - یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دنیا پر سوشلزم کا سکہ بیٹھانے اور ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرنے کا در اصل اس سے بہتر اور کوئی طریقہ ہو بھی نہیں سکتا - بولشوک پارٹی اور لینن نے اپنے عقیدے کے مطابق در اصل یہ بڑی دور اندیشی کی پولیسی اختیار کی ہے اور اس نے بجا طور سے دول یورپ کو بے حد پریشان کر رکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ بولشوک پارٹی اور روس کی بولشوک حکومت کے جانی دشمن ہیں ۔

سوشلزم کے فلسفہ یا بولشوزم کے اصولوں اور عقیدوں ' اس کی پولیسی اور نظام اور بساط سیاست پر اُس کی شاطرانہ چالوں کی تصریح اور تشریح کے لئے تو ایک ضخیم صحیح کتاب بھی اگر لکھی جائے تو مشکل سے کافی ہوگی یہاں تو چند صفحوں میں اس کا مختصر سا ایک خاکہ اس لئے کھینچ دیا گیا ہے کہ ناظرین کو اُس انقلاب عظیم اور کایا پلٹ کے سمجھنے میں جو بولشوک دورمیں روس میں واقع ہوئی ہے مدد مل جائے اور بس -

(۳)-هنگامۂ انقلاب سنہ ۱۹۱۷

هنگامۂ انقلاب کے دس بارہ برس بعد جب کہ تمام واقعات و حالات کا انکشاف بخوبی ہوچکا ہے اس کے متعلق صحیح رائے قائم کرنا نسبتاً آسان ہوگیا ہے - پہلی بات جو پایۂ ثبوت تک پہونچتی ہے یہ ہے کہ ہنگامۂ انقلاب بالکل دفعتاً برپا ہوگیا - جو لوگ انقلاب برپا کرنے کے موافق تھے اور جن کی رائے میں روس کی ترقی و بہبودی کا بجز انقلاب کے اور کوئی دوسرا راستہ نہ تھا وہ بھی ہنگامۂ انقلاب برپا کرنے کے لئے اس وقت تیار نہ تھے جس وقت یہ طوفان اُٹھا - یہ صحیح ہے کہ بیچینی اور شورش عرصہ سے پھیلی ہوئی تھی - تمام وہ سامان جو انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں موجود تھے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ انقلاب نتیجہ تھا انتہا پسند طبقہ کی کوششوں اور سازشوں کا جس کے لئے انھوں نے خاص زمانہ یا تاریخ مقرر کر رکھی تھی اصلیت یہ ہے کہ وہ اس ہنگامہ کے لئے جس وقت کہ یہ برپا ہوا خود تیار نہ تھے - واقعات سے اس کی شہادت ملتی ہے - خونریز انقلاب برپا کرنے والے طبقے کی جانب سے زار روس کو یہ پیغام بھیجا گیا تھا کہ اگر وہ راستی و دور اندیشی کا رویہ اختیار کرکے روس میں آئنی جمہوری حکومت قائم کرنے پر آمادہ ہوجائے تو تمام انقلاب انگیز و خونریز تحریکیں و سازشیں مٹائی جاسکتی ہیں - ان سازشوں اور تحریکوں کی غرض محض ملک کی بہبودی و ترقی ہے - زار روس سے کوئی خاص خصومت نہیں - مقدر کچھ اور تھا زار نے اس پیغام کو اس کان سنا اور اُس کان نکال دیا اس سے ظاہر ہے کہ آشتی و صلح کی راہیں مسدود نہ تھیں ماسوا زمانۂ جنگ کے شروع ایام میں تمام سیاسی جماعتیں اس طریق کار پر متفق الرائے تھیں کہ پہلا فرض یہ ہے کہ ملک کو غنیم کے حملوں اور دستبرد سے جس طرح بھی ممکن ہو بچایا جائے اور زار روس سے مظالم کا اور انتقام لینے یا سیاسی حقوق اور آزادی کی جد و جہد جاری رکھنے کا سوال آئندہ کے لئے ملتوی کردیا جائے - ان خیالات و جذبات کے علاوہ مختلف سیاسی جماعتوں کی حالت اور ان کا نظام ایسی ابتری کی صورت میں تھا کہ اگر وہ ہنگامۂ انقلاب برپا کرنا چاہتے بھی تو ممکن نہ ہوتا - در اصل انقلاب روس ملک کے جمہور کی بیزاری اور

پرگشتگی کا لازمی نتیجہ تھا - جو سامان اور صورتیں روس میں نسلاً بعد نسلاً
زار روس کی بے عنوانیوں اور زبردستیوں سے جمع اور پیدا ہورہی تھیں '
روس کی سیاسی تاریخ نے جو راستہ اختیار کیا تھا اُس کا لازمی نتیجہ یہ
ہونا تھا کہ ایک نہ ایک دن تخت و تاج دونوں تاراج ہو جائیں اور طوفان
انقلاب برپا ہوکر نہ صرف حکومت بلکہ معاشرت اور تمدن کی بھی کایا پلٹ
کردے - گوچ کو [۱] نامے ڈیوما کے ایک ممبر نے جو قدامت پسند گروہ کا لیڈر
تھا ہنگامۂ انقلاب کے شروع ہوتے ہی ایک تقریر میں کہا تھا - "یہ طوفان
اُن باغیوں کا برپا کیا ہوا نہیں ہے کہ جو خفیہ سازشیں کیا کرتے ہیں
پولیس اُن کی تلاش عبث کر رہی ہے - یہ تو اُس پکے ہوئے پھل کی مانند
ہے جو بھاری ہوجانے کی وجہ سے خود بخود درخت سے گر پڑتا ہے - یہ تو ایک
تاریخی ظاہرہ ہے جس کی سرگزشت حکومت روس کی تاریخ کے صفحوں
میں لکھی ملیگی - اور یہی وجہ ہے کہ یہ انقلاب نہایت دیرپا ثابت ہوگا" -
طوفان انقلاب تو برپا ہونا ہی تھا زار روس کی ہٹ دھرمی ' اور زمانۂ جنگ
کے مصائب و مکروہات نے اس کو ناگزیر کر دیا - لکھوکھا کسانوں کا مجبوراً اپنی
کھیتی باڑی چھوڑ کر فوج اور کارخانوں میں داخل ہونا جہاں وہ شہروں کے
مزدور پیشہ جماعت سے میل جول کرکے بےچینی اور بدامنی کے خیالات سے
متاثر ہوئے اس بات کو لازم کرتا تھا کہ اگر کہیں بغاوت شروع ہو جائے تو وہ
محشر انقلاب کی صورت اختیار کرے - زار روس کی مطلق العنانی اور زبردستی
سے بیقراری اور حکومت میں تبدیلی کی خواہش بہت بڑی وجہ تھی
اس انقلاب کے برپا ہونے کی لیکن اور بھی اسباب تھے جنھوں نے جمہور کو اس
پر آمادہ کیا - کسان کروڑں کی تعداد میں اپنے افلاس اور زمین کے میسر نہ آنے سے
تنگ تھے اُن کی شرکت کی بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ انقلاب کے ذریعہ سے ان
کو اُمید تھی کہ جاگیر داروں اور زمینداروں کو بیدخل کر کے یہ زمین حسب
ضرورت حاصل کر سکینگے - لکھو کھا سپاہیوں کی تعداد جنگ اور انتظام جنگ
کی پریشان حالی سے بیزار ہوگئی تھی اور عاجز آگئی تھی - ہر شخص امن
و صلح کا جویاں تھا ان کو بھی ہنگامۂ انقلاب میں ہی مفر نظر آتی تھی -
پھر وہ لوگ بھی تھے جنکا عقیدہ اور ایمان تھا کہ روس کی نجات کا اور کوئی
طریقہ نہیں بجز اس کے کہ خونریز انقلاب برپا کر کے حکومت اور سوسائٹی

Gochko—[۱]

دونوں کی کایا پلٹ کر دی جائے - ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی تھی جنکی کوئی خاص غرض یا مقصد نہ تھا لیکن جو ہنگامۂ انقلاب کی طغیانی میں بہنا پسند کرتے تھے اور تبدیلی کے محض تبدیلی کی غرض سے خواہاں تھے -

سیاسی جماعتوں اور گروہوں کی کیفیت بھی اس وقت عجیب سراسیمگی کی تھی - اعتدال پسند جماعت میں کیڈٹ [۱] پارٹی بارسوخ تھی - تعلیم یافتہ جماعت اور متوسط درجہ کے شرفا اس کے پشت پناہ تھے - پچھلے دس سال میں اسنے سیاسی معاملات کا عملی تجربہ حاصل کر لیا تھا - ڈیوما میں بہ حیثیت پارٹی کے اس کا کافی اقتدار تھا - حکومت کی نکتہ چینی اور با موقع مخالفت سے اس نے لوگوں کی نگاہ میں کچھ وقعت بھی حاصل کرلی تھی لیکن زار کی حکومت کی پولیسی پر اس کا کوئی اثر نہ تھا - نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے - جب انقلاب نے حکومت کو تہ و بالا کیا تو حکومت کی باگیں اس پارٹی کے ہاتھوں میں آئیں - اگر سنہ ۱۹۱۷ع کی شورش محض معمولی بغاوت ہوتی جو محض تبدیل حکومت چاہتی تو کیڈٹ پارٹی اپنی قابلیت اور تجربہ کے بوتے پر صورت حال کو نباہ لیتی اور حکومت کے کاروبار کو سمبھال لیتی مگر اس کو ہنگامۂ انقلاب اور عالم گیر طوفان کا سامنا تھا اور لطف یہ کہ اس کو اس کا اندازہ بھی نہ تھا کہ یہ طوفان کیسا قیامت خیز ہے اور کس مدت تک برپا رہیگا - اس کا قیاس یہ تھا کہ یہ بغاوت تبدیلئی حکومت کی غرض سے کی گئی ہے آئینی و دستوری حکومت قائم ہو جانے پر امن امان کی صورت پیدا ہو جائیگی - پہلی خامی اس پارٹی کی یہ تھی کہ یہ صورت حال کا صحیح اندازہ نہ کر سکی دوسری مصیبت یہ پیش تھی کہ عوام پر نہ اس کا کوئی اثر تھا نہ ان میں اس کے کوئی پیروکار - یہ ان کی ذہنیت سے بالکل بیگانہ تھی اور انقلاب برپا کیا ہوا جمہور ہی کا تھا - پھر بھی اگر یہ ڈیمسٹوز کے نظام کو بر وقت تازہ کر کے ان کے ذریعہ اور اعانت سے حکومت کا کام چلاتی تو کچھ شیرازہ بندہ جاتا لیکن اس نے اس میں غفلت کی - شروع شروع میں کچھ دن تک تو کیڈٹ پارٹی حقوق جمہور کی دعویدار رہی اور اس کی آزادانہ پولیسی قائم رہی لیکن جب سوشلسٹ جماعتوں کا رسوخ و اقتدار بڑھنے لگا تو اس نے اپنی امداد کے لئے قدامت پسند گروہ کے لوگوں سے اور اُن لوگوں سے جو زار روس کے ہوا خواہ اور حامی تھے رشتۂ

Cadet Party —[1]

اتحاد توڑا - اس کی پولیسی بدلنے لگی اور اس کی رہی سہی آبرو و وقعت جو کچھ لوگوں کے نگاہ میں تھی وہ بھی خاک میں مل گئی -

انقلاب پسند سوشلسٹ پارٹیوں کا حال بھی زیادہ اچھا نہ تھا - ان کے عقائد و خیالات سے جمہور کو ہمدردی تھی - وہ ان کی جرات وایثار کے قدردان تھے ان کے طریق کار اور جمہور کی ذہنیت میں بھی یکگونہ مناسبت تھی مگر مصیبت یہ تھی کہ زار روس کے زمانۂ اقتدار و حکومت میں ان کو علانیہ سیاسی میدان میں کام کرنے کا کوئی موقع نہ ملا تھا - ان پارٹیوں کے لیڈر اپنی مختصر سی اُمت کو ساتھ لئے ہوئے وطن سے دور افتادہ ملکوں میں سر گردان اور پریشان پھرتے تھے - عوام‌الناس کے ساتھ رشتۂ اتحاد قائم کر کے ان کو اپنا نظام ترتیب دینے کی کبھی نوبت ہی نہ آئی تھی لہذا جب طوفان انقلاب برپا ہوا تو ان پارٹیوں میں سے کوئی بھی اس حالت میں نہ تھی کہ اپنے بل بوتے کے زور سے حکومت پر قبضہ کرتی اور حکومت کے کارخانہ کو اپنے نظام عمل کے ذریعہ سے چلا سکتی - ماسوا ان سوشلسٹ پارٹیوں میں پولیسی کے متعلق گہرے اختلافات تھے ' جنگ کا فوراً خاتمہ کر کے جس طرح بھی ممکن ہو صلح کر لی جائے یا فتح نصیب ہونے تک جنگ جاری رکھی جائے حکومت کا دستور ' آئین کس وضع کا ہو - کسانوں کے مسئلۂ ارآضی کے نسبت کیا طریق کار ہونا چاہئے ان مسائل اور ایسے ہی دوسرے مسائل کے متعلق ان سوشلسٹ پارٹیوں میں اختلافات تھے اور جب ان پارٹیوں کے لیڈر طوفان انقلاب برپا ہونے ہی باہر کے ملکوں سے روس واپس آئے اور انہوں نے اس کی علانیہ کوشش شروع کی کہ اپنی اُمت کو بڑھائیں اور جمہور کی جمعیت کو اپنی پارٹی میں شریک کریں تو یہ اختلافات اور بڑھتے ہی گئے - اس کے علاوہ ان جماعتوں کا تجربہ خفیہ سازشوں اور پوشیدہ طور سے اپنے عقائد و خیالات کی اشاعت تک محدود تھا اِنکو عملی سیاسیات اور آئنی حکومت جمہور کا کسی قسم کا کوئی تجربہ نہ تھا اس لئے یہ حکومت کی باگیں فوراً اپنے ہاتھوں میں لینے سے جھجکتے تھے -

روس کے سے ملک میں جہاں دیہاتی آبادی کا عنصر غالب ہے چاہئے تھا کہ طوفان انقلاب کی تحریک کے پشت پناہ اور اس میں پیشقدمی کرنے والے کسان ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا - انقلاب کا ہنگامہ شہروں میں برپا ہوا اور ہنگامہ برپا کرنے والوں کی جمعیت میں کثرت مزدوروں اور سپاہیوں کی تھی - مزدور پیشہ جماعت تو پہلے ہی سے بیچین اور شورش پسند تھی جنگ کی بدعتوں

نے فوج کے سپاہیوں کو بھی بیزار کر دیا تھا - یہ لکھوکھا کی تعداد میں مختلف شہروں میں کاہلی اور بیکاری کے ایام اس انتظار میں کاٹ رہے تھے کہ کب محاذ جنگ پر جاکر شہید ہوں- بالخصوص سینٹ پیٹرز برگ میں ان کی کثیر تعداد اکٹھا تھی اور مزدور پیشہ جماعت سے انکا میل جول برابر بڑھتا جاتا تھا - انقلاب برپا ہوتے ہی جب مختلف سوشلسٹ پارٹیوں کے لیڈر روس واپس آئے تو انہوں نے اپنی جمعیتوں کو انہیں مزدوروں اور سپاہیوں کی کثیر تعداد سے بڑھانا شروع کیا اور اُن کو سیاسی شورش کا سبق پڑھا کر خانہ جنگی کی آگ مشتعل کی - ۲۷ فروری سنہ ۱۹۱۷ع کو یعنی زار روس کے تخت سے اتارے جانے سے تین روز پیشتر بعض سوشلسٹ لیڈروں' اخبار نویسوں اور دوسرے سیاسی کام کرنے والوں نے مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی ایک جماعت قائم کی جس کا نام ''سپاہیوں اور مزدوروں کے نمائندوں کی پنچائت'' رکھا گیا - اس کو ہنگامۂ انقلاب کا مرکز اور جان سمجھنا چاہئے - ۹ مارچ سنہ ۱۹۱۷ع تک یعنی ۱۲ دن کے اندر اس کے ممبروں کی تعداد ۲۸۰۰ پہونچ گئی تھی گو شروع شروع میں اس کا نظام مکمل طور سے ترتیب نہیں پایا تھا تاہم اس کا اثر و اقتدار روز افزوں تھا اس کی ابتدا گو سینٹ پیٹرز برگ سے ہوئی لیکن چند ہفتوں ہی میں اسکی شاخوں کا جال تمام ملک کے شہروں میں پھیل گیا - زار روس کی معزولی کے بعد گو حکومت کی باگیں ڈیوما کی عارضی کمیٹی اور کیڈٹ پارٹی کے ہاتھوں میں آئیں لیکن اصل قوت جو اسوقت کام کر رہی تھی اور جس کا سکہ جمہور عام کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے خلاف مرضی ڈیوما کی کمیٹی اور کیڈٹ پارٹی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتی تھی وہ یہی جماعت تھی جس کا نام ''سپاہیوں اور مزدوروں کے نمائندوں کی پنچائت' تھا - شروع کے تین چار روز تواس پنچائت نے اپنا نظام مکمل کرنے اور انقلاب کا پیغام تمام ملک کو پہونچانے میں صرف کئے - ۲ مارچ کو اس نے اس مسئلۂ پر توجہ کی کہ ملک میں کیسا دستور حکومت قائم ہونا چاہئے اور ڈیوما کی عارضی کمیٹی کے جانب جس کے ہاتھوں میں حکومت کی باگیں تھیں اس کا رویہ کیا ہونا چاہئے - غوو و خوض کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ سوشلسٹ پارٹیوں کو معاملات حکومت میں دخل دینا چاہئے - حکومت جمہوری ہو - قلمدان وزارت کیڈٹ پارٹی کے ہاتھوں میں رہے سوشلسٹ پارٹیوں کے نمائندے یا نئی قائم شدہ پنچائت کے نمائندے صرف مخالف فریق کا منصب ادا کریں یعنی حکومت کی نکتہ چینی

کرتے رهیں لیکن حکومت کی پولیسی کی ذمہداری اپنے کندهوں پر نہ لیں - کیڈٹ پارٹی آئنی حکومت کو تو منظور کرتی تهی لیکن تاج و تخت کو بهی قائم رکهنا چاهتی تهی - علاوہ بریں یہ خارجی پولیسی کے معاملہ میں یعنی جنگ جاری رکهنے کی بابت پرانی پولیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاهتی تهی - آخر کار فیصلہ یہ هوا کہ تخت و تاج کا نام و نشان مٹادیا جائے - حکومت قطعی جمہوری هو - قلمدان وزارت کیڈٹ پارٹی کے سپرد رهے - کرنسکی جو سوشلسٹ لیڈر تها وزارت میں شامل هو اور سوئٹ یا پنچائت کے نمائندے فریق مخالف یعنی نکتہ چینوں کا منصب ادا کریں - ۱۴ مارچ کو خارجی پولیسی کا مسلہ زیربحث آیا - اور سینٹ پیٹرز برگ کی سوئٹ نے جنگ کے متعلق تمام دنیا کے جمہور کے نام ایک اعلان شائع کیا جس میں اس بات کی اپیل کی گئی تهی کہ بلا لحاظ اس کے کہ مختلف ملکوں کی حکومتیں جنگ کے متعلق کیا پولیسی اختیار کرتی هیں تمام ملکوں کے جمہور کو چاهئے کہ وہ آپس میں برادرانہ تعلقات قائم کر کے اس مہیب جنگ کا ایک دم خاتمہ کردیں - اسی کے ساتهہ یہ بهی کہا گیا تها کہ انقلاب پسند روس اپنی آزادی کا هر امکان سے تحفظ کریگا - شروع میں تو باهمی اختلاف راے مٹانے کے لئے یہ بہترین سمجهوتہ مانا گیا لیکن آگے چل کر سوئٹ کی یہی پولیسی قرار دی گئی - اس کے معنی مختلف فرقوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مختلف لگائے - فوج پر اس کا اثر یہ پڑا کہ محاذ جنگ سے هٹنا تو نہیں چاهئے لیکن آگے بهی قدم نہ بڑهانا چاهئے - فوج کا جوش تو پہلے سے هی ٹهنڈا هو رها تها اور اس کی همتیں ٹوٹ رهی تهیں - اونگهتے کو ٹهیلتے کا بہانہ ' اس اعلان نے فوج کے نظام میں بهی ابتری ڈالدی اور افسروں کا رعب سپاهیوں کے دلوں سے اٹهنے لگا - طوفان انقلاب کے زمانہ میں صورت حال جلد جلد بدلتی رهی اور ملک نے ایک اور پولٹکل کروٹ لی - سینٹ پیٹرز برگ کی سوئٹ کا اثر و اقتدار پوری طور سے جمنے لگا - ملک بهر میں لوکل سوئٹ کا جال پهیل گیا - ۲۸ مارچ کو ملک بهر کی سوئٹ کا عام اجلاس پیٹرز برگ میں منعقد هوا - اس میں ۱۳۸ سوئٹ کے نمائندے موجود تهے - کل ڈلیگیٹوں کی تعداد ۴۹۷ تهی ان میں سے فوج کے تقریباً ۳۹ دستوں کے نمائندے بهی تهے - پیٹرز برگ کی سوئٹ سب پر حاوی تهی - جو تجویز یہ چاهتی منظور هو جاتی - جنگ کے متعلق تجویز حوصلہ افزا تهی - کم از کم یہ معلوم هوتا تها کہ جمہور روس اس اهم مسئلہ پر کوئی مستقل پولیسی

قرار دینے کے لئے تیار ہیں - اعلان کے الفاظ یہ تھے کہ " جمہور روس جب تک کہ جنگ کا خاتمہ نہیں ہوتا اُس وقت تک انقلاب کا تحفظ اپنا فرض منصبی سمجھیں گے اور غنیموں کی فوجوں کو کسی طرح سے اسباب کا موقع نہ دیں گے کہ وہ جمہور روس کی ہمتوں اور ارمانوں کو پست کر سکیں - وہ باہر کے قدیموں کا بھی اُسی مستعدی سے مقابلہ کریں گے کہ جس طرح سے اُنھوں نے گھر کے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے " اس اعلان اور تجویز کے الفاظ تو نہایت پر زور اور صاف تھے جن سے اسباب کی اُمید بندھتی تھی کہ فوج کی ترتیب اور قوت قائم رکھنے کی کوشش کی جائیگی لیکن عملی طور سے کوئی کوشش ان کے پورا کرنے کی نہیں کی گئی - سوئت اسمبلی نے جو و طیرہ عارضی حکومت کی جانب اختیار کیا وہ بہت ہی عجیب و غریب تھا - ایک ایسی تجویز منظور کی گئی کہ جس کے معنی سمجھنے ہی مشکل تھے اور جس کو اجتماع ضدین کہا جاسکتا تھا - سوئت کی تجویز کے الفاظ یہ تھے - " اسمبلی اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ انقلاب پسند جمہور کی جانب سے عارضی حکومت کی پولیسی اور اُس کے طریق عمل پر پوری پوری نگہداشت رکھی جائے تاکہ عارضی حکومت کا اختیار جمہور کے قابو کے باہر نہ ہونے پائے - عارضی حکومت کے ہر قول و فعل کی ذمہ داری جمہور اپنے کندھوں پر لینے کے لئے تیار نہیں ہیں - اسمبلی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ ہر گھڑی اس کے لئے تیار رہیں کہ اگر عارضی حکومت ان کے منشاء کے خلاف طرز عمل اختیار کرے یا جن ذمہ داریوں کے پورا کرنے کا بیڑا اُس نے اُٹھایا ہے ان سے پہلوتہی کرے تو وہ اُس کی شدت سے مخالفت کر سکیں - " ان شرائط کے ساتھ جمہور عام نے عارضی حکومت کی امداد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا - جس کا اثر یہ ہوا کہ جمہور عام کی نگاہ میں حکومت کی جانب سے شک و شبہ قائم رہا - وہ سوئت پر تو دل و جان فدا کرنے کے لئے تیار تھے لیکن حکومت کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے - بجائے اس کے کہ وہ حکومت کے پشت پناہ بنتے اُس کے رقیب ہو گئے - سوئت کی اسمبلی کے فیصلے مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے بارے میں بھی کم عجیب و غریب نہ تھے جہاں تک کہ مزدور پیشہ جماعت کا تعلق تھا اسمبلی نے اُس کے تمام وہ مطالبات جن کے بارے میں یہ برابر شورش مچاتی رہی تھی قبول کر کے ان پر مہر منظوری ثبت کردی لیکن کسانوں کو زمین دلانے کے

مسئلہ پر جو روس کے اہم مسائل میں سب پر فوقیت رکھتا تھا اُس نے کوئی فوری قطعی فیصلہ صادر کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو آئندہ کے لئے ٹال دیا - ظاہر ہے کہ اس کا اثر کسانوں پر اچھا نہیں پڑا لیکن انقلاب کے حامیوں اور شورش برپا کرنے والوں کے گروہ میں کثیر تعداد کسانوں کی تو تھی نہیں جو ان کی فکر ہوتی - ان کے پیروکار تو زیادہ تر مزدور پیشہ لوگ اور فوج کے سپاہی تھے - لہذا اسمبلی نے ان کی دلجوئی اور ہمت افزائی کو مقدم رکھا - سوئٹ کے اسی مجمع اور اسمبلی میں پہلے پہل بولشوک فریق کی آواز زور شور سے سنائی دی - انہوں نے جنگ کو فوراً ختم کرنے اور تمام دنیا میں ہنگامہ انقلاب برپا کرنے کے دعوے پیش کئے - خانہ جنگی چھیڑنے اور حکومت کے ساتھ ہی ساتھ معاشرت اور تمدن کی کایا پلٹ کرنے کے ارادے بھی ظاہر کئے لیکن اس وقت تک سوئٹ کی اسمبلی میں کثرت ان لوگوں کی تھی جو اعتدال پسند سوشلسٹ کہلاتے تھے - بولشوک پارٹی کا رنگ فوراً نہ جم سکا - سوئٹ پر اثر و اقتدار منشوک پارٹی کا قائم رہا - اپریل کے آخر میں منشوک پارٹی کے لیڈروں نے جن کا اثر و اقتدار اس وقت تک سوئٹ پرتھا یہ فیصلہ کیا کہ حکومت کے ساتھ اُن کا برتاو محض رقابت کا نہیں بلکہ رفاقت کا ہونا چاہئے اور اس عارضی حکومت میں ان کو بھی شرکت کرنی چاہئے - چنانچہ اس سوشلسٹ پارٹی کے پانچ چھہ لیڈر عارضی حکومت کی وزارت میں داخل ہوئے اور ان کی شرکت سے حکومت کو تقویت حاصل ہوئی - مگر یہ کیفیت بہت تھوڑے دن قائم رہی انقلاب کے طوفان نے جمہور کو اندھا کر رکھا تھا - مزدور پیشہ جماعت اور سپاہیوں کے گروہ میں انتہا پسندی کے جذبات موجزن تھے - اُن کو اپنی سوئٹ پر تو اعتبار تھا لیکن حکومت کی جانب سے للہی بغض - کسانوں نے بھی اپنی سوئٹ کی اسمبلی قائم کی اور اُس کا اجلاس مئی میں ہوا لیکن انقلاب کے دور اور روش پر یہ اسمبلی اپنا اثر نہ قائم کرسکی تاہم عارضی حکومت منشوک پارٹی کے اثر و اقتدار سے تین ماہ تک معاملات کو سنبھالے رہی - فوج میں ابتری نہ بڑھنے پائی - ملک کی اقتصادی صورت میں بھی کچھ ترتیب و انتظام نظر آنے لگا - معلوم ہوتا تھا کہ حکومت کا شیرازہ بندہ رہا ہے اور ملک میں امن و امان قائم ہو جائے گا - لیکن جولائی کے مہینہ میں بولشوک پارٹی نے سوئٹ کو اپنا ہم عقیدہ و ہم خیال بناکر پیٹرز برگ میں نیا ہنگامہ برپا کیا جس کو گو

حکومت نے رفع دفع کر دیا اور عارضی طور سے بولشوک پارٹی کو شکست بھی ہوگئی لیکن اس ہنگامہ نے حکومت کی بنیادیں ہلا دیں - اُدھر اگست کے مہینہ میں استبدادیت کے دعویداروں اور زار روس کے ہوا خواہوں نے شورش پیدا کی اور جنرل کورنیلو نے فوج کے ایک حصہ کو عارضی حکومت کے خلاف برگشتہ کرکے غدر پر آمادہ کیا - یہ صورت بھی رفع دفع ہوگئی لیکن اس نے جمہور روس کی آنکھیں کھولکر اُنہیں چوکنا کر دیا - ان کو یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ مبادا زار روس کے حامی و مدد گار اپنا اختیار و اقتدار جمانے کی پھر کوشش کریں - طوفان انقلاب کے دعویداروں اور استبدادیت کے حامیوں کے درمیان عارضی حکومت کے اعتدال پسندوں کا ناطقہ بند تھا - جنرل کارنیلو کی شورش نے جمہور عام کو بولشوک پارٹی کی جانب مائل ہونے پر آمادہ کیا اور عارضی حکومت اور منشوک پارٹی کا اختیار و اقتدار متزلزل ہوتا نظر آیا - آخر کار نومبر کے مہینہ میں تازہ شورش اور ہنگامہ کے بعد بولشوک پارٹی کو حکومت کا اختیار و اقتدار اپنے ہاتھوں میں لینے میں کامیابی ہوئی اور روس کے مقدر کا فیصلہ بولشوک پارٹی کے قلم سے لکھا جانے لگا -

(۴) مارچ سے اکتوبر تک کی سرگذشت

قلمدان وزارت کیڈٹ پارٹی کے هاتهوں میں

رعیت میں بے چینی اور بدامنی کے آثار تو پہلے سے هی موجود تهے که دفعتاً ۸ مارچ کی صبح کو پیٹرز برگ یا پیٹرو گریڈ کے شہر میں اناج کے قحط پڑنے سے روٹیوں کی پکار مچنے لگی- سڑکوں اور گلیوں میں لوگوں کا انبوہ کثیر جمع هوکر روٹیوں کی پکار مچانے لگا - تقریباً پچاس کارخانوں اور فیکٹریوں کے مزدور جو هرتال کرکے آئے تهے ان میں شامل تهے - اس شورش میں چند نان‌بائیوں کی دوکانیں لٹ گئیں - پولیس نے روک تهام کی اور فوج بهی ضرورتاً تیار رکهی گئی - روٹیوں کی پکار کے ساتهه هی ساتهه انقلاب زنده باد کے نعرے بهی لگنے لگے - اور سرخ جهنڈے اور اشتہار بهی نمودار هونے لگے - یعنی انقلاب پسند گروہ نے لوگوں کی بیچینی اور بدحواسی کو غنیمت جان کر بغاوت کا جهنڈا بهی اُٹها دیا - دو روز تک تو معمولی شورش رهی لیکن ۱۰ مارچ کو صورت تشویش ناک نظر آئی - کارخانوں میں هرتالوں کی وبا پهیل گئی اور جمہور عام شورش پر تلے معلوم هوئے - پولیس نے گولی چلانی شروع کی جس کا نتیجه یه هوا که شہر میں تقریباً دو سو جانیں ضائع هوئیں اس نے فساد کے شعلوں کو بهڑکا کر اور آگ لگادی - فوج میں غدر مچ گیا - فوج اپنے بهائی بندوں پر گولیاں چلانے کے لئے آماده نه تهی - ۱۱ مارچ کو جب فوج کو گولی چلانے کا حکم دیا گیا تو اُس نے بجائے جمہور عام پر گولی چلانے کے اپنے افسروں کو قتل کرنا شروع کیا - فوج کی کئی رجمنٹیں بگڑ گئیں اور ان میں غدر مچ گیا- اس تشویش‌ناک صورت کو دیکهکر ڈیوما کے پریسیڈنٹ اور بعض ممبرون نے گرانڈ ڈیوک مائکل الیکزینڈرووچ [۱] زار روس کے بهائی سے درخواست کی که زار روس کے محاذ جنگ پر هونے کی وجه سے وہ زار کا قایمقام هو جائے - موجوده وزارت کو برخاست کرکے ایسی وزارت قائم کرے جو بجائے زار کے ڈیوما کے روبرو ذمه دار هو - گرانڈ ڈیوک مائکل نے زار سے اجازت مانگی - زار نے اس تجویز کو نا منظور کرکے رد کردیا اس پر طره

Grand Duke mukial Alexendro-vich—[1]

یہ کہ ڈیوما کے اجلاس کو بھی معطل و برخاست کردیا - اس نے رہی سہی اُمیدوں پر بھی پانی پھیر دیا - ۱۴ مارچ کی صبح تک اس معمولی بلوے نے سنگین غدر اور بغاوت کی شکل اختیار کرلی - فوج کے باغیوں نے افسروں اور حاکموں کو قتل اور گرفتار کر کے اسلحہ خانہ لوٹ لیا - توپ خانہ کو تباہ و برباد کردیا - ہتھیار اُن سپاہیوں میں تقسیم کردئے جو رعیت کے سینہ سپر ہوئے اس نئی فوج کا نام 'سرخ گارڈ' رکھا گیا - سڑکوں اور گلیوں میں ہر طرف ہتھیار بند باغی نظر آنے لگے - وزرا محل میں جمع ہوئے لیکن بے بسی کے عالم میں اُن سے کچھ بنائے نہ بنی - پہلے تامل کیا گیا لیکن آخر کار حکومت کی ذمہ داریوں سے مستعفی ہوگئے - اس نازک وقت میں ملک میں کوئی حکومت ہی باقی نہیں رہی - ڈیوما کے ممبروں نے یکجا ہو کر زار کی معزولی کا اعلان شائع کیا اور گرانڈ ڈیوک مائکل سے درخواست کی کہ وہ زار کی جگہ لے - گرانڈ ڈیوک آدمی دور اندیش تھا اُس نے اس جان جوکھوں میں پڑنے سے انکار کر دیا آخر کار ۱۴ مارچ کو ڈیوما کے ممبروں کی ایک عارضی حکومت قائم ہوئی اور اُس نے حکومت کی باگیں اپنے ہاتھوں میں لینے کا اعلان شائع کیا - وزارت کے مقرر کرنے میں ڈیوما کے ممبروں اور سپاہیوں اور مزدوروں کے نمائندوں کی پنچایت سے مشورہ کر لیا گیا تھا - وزارت میں زیادہ تر وہ لوگ شریک تھے جو کیڈٹ پارٹی کے ممبر تھے - اس کا خیال تھا کہ یہ ڈیوما کے روبرو اپنے طرز عمل کے ذمہ دار ہونگے لیکن انقلاب کے ہنگامہ نے صورت حال کو اس طرح بدلا کہ ڈیوما کا وجود و غیر وجود یکساں ہو گیا - اس کی جگہ سپاہیوں اور مزدوروں کے نمائندوں کی پنچائت یا سوئٹ نے لے لی - سوئٹ ہی اس وقت ایسی ایک جماعت تھی جو جمہور کی اصلی نمائندہ کہی جاسکتی تھی اور جس کا وقار و اقتدار عوام کی نگاہ میں پوری طرح سے جما ہوا تھا - سوئٹ نے قلمدان وزارت تو کیڈٹ پارٹی کے ہاتھوں میں دیدیا تھا لیکن کیڈٹ پارٹی کے وزرا کی نکیل موڑنے کا اختیار اپنے ہاتھوں میں رکھا تھا - قلمدان وزارت اور حکومت کی ذمہ داری تو کیڈٹ پارٹی پر عائد ہوتی تھی لیکن وہ جماعت سوئٹ ہی تھی کہ جس کا سکہ جمہور کے دلوں پر جمع ہوا تھا - کیڈٹ پارٹی کا رسوخ و اقتدار متوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں تک محدود تھا - جمہور پر نہ اس کا کوئی اثر تھا اور نہ ان میں اس کے پیرو کار تھے - اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہنگامۂ انقلاب جمہور عام کا برپا کیا ہوا تھا کیڈٹ پارٹی کی زندگی

شروع سے ہی معرض خطر میں تھی - اُس پر طرہ یہ ہوا کہ کیڈٹ پارٹی نے اس انقلاب عالمگیر کی نوعیت اور غرض کے سمجھنے میں فاش غلطی کی - یہ یہی سمجھتے رہے کہ یہ طوفان صرف اس غرض سے برپا کیا گیا ہے کہ زار روس کی مطلق العنانی کا خاتمہ کیا جائے اور میدان جنگ میں زار روس کی حکومت نے اپنی نا قابلیت سے جو ابتری پھیلائی تھی اسکو دور کر کے جنگ میں فتح و سرخروئی حاصل کی جائے - یہ ان کے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ انقلاب عظیم نہ صرف حکومت کے بدلنے بلکہ معاشرت و تمدن کی تمام پرانی اور بوسیدہ عمارت کے ڈھانے اور اس کی جگہ ایک نئی عمارت کھڑی کرنے کی غرض سے برپا کیا گیا ہے - لیکن اگر ان کے یہ سمجھ میں آ بھی جاتا تو یہ کام ان کے بوتے کا نہیں تھا - معاملات جنگ کی ابتری دور کرکے سرخروئی و فتح حاصل کرنا ہی ان کے لئے مہم عظیم تھی چہ جائے کہ روس میں ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنا - یہ دو خلقی کمزوریاں تھیں کیڈٹ گورنمنٹ کی جو ظاہر کرتی تھیں کہ اس کی زندگی چند دنوں کی مہمان ہے - خارجی پولیسی اور جنگ کے مسلہ پر جو رویہ اس نے اختیار کیا یا جو حماقتیں اس سے سرزد ہوئیں وہ اس کے لئے اور بھی زیادہ مہلک ثابت ہوئیں -

جنگ کے متعلق کثرت رائے ملک میں ان لوگوں کی تھی جو یہ یقین کرتے تھے کہ زار روس کی مطلق العنانی کا خاتمہ کرنے کے بعد انقلاب نے نہ صرف اندرون ملک نیا دور شروع کیا ہے بلکہ بیرونی تعلقات اور خارجی معاملات میں بھی پرانی پولیسی کو بدل کر اب نئی صورت اختیار کی ہے - اس پر تو بالعموم اتفاق رائے تھا کہ ملک کو غنیموں کے حملوں سے بچانا چاہئے اور اس وقت تک جنگ جاری رکھنی چاہئے جب تک کہ ملک پر کسی قسم کی آنچ آنے کا اندیشہ نہ ہو لیکن محض ملک گیری کی ہوس یا دوسری قوموں کی حق تلفی کی غرض سے جنگ جاری رکھنا ایسی زیادتی ہوگی جس کے لئے جمہور ہرگز تیار نہیں ہیں اس کے علاوہ یہ خیال بھی عام تھا کہ گو تحفظ کی ضرورت کے خیال سے جنگ کا خاتمہ فوراً نہیں ہو سکتا لیکن اگر جنگ غیر متعینہ مدت تک جاری رہی تو ملک کی تباہی کا باعث ہوگی - ۱۴ مارچ کے اعلان نے جس کا حوالہ گذشتہ باب میں دیا جا چکا ہے لوگوں کے جوش اور ان کی اُمیدوں کی اور بھی حوصلہ افزائی کی تھی لیکن یہ عجیب بات تھی کہ [۱] میولوکوپر جو کیڈٹ پارٹی کی

Mulokow – [1]

وزارت میں وزیر خارجیہ تھا ان تبدیلیوں اور نئے خیالات کا کوئی اثر نہ تھا - وہ پرانی لکیر کا ہی فقیر چلا جاتا تھا اُس کی پولیسی وہی تھی جو دول اتحاد کی شروع سے چلی آتی تھی - اس نے اخبار میں اپنا ایک بیان شائع کیا جس سے اس کے متعلق جو بدگمانیاں تھیں پایۂ ثبوت کو پہونچ گئیں اور لوگوں میں ناراضی کا اظہار ہوا - اس بیان کے اثر کو زائل کرنے کے لئے وزارت نے کل حکومت کی جانب سے ایک اعلان شائع کیا جس میں حکومت کی پولیسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا تھا - یہ اعلان ۲۷ مارچ کو شائع ہوا - "جمہور روس! - ملک اور قوم کی ملکیت اور حقوق کا تحفظ تو قطعی لازمی اور ضروری ہے اور حکومت دول اتحاد کی شرکت میں اور قوم کی رائے عامہ کے مطابق جنگ کے جاری رکھنے یا خاتمہ کرنے کے سوال کو مناسب طریق سے حل کریگی - لیکن اسی کے ساتھہ حکومت اس امر کا اعلان بھی کر دینا چاہتی ہے کہ آزاد روس کی جمہوری حکومت کی غرض اس جنگ کے جاری رکھنے سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ اور ملکوں اور قوموں کی حق تلفی کرے یا ان پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھائے اور ملک گیری اور زبردستی کا رویہ اختیار کرے - حکومت روس ایسی صلح کی خواہاں ہے جس کی بنیاد Self determenation سلف ڈٹرمینیشن کے اصولوں پر رکھی جائے" اس اعلان سے لوگوں کو تسکین ہوئی اور اسبات کی اُمید بندھی کہ محکمۂ خارجیہ کی پولیسی اب رائے عامہ کے خلاف نہ جائیگی - پریسیڈنٹ ولسن کے پیغام اور اعلان نے اس اُمید کو اور بھی قوی کیا تھا ' روس میں لوگ یہ باتیں کرنے لگے تھے کہ جمہور روس کی پولیسی اور رویہ کی غیرممالک کے جمہور بھی تقلید کرینگے اور جنگ کا خاتمہ خاطر خواہ اور جلد ہو جائیگا - لیکن جب وزارت روس کے اعلان کے بعد بھی وزیر خارجیہ نے اپنا وطیرہ نہ بدلا اور دول اتحاد سے نامہ و پیام میں اُسی پرانی روش کا ثبوت دیا تو ملک میں حکومت کی جانب سے بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں اور جو لوگ پہلے سے ہی کیڈٹ پارٹی کی وزارت کے مخالف تھے اُن کا رسوخ عوام میں بڑھنے لگا - وزارت بھی پریشان ہوئی اور بالاخر میلوکو کو وزارت سے مستعفی ہونا پڑا - اور اپریل کے آخیر میں وزارت از سر نو ترتیب دیگئی -

جس وقت یہ نئی وزارت قائم ہوئی ملک کی عجیب حالت تھی - وزارت کو دونوں جانب سے مخالفت اور خطرے کا مقابلہ تھا ایک طرف تو فوج کے افسر اور روساء کے طبقے کے لوگ جو زار کے ہوا خواہ تھے اور گرانڈ ڈیوک

مائکل کو تخت و تاج کا اصلی وارث سمجھتے تھے اس سازش میں مصروف تھے کہ سوئٹ اور حکومت کا خاتمہ کر کے فوجی حکومت قائم کی جائے - ان لوگوں کو متوسط درجہ کی تعلیم یافتہ جماعت اور کیڈٹ پارٹی کے ممبروں سے بھی در پردہ مدد مل رہی تھی ان کی سازشوں کا خمیازہ جنرل کورنیلو کی بغاوت کی صورت میں بالآخر اگست کے مہینہ میں جاکر نکلا - دوسری جانب سے بولشوک پارٹی نے زور باندھنا شروع کر دیا تھا - جمہور میں اس کارسوخ بڑھتا جاتا تھا اور اس کے پیروان طریقت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جاتا تھا - بولشوک پارٹی کے ممبروں کی تعداد شروع مئی میں تقریباً ۸۰ ہزار کے پہونچ گئی تھی - یہ علانیہ اسبات کا جہاد کر رہے تھے کہ محاذ جنگ پر ہر قوم کے سپاہیوں کو چاہئے کہ بلا افسروں کی پروا کئے ہوئے میل جول کرنا شروع کردیں اور لڑنے سے انکار کر دیں صلح خود بخود ہو جائیگی - مسئلۂ آراضی کے طے کرنے کے لئے یہ کسانوں کو علانیہ اشتعال دلا رہے تھے کہ زمینداروں اور جاگیرداروں کی ملکیت پر زبردستی اور فوراً قبضہ کر کے آراضی کو اپنے کام میں لائیں - موجودہ اور عارضی حکومت کا تہ و بالا کرکے مزدور پیشہ جماعت حکومت پر اپنا اقتدار جمائے - اس غرض کی تکمیل کے لئے انہوں نے سرخ گارد قائم کیا تھا اور لوگوں کو اس میں شریک ہونے کی ترغیب دلاتے تھے - ناج کی کمی اور جنگ کی وجہ سے اور نت نئی دقتوں کا سامنا ہونے سے جمہور تنگ تو تھے ہی یہ ان کو حکومت کی جانب سے بدگمان کرکے اور برافروختہ کرتے تھے قصہ مختصر ملک میں بدامنی اور بڑھنے لگی - حکومت کا رعب صوبجات میں لوگوں کے دل سے اُٹھنے لگا اور انتظام میں خلل پڑنے لگا دور افتادہ غیر روسی قوموں میں بھی جو اب تک سلطنت روس میں شامل تھیں علحدگی کی تحریک شروع ہوگئی دارالسلطنت یعنی پیٹرو گریڈ کی حالت تو خاص طور سے نازک تھی - اس تمام کیفیت کا اندازہ کر کے سوئٹ کی کیثر جمایت نے جو ابھی تک انتہا پسندی کی جانب مائل نہ تھی ہوش سمبھالا اور اپنی ذمہ داری محسوس کی - اس کو اسبات کا حس پیدا ہوا کہ اب محض حکومت کی نکتہ چینی کرنے سے کام نہیں چلیگا اگر ملک اور قوم کی خیر چاہتے ہو تو حکومت کی گاڑی کے پہیئے جو دلدل میں پھنس رہے ہیں ان کو باہر نکالنے کے لئے کندھا لگانا اور سہارا دینا پڑیگا - ان کے سامنے تین صورتیں تھیں - ایک تو یہ کہ حکومت کی پوری ذمہ داری اپنے سر لے لیں یہ تو ان کا نہ کبھی ارادہ تھا نہ ان کے بوتے

کا کام تھا - دوسری صورت یہ تھی کہ کیڈٹ پارٹی کے ہاتھوں میں حکومت بدستور چلی جائے - لیکن ایسی حکومت کا اب ہفتہ دو ہفتہ بھی قائم رہنا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا - تیسری صورت یہ تھی کہ کیڈٹ اور منشوک پارٹی مل کر حکومت کا بوجھ اُٹھائیں - چنانچہ اسی پر عمل ہوا - نئی وزارت میں چھ سوشلسٹ اور نو کیڈٹ شامل ہوئے - سوئٹ پارٹی نے اس نئی مشترکہ حکومت کو قبول اور منظور کیا اور اُس کی پشت پناہ بنی - مگر اس مشترکہ حکومت کو صرف اندرونی مشکلات کا ہی سامنا نہ کرنا تھا - بیرون ملک اور پروس کی ریاستوں میں بھی انتشار کی صورت تھی -

کیڈٹ اور منشوک بر سر اقتدار

مشترکہ حکومت کے اس اعلان کی کہ گویہ دول اتحاد سے علحدہ ہو کر جرمنی سے صلح نہیں کرنا چاہتی تاہم جنگ سے اسکا مقصد ملک گیری نہیں ہے اور صلح سلف ڈیٹرمینیشن [۱] کے اصول پر ہونی چاہئے دول اتحاد کے طرف سے قطعی بے قدری کی گئی - ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی بات پر دھیان نہ دیا بلکہ فرانس اور انگلستان میں یہ خیال کیا گیا کہ اس اعلان میں جرمنی کی شہ ہے دول اتحاد روس کی حالت اور جمہور کی ذہنیت سے بالکل ناواقف تھے - لہذا روس کی حکومت کی طرف سے جب یہ تجویز پیش کی گئی کہ جنگ کے مقاصد کی نظر ثانی اور جنگ کے ختم کرنے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے دول اتحاد کی ایک کانفرنس ہونی چاہئے تو اس پر کوئی توجہ نہ کی گئی - روس کی حکومت نے اس کانفرنس کے منعقد ہونے کے ساتھ اپنی تمام اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں - ان میں اِسے قطعی مایوسی ہوئی - روس کی غیر روسی چھوٹی چھوٹی قوموں کا مسئلہ بھی انتشار پیدا کر رہا تھا - انقلاب کے شروع شروع میں تو یہ اُمید بندھی کہ زار روس کے تخت سے اُتارے جانے کے بعد ان قوموں کا رویہ آزاد اور جمہوری روس کے ساتھ قطعی آشتی اور ہمدردی کا ہوگا لیکن چند ہی ہفتوں کے اندر یہ صورت بدل گئی اُس کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ کیڈٹ پارٹی کی وزارت نے ان کے مطالبات کے طرف توجہ نہ کی اور اس عذر کے ساتھ تمام مسئلہ کو ٹالدیا کہ جب تمام رعایا روس کی نمائندہ مجلس میں جمع ہو کر

---

[۱] Self determination—

روس کے طرز حکومت کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ صادر کرنے کی اس وقت روس کی ملحقہ ریاستوں کے مطالبات کا بھی فیصلہ کیا جائے گا - اس جواب سے ان ملحقہ ریاستوں کا اطمینان نہیں ہوا - اسی عرصہ میں فینلینڈ - اوکرائین وغیرہ میں جرمنی اپنی ریشہ دوانیوں سے ان قوموں کو روس کے خلاف بھڑکا رہی تھی - مشترکہ حکومت نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھ کر فینلینڈ میں پارلیمنٹ قائم کرنے کی اجازت دیدی- پولینڈ کی آزادی کو تسلیم کر لیا - ایسٹونیا - لیتھونیا - اور اوکرائین کو بھی ایک حد تک خودمختار بنا دیا قاف کے صوبہ میں لوکل سلف گورنمنٹ قائم کر دی - مگر با وجود اس سلوک کے ان قوموں کا رویہ نہ بدلا - ان کے مطالبات بڑھتے ہی گئے اور روس سے قطعی علحدہ ہونے کی تحریک زور باندھنے لگی -

خارجی معاملات سے قطع نظر کرکے ملک کی اقتصادی حالت روز بروز تشویش ناک ہوتی جاتی تھی - جو صورت مارچ میں تھی مئی میں اُس سے بدتر حال تھا - ملک میں پیدا وار برابر گھٹ رہی تھی - کارخانے پوری طور سے کام نہیں کرتے تھے - ان کی مشینری خراب ہوگئی تھی ان کے بدلے جانے کی کوئی سبیل نہیں تھی - مزدور اُجرت زیادہ مانگتے اور کام کم وقت کرنا چاہتے تھے - انقلاب نے مزدور پیشہ جماعت کے دماغ اور بھی بگاڑ دئے تھے اب ان کا مطالبہ یہ تھا کہ سرمایۂ داروں کو بَر طرف کرکے تمام کار و بار انہیں کے ہاتھوں میں آنا چاہئے - ریلوے کا انتظام اس قدر خراب ہو رہا تھا کہ کارخانوں کو پیداوار خام کا میسر آنا مشکل ہوگیا تھا - جو کچھ مال کارخانوں میں بنتا تھا وہ سب فوج کی ضروریات کے لئے کام میں آجاتا تھا - ملک کی ضروریات پوری نہیں ہوتی تھیں - اس کا اثر زراعت اوَر کسانوں پر برا پڑتا تھا - شروع شروع میں تو وہ اپنی پیدا وار اور غلہ باسانی گورنمنٹ کو دیدیا کرتے اور شہروں میں بھیج دیا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کو معاوضہ میں کچھ نہیں ملتا اور ان کی ضروریات پوری ہونے میں دقت ہوتی ہے ' اور جب ان کو اس بات کا تجربہ ہوا کہ با وصف انقلاب اور آزادی کے اِن کا مطالبہ اراضی تو نئی حکومت بھی پورا نہیں کرتی بخلاف اس کے شہروں کے جمہور اور مزدور پیشہ جماعت والے اپنے مطالبات پورے کراتے جاتے ہیں تو یہ چوکنا ہوئے - انہوں نے اپنا مال بازاروں میں بیچنا کم کر دیا - اس سے غلہ کی اور کمی ہوگئی - اور حکومت کی دشواریاں اور زیادہ ہوگئیں - ادھر تو فوج کو غلہ کی ضرورت

اُدھر شہروں میں غلہ کی پکار دونوں کی ضرورتوں کا مہیا کرنا غیر ممکن ہو گیا ۔

فوج کی ابتری کا حال ناگفتہ بہ ہوگیا ۔ افسروں کا رعب سپاہیوں پر سے بالکل اُٹھ گیا تھا ۔ فوجی احکام کی پابندی مشکل سے ہوتی تھی ۔ سپاہی لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور فوج چھوڑ کر ہزاروں کی تعداد میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے ۔ نہ صرف سپاہیوں میں بلکہ خود افسروں میں بھی یکجہتی نہ تھی ۔ اکثر ایسے تھے جو انقلاب کے حامی تھے اور یک لخت صلح کرنے کے موئد ۔ عارضی حکومت اور سوئٹ کی جانب سے جو اعلان وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے اُن کا اثر بھی فوج پر یہی پڑا کہ اب جنگ جاری رکھنے کے کوئی معنی نہیں ۔ جس قدر جلد بھی صلح ہو اچھا ہے زار روس کے تخت سے معزول ہونے اور سوئٹ کا سکہ بیٹھنے کا یہ اثر ہوا کہ سپاہیوں نے نالائق اور جابر پرانے افسروں کو نکال باہر کرکے اپنی کمیٹیاں بنائیں جو افسروں کو منتخب کرکے مقرر کرتی تھیں فوج کی ترتیب اور انتظام کے معاملات ان کمیٹیوں میں طے ہوتے تھے ۔ جب یہ ہوا چل گئی اور کوئی چارہ کار نہ رہا تو کمانڈر انچیف نے خود ان کمیٹیوں کے انتظام کو منظور کرلیا اور حکومت نے ان کے جواز کا فتویٰ دے دیا ۔ اس کا ایک نتیجہ اچھا ہوا اور وہ یہ کہ فوج میں جو بھگدڑ مچ گئی تھی وہ رک گئی ۔ فوج میں اس کھل بلی مچنے اور ابتری پھیلنے کے دو وجوہ تھے ۔ اول تو زار روس کے زمانہ میں معاملات جنگ کی بد انتظامی ، فوج پر ہر طرح کی سختیاں اور جنگ کے متواتر جاری رکھنے سے فوج کا تھک جانا ۔ دوسرے انقلاب کے بعد فوج کا اس طوفان سے متاثر ہونا اور یہ رک بھی کیسے سکتا تھا ۔ فوج کا بہت بڑا عنصر کسانوں کا تھا جو اپنی کھیتی چھوڑ کر لڑنے آئے تھے وہ بخوبی واقف تھے کہ مسئلۂ آراضی کے متعلق زار کی حکومت کا رویہ کیا رہا تھا اور انقلاب کے بعد بھی نئی حکومت اس مسئلہ کو کس طرح ٹال رہی تھی دوسرا غالب عنصر فوج میں غیر روسی قوموں کا تھا ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ۵۰ فیصدی سپاہی پولینڈ ۔ فنلینڈ ۔ استھونیا ۔ لتھویا ۔ یوکرائین وغیرہ کے شامل تھے اور ان کی قوموں میں جو شورش مچی ہوئی تھی اس سے یہ بے خبر نہ تھے ۔ ان باتوں نے فوج کو بد دل کر رکھا تھا اور اِس کو یقین ہوگیا تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے سے اُس کا بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ۔ غرضیکہ ملک میں جو آندھی چل رہی تھی اُس نے فوج میں حد درجہ کی ابتری پھیلا رکھی تھی ۔

جب مغربی محاذ پر دول اتحاد کی کمک کے لئے امریکہ سے فوجیں آنے کا انتظام ہونے لگا تو جرمنی کو اپنی تمام طاقت مغربی محاذ پر اکٹھا کرنے کی ضرورت پڑی - مشرقی محاذ پر روسی فوج کی ابتری سے فائدہ اُٹھا کر اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ روسی سپاہیوں سے میل جول شروع کر دے - اس طرح مشرقی محاذ پر جنگ قریب قریب ملتوی ہونے لگی اس سے دول اتحاد پریشان ہوئے اور انہوں نے حکومت روس کو دھمکی دی کہ وہ اب تک جو مالی امداد کرتے رہتے ہیں نہ صرف اُس سے دستکش ہو جائیں گے بلکہ روس میں تجارتی مال کا پہونچنا بھی بند کرا دیں گے - اس نے حکومت روس کو چوکننا کیا اور صیغہ فوج کرنسکی کے سپرد ہوا - کرنسکی نے اپنی مستعدی اور قابلیت سے فوج کی ابتری کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کو ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی - مشترکہ حکومت کے بر سر اقتدار ہونے کے بعد سے نہ صرف فوج میں ہی نظام و ترتیب کی صورت پیدا ہونے لگی تھی بلکہ عام طور سے صوبجات میں حکومت کا رعب بیٹھنے لگا تھا اور مئی سے ستمبر تک ملک میں بالخصوص صوبجات اور دیہات میں امن و امان کی کیفیت نظر آنے لگی تھی - حکومت کی مشینری باقاعدہ کام کرتی تھی اور انتظام عمل کا شیرازہ بندھ گیا تھا - انقلاب کے شروع میں انقلاب انگیز گروہوں نے جہاں موقع پایا وہاں اپنا سکہ بیٹھا لیا تھا لیکن اب حکومت کے مقرر کئے ہوئے حکام نے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی - لوکل سلف گورنمنٹ کی نئی کمیٹیاں جن کو بہ نسبت سابق کے وسیع اختیارات دئے گئے تھے اپنا کام بخوبی انجام دیتی تھیں دیہاتی کمیٹیوں میں کسانوں کو ووٹ اور شرکت کا اختیار مل جانے سے انتظامات میں دخل مل گیا تھا - ان ڈسٹرکٹ اور میونیسپلٹیوں کے انتخابات میں جو ممبر منتخب ہوئے وہ زیادہ تر منشوک اور کیڈٹ پارٹی کے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ملک میں جمہور عام انتہا پسندی کے مائل اور حامی نہیں ہیں - غرض کہ صوبجات میں مئی سے ستمبر تک حالت بہ‌نسبت مارچ اور اپریل کے سنبھلتی ہوئی نظر آتی تھی گو اب بھی خوراک کی رسد اور راستوں کی خرابی کی وجہہ سے دقتیں محسوس ہوتی تھیں تاہم ملک میں بالعموم حالت بہتر تھی لیکن دارالحکومت یعنی پیٹرو گریڈ کا برابر برا حال تھا - یہاں انقلاب کا ہیجان دم لینے کی مہلت نہ دیتا تھا - شورش برابر بڑھتی جاتی تھی - انقلاب پسند گروہوں کی کمیٹیاں اپنی اپنی جمعیت کے بڑھانے

کی غرض سے شورش کے خیالات و جذبات پھیلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتی تھیں مزدور پیشہ جماعت اور فوج کے سپاہیوں کا بیکار فول اس ہنگامہ زائی میں ان کا شریک رہتا تھا - مزدوروں اور سپاہیوں کے دماغ میں یہ دھن سمائی ہوئی تھی کہ تحریک انقلاب کے داعی اور پشت پناہ ہم ہی لوگ ہیں ہماری ضرورت محاذ جنگ پر نہیں بلکہ دارالحکومت میں ہے - اس آب ہوا میں بولشوک پارٹی کا اثر و اقتدار جمنے لگا - اُس کی اُمت دن دونی اور رات چوگنی ہونے لگی - بولشوک پارٹی کی اس سے حوصلہ افزائی ہوئی اور اُس نے حکومت پر اپنا قبضہ بیٹھانے کے منصوبے سوچنے شروع کئے - پیٹرو گریڈ کے گلی کوچوں میں ۲۷ جون کو شورش برپا کی گئی مگر حکومت وقت نے اس کو دبا دیا - ۳ جولائی کو سنگین معرکہ پیش آیا - بولشوک پارٹی نے علم بغاوت اُٹھایا - تین روز تک جمہور اور حکومت میں ہنگامہ ارائی ہوتی رہی بالآخر حکومت نے اس طوفان کو بھی فرو کر دیا - مگر ان ہنگامہ آرائیوں کا اثر حکومت کے حق میں اچھا نہیں ہوا اس کی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں - استبدادیت کے حامیوں اور زار روس کے ہوا خواہوں کی ہمتیں بھی بڑھنے لگیں - جب انہوں نے دیکھا کہ جمہور عام حکومت کے مقابلہ میں پسپا ہوگئے تو ان کو اپنی سازشوں میں کامیابی کی اُمید قوی ہونے لگی - تیاریاں تو پہلے ہی سے ہوچکی تھیں اب انہوں نے یورش کرنے کی ٹھان لی اِدھر ۳ جولائی کے ہنگامہ کے بعد وزارت میں اختلافات کی وجہ سے کیڈٹ پارٹی والے حکومت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کی غرض سے علحدہ ہوگئے ' وزیر اعظم پرنس لواو نے استعفا دیدیا ' کرنسکی وزیرعظم مقرر ہوا اور وزارت کلیتاً منشوک پارٹی کے ہاتھوں میں رہی - مگر اس حکومت کو بھی پیٹرو گریڈ کی مسموم آلود آب و ہوا میں اپنی خیر نظر نہیں آتی تھی - ڈھونڈنے سے بھی کوئی سہارا نہیں ملتا تھا - اگر اس وقت تمام ملک کے نمائندوں کی مجلس یکجا کی جاسکتی تو غالباً فیصلہ منشوک پارٹی کے حق میں ہوتا اور حکومت کو استحکام حاصل ہو جاتا - مگر ایسی مجلس کا یکجا کرنا غیر ممکن ہو رہا تھا - فوج کے سپاہی محاذ جنگ پر تھے - ان کو ووٹ کے حق سے کیسے باز رکھا جاسکتا تھا - بغیر انکے کوئی انتخاب مکمل اور جایز قرار نہ پاتا - حکومت نے مجبور ہوکر میونیسپلٹیوں اور زلمیستوز اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کی ایک اسٹیٹ کونسل طلب کی مگر یہ ملک کی

قائم مقام اور نمائندہ کیسے سمجھی جاسکتی تھی اس سے کام نہیں نکل سکتا تھا - حکومت اسی شش و پنج میں تھی کہ جنرل کورنیلو نے اگست میں حکومت کے خلاف سرکشی کی - فوج کے اکثر بڑے بڑے افسر اور جنرل اسکے ساتھ تھے زار روس کے ہوا خواہ اور استبدادیت کے حامی اس کو اُبھار رہے تھے - اس کی غرض یہ تھی کہ حکومت کا تختہ اُلٹ کر فوجی حکومت قائم کی جائے اور انقلاب انگیز و شورش پسند جمہور کو پامال کرکے استبدادیت کا سکہ پھر ایک مرتبہ روس پر بیٹھایا جائے - مگر اس کی راہ میں دشواری یہ تھی کہ رعیت کا کوئی طبقہ بھی اس کا ساتھ دینے والا نہ تھا - جن لوگوں نے شروع شروع میں اسکو اُبھارا تھا یعنی متوسط درجہ کے شرفا اور کیڈٹ پارٹی کے اراکین وہ لوگ بھی عین وقت پر پیٹھ دکھا گئے - حکومت نے اس وقت تو سرکشی کی روک تھام کرلی مگر بولشوک دور میں جنرل کورنیلو نے پھر حکومت کو تنگ اور زچ کیا - جنرل کورنیلو کی سرکشی کا جمہور عام پر بڑا پائدار اثر ہوا اُنہیں زار روس کا زمانہ یاد آگیا اور یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ اگر تحریک انقلاب میں زرا بھی ضعف آیا تو استبدایت کے حامی پھر اپنا سکہ بیٹھا لینگے - اول تو پہلے ہی سے شورش اور انتہا پسندی کے عناصر زور پکڑ رہے تھے اور بولشوک پارٹی کی اُمت بڑھ رہی تھی - جنرل کارنیلو کی سرکشی نے انقلاب کی تحریک کو اور بھی اُبھار دیا اور کم از کم پیٹرو گریڈ میں بولشوک پارٹی کی کثرت ہوگی اور اس کا سکہ پوری طرح سے جم گیا - گو اس کو پہلی زور ازمائی میں شکست ہوئی تھی لیکن اس کے حوصلے بڑھ گئے اس کو اندازہ ہوگیا کہ دارالحکومت اس کا ساتھ دیگا - جنرل کارنیلو کی سرکشی نے نہ صرف دارالحکومت میں منشوک پارٹی کی ہوا بگاڑ دی بلکہ تمام ملک کو چوکنا کردیا - ملک کی انکھوں کے آگے زار روس کی مطلق العنانی اور زبردستیوں کا نقشہ پھر ایک مرتبہ کھنچ گیا اور پرانے مظالم کی یاد تازہ ہوگئی - جمہور عام ملک میں اس خطرے سے آگاہ ہوکر تحریک انقلاب کے تحفظ کی دھن میں مست ہونے لگے - مختلف اطراف ملک سے انقلاب زندہ باد کی صدائیں بلند ہونے لگیں - جابجا انقلاب کے تحفظ کی کمیٹیاں قائم کی جانے لگیں حکومت کے انتظام میں خلل پڑنے لگا - جس شیرازے کے باندھنے کی منشوک حکومت نے کوشش بلیغ کی تھی وہ تتر بتر ہوتا نظر آیا - بالخصوص فوج پر جنرل کورنیلو کی سرکشی کا بڑا برا اثر ہوا - کتنی ہی رجمنٹیں اپنے عملی افسروں سے بدگمان ہو کر بگڑ کھڑی

ہوئیں ہزاروں سپاہی فوج چھوڑ کر بھاگ گئے بولشوک پارٹی والوں نے ان کی تشفی کرکے اور دلاسا دیکر اپنی اُمت بڑھائی - حکومت وقت نے آخری ایک کوشش یہ کی کہ بددل رجمنٹوں کو محاذ جنگ سے ہٹاکر دوسروں کو ان کی جگہ بھیجا اور دول اتحاد سے درخواست کی کہ کسی نہ کسی طرح جنگ کا خاتمہ کیا جائے - لیکن اس کی شنوائی نہ ہوئی یہاں پانی سر سے اونچا ہوتا گیا بولشوک پارٹی نے علانیہ حکومت کو تہ و بالا کرکے اپنا قبضہ و اختیار جمانے کا ارادہ ظاہر کرنا شروع کر دیا - انہوں نے ببانگ دہل پکارنا شروع کیا کہ ہم حکومت پر اقتدار حاصل کرتے ہی فوراً جنگ کا خاتمہ کر دینگے - اور صلح کرکے امن وامان قائم کرینگے تمام آراضی کسانوں کو دے دی جائیگی - کارخانے مزدوروں کے حوالے کر دئے جائینگے- جن کو آج بسر کرنے کے لئے جھونپڑا بھی نصیب نہیں ہوتا ان کو محلسراؤں میں جگہ دی جائے گی بچوں کو دودھ اور محتاجوں کوروٹی کی کمی نہ رہے گی نہ صرف روس کے غربا کو بلکہ ہم تمام دنیا کے جمہور کو آزاد اور خوش حال بنا دینگے - ٹروٹسکی نے ۹ اکتوبر کو دوران تقریر میں کہا کہ " ہم کو لڑنے مرنے اور حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے " - ۲۰ اکتوبر کو بولشوک پارٹی نے ایک انقلاب انگیز فوجی کمیٹی قائم کی جس کے ذریعہ سے حکومت کا تختہ اُلٹنا تجویز ہوا - حکومت نے تمام ملک کے نمائندوں کی مجلس کے لئے ۲۵ اکتوبر مقرر کی تھی چوں کہ بولشوک پارٹی کو پورا اطمینان نہ تھا کہ اس مجلس کا فیصلہ اُن کے حق میں ہوگا یا منشوک پارٹی کے حق میں اس لئے انہوں نے ۲۵ اکتوبر کو ہی یورش شروع کر دی - اسی روز مختلف محکموں اور دفاتر پر دھاوا بول کر قبضہ کر لیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ عارضی حکومت معزول کر دی گئی - اب حکومت کا تمام اختیار و اقتدار مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی پنچائت کے ہاتھوں میں آگیا اور انقلاب انگیز فوجی کمیٹی اس کی کمک پر ہوگئی ۲۶ اکتوبر کو نئی حکومت کا دور شروع ہوا جس کا پریسیڈنٹ لینن قرار پایا -

(۵) نومبر و مابعد

۲۶ اکتوبر کو بولشوک دور حکومت کا اعلان پیٹرو گریڈ میں ہوا - یوں تو برائے نام حکومت کی با قاعدہ وزارت قائم ہوئی مگر در حقیقت حکومت کی باگیں لینن اور ٹروٹسکی کے ہاتھوں میں تھیں - لینن حکومت کی جان تھا

بولشوک دور حکومت

ٹروٹسکی اُس کا دست و بازو - حکومت پر قابو حاصل کر لینا آسان تھا مگر اپنے اقتدار اور اختیار کا قائم رکھنا مشکل - بولشوک پارٹی کی جمعیت کل ملک میں ۲ لاکھ ۴۰ ہزار سے زیادہ نہ تھی - اس کے رقیب و مخالف ہر طبقہ و گروہ میں تھے زار روس کے ہوا خواہ ' اُمرا ' و جاگیر دار - بڑے بڑے فوجی افسر اور جنرل ' متوسط درجہ کے شرفا ' اور خود سوشلسٹ پارٹی میں بہت بڑی تعداد منشوک گروہ کی لینن کے خلاف اور اُس کی دشمن تھی - کسانوں کو بولشوک پارٹی سے کوئی خاص موافقت نہ تھی - البتہ مزدور پیشہ جماعت اور فوج کے سپاہیوں کی بہت بڑی تعداد اس کے ساتھ تھی - تاہم حکومت کو ہر چہار طرف سے خطرے کا سامنا تھا اُس کی خیر اسی میں تھی کہ اعلیٰ و متوسط درجہ کے لوگوں کی پروا نہ کرکے جمہور عام کی کثیر سے کثیر تعداد کو وہ اپنا گرویدہ بنائے - پہلا کام جو اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ اُمرا و جاگیر داروں کی ریاستیں اور آراضیاں ضبط کرنی شروع کیں اور عام اعلان کر دیا کہ کسانوں کو اختیار ہے کہ اپنے حسب ضرورت زمینداروں اور جاگیر داروں کی زمین اپنے اختیار اور کام میں لائیں - ۲۴ نومبر کو اس نے ایک اور اعلان کے ذریعہ سے روس کی غیر روسی قلیل التعداد قوموں کو جو زار روس کی حکومت سے قطعی بیزار اور انقلاب کے دوران میں اپنے گلو خلاصی کی فکریں کر رھی تھیں پیام آزادی دے کر اُنھیں قطعی خود مختار و آزاد ریاستیں بنا دیا - تیسری فکر اُس کو خاتمۂ جنگ کی تھی - وہ جانتا تھا کہ ملک میں ہر کس و ناکس جنگ سے تنگ اور عاجز آگیا ہے وہی حکومت استحکام حاصل کر سکتی ہے جو ملک کو اس عذاب سے چھڑائے چنانچہ حکومت کی باگیں ہاتھ میں لیتے ہی اُس نے صلح کے نامہ و پیام جرمنی کے ساتھ شروع کر دئے - اُس نے دول اتحاد کو بھی خبر دار کیا کہ یا تو سب مل کر صلح کی کوشش کریں ورنہ روس علیحدہ ہوکر

بذات خود صلح کرنے پر آمادہ ہو جائیگا - دول اتحاد نے اس علیحدہ ہوکر صلح کرنے کے رویہ کے خلاف آواز احتجاج بلند کی - جرمنی صلح کے معاملہ میں خاموش رہا - جب لینن نے یہ کیفیت دیکھی تو فوج کو حکم دیا کہ لڑنا بند کر دو اور میدان جنگ ہی پر دشمن کے سپاہیوں سے آشتي و میل جول شروع کرو اور موقع پر ہی صلح کی بات چیت شروع کرو - اس رنگ کو دیکھ کر جرمنی نے ۲۶ نومبر کو صلح کے نامہ و پیام کا جواب اثبات میں دیا - بمقام برست لتووسک[۱] روس اور جرمنی کے سفیر یکجا ہوئے اور صلح کی گفت و شنید شروع ہوئی - لنن اور بولوشوک لیڈر اس خیال میں تھے کہ ہنگامۂ انقلاب سے خوف زدہ ہوکر جرمنی ایسی صلح پر آمادہ ہو جائیگا جو بولشوک عقیدے اور پولیسي کے مطابق ہوگي لیکن چند روز کی بات چیت میں ہی روز روشن کی طرح یہ ظاہر ہوگیا کہ صلح کا اونٹ اس کروٹ نہیں بیٹھیگا - روس کی فوج لڑائی سے تنگ آگئی تھی - اس میں ابتری پھیل چکی تھی - لڑنے کا اب دم نہیں تھا - جرمنی کا پایہ اس وقت تک بھاری اور غالب تھا - بولشوک پارٹی کو بغیر صلح کئے چارہ نہ تھا بالاخر صلح اُنہیں شرطوں کے ساتھ ہوئی جو جرمنی چاہتی تھی اور جن میں روس کي سبکی تھی - لنن اور بولشوک حکومت نے ان شرطوں کو قبول کرکے صلح کرلی - اس صلح کی شرائط کے رو سے علاوہ کروڑوں روپیہ جرمنی کو تاوان دینے کے روس کو نہ صرف فنلینڈ ' پولینڈ ' لیتھویا ' لیوتھنیا ' ایستھونیا ' یوکرائین - اردخان اور باتوم وغیرہ سے قطعی دست بردار ہونا پڑا بلکہ اس کو اس بات کی بھی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اپنے عقائد و مسلک کی اشاعت ان ملکوں میں کسی قسم سے کر سکے - بولشوک پارٹی میں خود ان شرائط پر صلح کرنے کے معاملہ میں اختلاف رائے تھا - بجز لنن کے اور کوئی بھی ایسی صلح پر تیار نہ تھا - لیکن لنن اپنی رائے پر اڑا رہا اور ہوا وہی جو وہ چاہتا تھا - یہ کہنا بھي مشکل ہے کہ لینن غلطی پر تھا اور اُس کے رفقا صحیح تھے - اگر صلح نہ ہوتی تو انقلاب اور انقلابی حکومت کا سکہ بیٹھنا معلوم - کیونکہ جرمنی سے صلح ہو جانے کے بعد روس کو نہ صرف سرخ فوج ' یعنی انقلابی فوج کے تیار کرنے اور ترتیب دینے میں ہر طرح کی مدد جرمنی سے ملی بلکہ آگے چلکر جب بولشوک حکومت کے رقیبوں اور دشمنوں نے خانہ جنگی شروع کی اور لینن کا ناطقہ ہر چہار طرف

---

[۱] — Brest-Letovesk

کے حملوں سے بند کرنا شروع کیا تو جرمنی نے لینن اور بولشوک حکومت کی مدد کی -

یوں تو بولشوک پارٹی کے اعلان حکومت کے ہوتے ہی بعض مقامات پر بالخصوص ماسکو ' اور کیو کے شہروں میں بولشوک پارٹی کے رقیبوں اور مخالفین نے اس اعلان حکومت کے آگے سر تسلیم خم کرنا منظور نہیں کیا اور شورشیں برپا کیں - لڑائی اور خونریزی کی نوبت آتی مگر بولشوک حکومت نے ان سب کو پسپا کرکے دبا دیا صرف سر حد پر محاذ جنگ کے قریب جہاں روس کی فوجیں ابھی تک پڑی تھیں کمانڈر انچیف اور بڑے بڑے فوجی افسروں نے بولشوک حکومت کی پروا نہ کرکے اس کی مخالفت پر کمر باندھی اور اُس کے برباد کرنے کی تدبیریں سوچنی شروع کیں - اُس عرصہ میں دو صورتیں ایسی اور پیدا ہوئیں جن سے حکومت کے رقیبوں کی ہمتیں بڑھ گئیں اور ان کو سر اُٹھانے کا موقع مل گیا - تمام ملک کے نمائندوں کی مجلس کے انعقاد کی تجویز کہ جو آئندہ کے دستور حکومت کا فیصلہ کرے عرصہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی تھی بالاخر اس کے لئے آخر جنوری کا زمانہ تجویز ہوا - لیکن جب نمائندگان ملک پٹروگریڈ میں جمع ہونے شروع ہوئے تو بولشوک پارٹی کو اس کا اندازہ ہوا کہ ان میں علی طبقہ اور متوسط درجہ کے لوگوں کی کثرت ہوگی اور سوئٹ کے نمائندوں میں بھی منشوک پارٹی کے لوگوں کی کثرت اور بولشوک پارٹی کے ممبروں کی قلت رہیگی - یہ صورت ان کو گوارا نہ تھی - جس دن اجلاس ہونا شروع ہوا بولشوک پارٹی نے زبردستی اس کو درہم و برہم کر دیا اور نمائندگان ملک عاجز و مایوس واپس گئے - لیکن بولشوک پارٹی کے درپئے آزار رہے - اس کے بعد جب ۳ مارچ سنہ ۱۹۱۸ کو جرمنی کے ساتھ صلح ہوئی تو اعلی اور متوسط درجہ کے طبقوں میں ان شرائط صلح کے خلاف سخت ناراضی اور مخالفت پیدا ہوئی - فوج کے افسر اور جنرل تو بولشوک حکومت کی بیخکنی اور بربادی کے لئے آمادہ ہی بیٹھے تھے موقع کو غنیمت جان کر اور مدد کا سہارا پاکر انہوں نے سر کشی شروع کر دی - جنوری سنہ ۱۹۱۸ کے شروع میں جنرل الکزیو سابق کمانڈر انچیف نے خفیہ طور پر ایک حکم جاری کیا جس میں جنرل کارنیلو کو والنٹیر فوج کا کمانڈر نامزد کیا تھا - اس میں والنٹیر فوج کا مقصد یہ تھا کہ انقلاب کو دبا کر ملک میں امن و امان قائم کرے - اور دول اتحاد کی مدد سے جرمنی کے ساتھ جنگ جاری رکھے - یہ فوج دریائے ڈون پر

جمع ہونی شروع ہوئی - چھ ماہ کے اندر ہی اُن نمائندگان ملک کی مجلس کے ممبروں نے جن کو بولشوک پارٹی نے اجلاس کرنے سے زبردستی باز رکھا تھا اپنی کمیٹی کے تحت میں ایک دوسری فوج تیار کی جس کی غرض بھی وہی تھی جو جنرل کارنیلو کی والنٹیر فوج کی - یہ فوج دریائے دولگا کے کنارے جمع ہونی شروع ہوئی - بتدریج دول اتحاد نے بھی اپنی ریشہ دوانیوں سے روس میں مداخلت کرنی اور اپنا قبضہ بیٹھانا شروع کیا - اور جو مقامات جنگ کی ضرورتوں کے لحاظ سے اہم سمجھے جاتے تھے اپنے قبضہ میں کرلئے - اپریل سنہ ۱۹۱۸ میں انگریزوں نے مرمان پر قبضہ کیا اور ولاڈی واسٹک پر جاپان نے اپنا تسلط جمایا اُدھر ان فوجوں نے جو دون اور وولگا پر جمع ہو رہی تھیں مختلف اطراف ملک پر قبضہ کرنا شروع کیا اگست سنہ ۱۹۱۸ تک بولشوک حکومت کے ان رقیبوں نے روس میں اپنی تین حکومتیں قائم کرلی تھیں - اول آرچنجل میں جو شمال میں واقع ہے انگریزی اور فرانسیسی فوجوں نے قبضہ کرکے چیکو ویسکی کے تحت میں ایک حکومت قائم کی - دوسری حکومت عام ملک کے نمائندوں کی نا کام مجلس کی کمیٹی کے تحت میں دولگا کے مشرق اور سائبریا میں قائم ہوئی - تیسری حکومت جنوب روس میں والنٹیر فوج اور جنرل کارنیلو کے تحت میں قائم کی گئی - اس فوجی حکومت کا حاکم پہلے کارنیلو ' اس کے مرنے کے بعد الکزیو اور بالاخر ڈنکن ہوا تھا - یہ تینوں حکومتیں تقریباً دو تین سال سے زائد تک اپنی فوجی سرگرمیوں سے بولشوک حکومت کو تنگ کرتی رہیں اور بولشوک حکومت کا استحکام معرض خطر میں رہا -

شروع شروع میں تو متوسط درجہ کے تعلیم یافتہ طبقے اور مانشوک پارٹی کی اُمت نے بھی بولشوک حکومت کی بیخکنی میں جنرل کارنیلو اور دول اتحاد کا ہاتھ بٹایا مگر جوں جوں جنرل کارنیلو کی طرز حکومت اور دول اتحاد کی نیت سے یہ ظاہر ہونے لگا کہ اصل غرض اس سرکشی اور فوجی ہنگامہ آرائیوں کے انقلاب کو زیر کرنا اور زار اور اسکے ہوا خواہوں کو بر سر اقتدار لانا ہے توں توں متوسط اور تعلیم یافتہ جماعت کی ہمدردی ان کی جانب سے دور ہونے لگی - جنرل کارنیلو نے صاف طور سے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ جو آراضی زمینداروں اور جاگیرداروں کے قبضہ سے نکل کر کسانوں کے ہاتھوں میں آگئی ہے اس میں سے ۷۵ فیصدی زمینداروں کو پھر واپس کردی جائے اور بقیہ ۲۵ فیصدی کی

قیمت کسان زمینداروں کو سات برس میں باالقساط ادا کردیں - علاوہ اس تجویز کے کارنیلو وغیرہ کا طریق حکومت اسقدر جابرانہ اور وحشیانہ تھا کہ لوگوں کو اس سے خوف کے علاوہ منافرت پیدا ہونے لگی - دول اتحاد کی خود غرضی اس عرصہ میں بے نقاب ہوچکی تھی - فوج کے سپاہی اور مزدور پیشہ جماعت تو شروع سے ہی بولشوک حکومت کے پشت پناہ تھے لیکن کسانوں کی کثیر تعداد چُپ لگائے بیٹھی دور اندیشی سے کام لے کر یہ دیکھہ رہی تھی کہ حکومت کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - کارنیلو کی زبردستیوں اور بالخصوص اس کے اس ارادے نے کہ زمین کسانوں سے واپس لے کر پھر زمینداروں کو دیدے کسانوں کو چوکنا کردیا اور وہ تمام کے تمام بولشوک حکومت کا ساتھہ دینے کو تیار ہوگئے - کسان بولشوک پارٹی کے اصول و عقائد میں یقین نہ رکھتے تھے نہ وہ ان کے گرویدہ تھے مگر زار روس کے عہد حکومت سے وہ ایسے بیزار اور جنرل کارنیلو کی جابرانہ حرکتوں سے اسقدر متنفر تھے کہ انہوں نے بولشوک حکومت کو غنیمت جان کر همہ تن اس کا ساتھہ دینا خوشی سے منظور کرلیا - کسانوں کی همدردی اور کمک نے بولشوک حکومت کے استحکام کے مسئلہ کا قطعی فیصلہ کر دیا اور ان کے رقیبوں کے قدم اُکھڑنے لگے - شُبہ نہیں کہ بولشوک حکومت کو ان چاروں طرف کے خطروں اور حملوں کے مقابلہ کرنے اور ملک پر اپنا سکہ بیٹھانے میں جمہور کی همدردي اور حمائت سے بہت بڑی مدد ملی - بالخصوص کسانوں کی کثیر تعداد نے بولشوک پارتی کا ساتھہ دیکر اس کو تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا لیکن میدان جنگ میں جو فوج ان کے کام آئی اور ان کی سینہ سپر ہوئی وہ 'سرخ فوج' تھی - لنن نے حکومت کی باگیں هاتھہ میں لیتے هی 'سرخ گارد' کو جو بولشوک میں عقیدہ وایمان رکھتا تھا توسیع دیکر خاصی اچھی فوج کی صورت دیدی تھی بتدریج اس میں تقریباً پانچ لاکھہ سپاهی جو بہادر اور جرار تھے شریک ہوئے انہیں کے سینہ سپر ہونے سے بولشوک حکومت نے مختلف میدان جیتے اور خانہ جنگی میں فتح حاصل کی - دوسرا ذریعہ جو بولشوک حکومت نے اپنے دشمنوں پر قابو پانے اور ان کے برباد کرنے کا اختیار کیا تھا وہ 'چکا' [۱] کے نام سے مشہور هے - یہ ایک فوجی عدالت تھی جس میں بلا لحاظ قانون و انصاف کے ملزم اس قصور پر سزاوار قرار دئے جاتے تھے کہ یہ ملک اور حکومت کے دشمن اور تحریک انقلاب کے مخالف هیں - 'چکا' کے

---

[۱]—Chheka

ذریعہ سے بولشوک پارٹی نے زار روس کے ہوا خواہوں کے علاوہ اپنے سیکڑوں بلکہ ہزاروں رقیبوں کو دار پر چڑھا دیا - ان میں منشوک پارٹی اور متوسط درجہ کے شرفا اور تعلیم یافتہ بھی بکثرت تھے - بولشوک فریق کے مظالم ' خونریزی اور انکی وحشیانہ حرکات کی داستانیں روزانہ نئے نئے انداز اور طرح طرح کی رنگ آمیزی کے ساتھ ہمارے سامنے اخباروں اور رسالوں میں بیان کی جاتی ہیں - دوران انقلاب کے خونریز ہنگامہ میں کافی کشت و خون ' زبردستی اور سینہ زوری ہوئی - غالباً یہ حکایتیں ایک بڑی حدتک صحیح ہیں - اور ان خونلی واقعات کو کسی حالت میں اچھا بھی نہیں سمجھا جاسکتا لیکن دنیا کی کوئی تاریخ انقلاب اس قسم کی زبردستیوں اور نابکاریوں سے خالی نہیں ہے - داتون اور روبز سپیر نے انقلاب فرانس میں گیلوتین کے ذریعہ سے وہی کیا جو لنن اور تراتسکی 'چکا' کے ذریعہ سے عمل میں لائے انقلاب روس کے ہنگامہ میں بھی وہی ناگفتہ بہ حرکات سرزد ہوئیں جو سو سوا سو برس پہلے انقلاب فرانس میں ہوئی تھیں - اُنکو دنیا اب بھول گئی غالباً کچھ زمانہ گذر جانے کے بعد اِنکی متوحش یاد بھی جاتی رہیگی - علاوہ اس خونریزی اور غارتگری کے بولشوک دور حکومت کے شروع دو سالوں میں ملک اور بھی ہر طریقہ سے تباہ و برباد ہوا - زارعت کا برا حال تھا ملک میں ناج کا قحط تھا ' صنعت و حرفت کا انتظام قطعی تتر بتر ہو رہا تھا ' تجارت کا برا حال تھا ابتری صرف اقتصادیات کے شعبے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آزادی کے طوفان نے لوگوں کو اسطرح بدحواس کر دیا تھا کہ لوگوں کے اطوار اور چلن بھی بگڑ گئے تھے نہ صرف قوم کا بلکہ گھروں کا شیرازہ بھی تتر بتر ہو رہا تھا - مذہب کی بے حرمتی ہوتی تھی - ہر شخص کفر و الحاد کے رنگ میں مست نظر آتا تھا - شریفوں کی حالت رذیلوں سے بدتر تھی جو پہلے رذیل کہلاتے تھے وہ آج بر سر اقتدار تھے - غرض کہ دور انقلاب میں اور بولشوک حکومت کے شروع زمانہ میں تقریباً دو تین سال تک روس کا باوا آدم ہی نرالا معلوم ہوتا تھا - شبہ نہیں کہ بے لگام آزادی کی دھن ' بولشوک عقیدے اور پولیسی کی کرامات ' نئی زمین و نیا آسمان پیدا کرنے کی ہوس نے روس کی حکومت اور معاشرت کی عمارت کو جس کی بنیادیں عرصہ سے ہل چکی تھیں بالکل ہی ڈھا دیا - لیکن قرین انصاف نہ ہوگا اگر اس تباہی کا تمام تر الزام جو روس پر دور انقلاب میں آئی بولشوک پارٹی یا بولشوک حکومت کے سر

رکھا جائے - روس کی حکومت اور معاشرت کی عمارت کی بنیادیں زار روس کے عہد میں ہی بوسیدہ ہو چکی تھیں ' جنگ کے مصائب اور آفات نے اسکی دیواروں کو جابجا سے ڈھا دیا تھا - طوفان انقلاب نے اسکی رہی سہی حالت شکستہ و خراب کردی - بولشوک پارٹی یا بولشوک حکومت نے اپنے عقیدے اور ایمان کے مطابق صرف یہ کیا کہ بجائے اسکی مرمت و استر کاری کرانے کے اسکے باقاعدہ ڈھانے اور از سر نو جدید عمارت کھڑی کرنے کا حکم نافذ کیا - جسوقت عمارت ڈھائی جاتی ہے زمین لرزنے لگتی ہے - ہر طرف کھنڈر نظر آتے ہیں خس و خاشاک سے مطلع گرد آلود ہوجاتا ہے- چنانچہ ایسا ہی ہوا اندازہ اسبات کا کرنا ہے کہ اب جو جدید عمارت کی بنیادیں بولشوک حکومت کے ہاتھوں سے روس کی زمین پر پڑ رہی ہیں اور نئی عمارت کھڑی کی جارہی ہے وہ اُن دعووں اور اس نقشہ کے مطابق ہے یا نہیں جسکا اعلان بولشوک پارٹی نے کیا تھا - اور انکو اپنے وعدوں کو سچا ثابت کرنے میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ اپنے عقیدے اور ایمان کے مطابق عمل کر رہے ہیں یا نہیں - یہ بات بالکل دوسری ہے کہ انکا عقیدہ اور ایمان ہمارے عقیدے اور ایمان کے موافق ہے یا ناموافق - ہر شخص اپنی رائے اور اپنے خیال کا پابند ہے - اسکی لڑائی فضول ہے -

حصه سویم

(۱) دستور حکومت

اس کتاب کے پہلے حصہ میں ہم نے روس کی تاریخ پر سر سری نظر ڈالی ہے ' دوسرے حصہ میں سوشلزم اور بولشوزم کا مختصر خاکہ کھینچنے کے بعد ہنگامۂ انقلاب روس کی کیفیت بیان کی ہے - اس باب میں یہ دکھانا منظور ہے کہ اپنے دشمنوں کو پست کرکے اور اُن پر قابو پانے کے بعد بولشوک حکومت نے معاشرت اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے قطع نظر کرکے خاص دستور حکومت میں کیا تبدیلیاں کی ہیں اور آج روس میں کن آئین و قوانین کے ذریعہ سے ملک کا انتظام کیا جا رہا ہے -

بولشوک روس کے متعلق دو باتیں دھیان میں رکھنی ضروری ہیں ' اول تو یہ کہ بولشوک حکومت اب مستقل اور مستحکم طور پر قائم ہے اور یورپ کی وہ قومیں اور حکومتیں جو شروع شروع میں اسکی سخت مخالف اور دشمن تھیں اب اسکے وجود کی قائل ہیں اور اس سے رشتۂ تجارت و سیاست قائم کرنا مناسب اور پسند کرتی ہیں - دوسرے یہ کہ بولشوک حکومت نے روس کی حکومت و معاشرت کی پچھلے دس سال میں جو کایاپلٹ کی ہے وہ محض اور صرف مارکسین یا بولشوک عقیدے اور ایمان کے مطابق نہیں بلکہ عملی صورتوں اور ضرورتوں کا لحاظ کرکے اُس میں بہت کچھ ترمیم کرنی پڑی ہے اور مصلحت وقت نے کام کو بہت کچھ سمبھالا ہے تاہم روس کی حکومت اور معاشرت پر بولشوک مطمح نظر اور طریق کار کی مہر صاف طور پر ثبت نظر آتی ہے - روس اور جرمنی کے صلحنامہ کی رو سے حکومت روس کو فنلینڈ - ایتھونیا ' لیتھونیا اور پولینڈ سے قطعی دست بردار ہونا پڑا اور پرانی سلطنت روس کے یہ حصے موجودہ حکومت کے اثر و اقتدار کے قطعی باہر ہوگئے - موجودہ حکومت روس تین حصوں میں مشتمل ہے یعنی [۱] یوروپین روس اور سائبریا یہ Russian Socialist Federation Soviet Repulic کے نام سے موسوم ہے -

(۲) دوسرے حصہ میں حسب ذیل خود مختار حکومتیں شامل ہیں -

۱—Bashkir Republic جمہوریۂ بشکیر -

۲—Tartar Republic جمہوریۂ تا تار -

۳—Kerghiz Republic جمہوریۂ کرغیز -

۴—Daghistan Republic جمہوریۂ داغستان -
۵—Gorsky Republic جمہوریۂ غورسکی -
۶—Turkistan Republic جمہوریۂ ترکستان -
۷—Carmean Republic جمہوریۂ کریمیا -

تیسرے زمرہ میں حسب ذیل آزاد ریاستیں شامل ہیں -

۱—The Ukrain Socialist Soviet Republic جمہوریۂ یوکرائین -
۲—The Khorezm (khiva) People's Soviet Republic جمہوریۂ خوارزم -
۳—The Bokhara People's Soviet Repulbic جمہوریۂ بخارا -
۴—The Georgeon Socialist Soviet Republic جمہوریۂ جارجیہ -
۵—The Armenian Socialist Soviet Republic جمہوریۂ آرمینین -
۶—The Azarbaijan Socialist Soviet Republic جمہوریۂ آذربائجان -
۷—The White Russian Socialist Soviet Republic جمہوریۂ وھائٹ روس -

آئین و دستور حکومت کا پہلا مسودہ سنہ ۱۹۱۸ع میں منضبط ہوا تھا - سنہ ۱۹۲۱ع میں جب اُن کئی آزاد ریاستوں نے جن کا ذکر ابھی کیا گیا ہے حکومت روس کے ساتھ متحد ہونا منظور کیا تو آئین و دستور حکومت کے مسودے کی ترمیم و تنسیخ ہوئی - اس میں بہت کچھ اضافہ کیا گیا اور جولائی سنہ ۱۹۲۳ میں آئین و دستور حکومت کا یہ معاہدہ تیار ہوا اور یونین آف سوشلسٹ سوئٹ ریپبلکس کے دوسرے اجلاس کانگریس Second Session of the Congress of the Union of Socialist Soviet Republics جنوری سنہ ۱۹۲۴ع میں اسپر مہر منظوری ثبت ہوئی - اس کے بعد سے حکومت روس میں دو آزاد ریاستوں کا اور اضافہ ہوا ہے یعنی اُزبک سوشلسٹ سوئٹ ریپبلک Uzbck Socialist Soviet Republic اور ترکمان سوشلسٹ سوئٹ ریپبلک Turkoman Socialist Soviet Republic یونین آف سوشلسٹ سوئٹ ریپبلک یعنی حکومت روس کی اعلیٰ‌ترین حکمراں مجلس کے اختیارات اس معاہدہ کے مطابق حسب ذیل قرار دئے گئے ہیں -

(۱) ممالک غیر سے تجارتی اور سیاسی معاملات میں گفت و شنید کرنی اور عہد نامہ جات منظور کرانے -
(۲) حکومت روس اور اسکی ملحق ریاستوں کی سرحدوں میں ترمیم کرانی -
(۳) نئی ریاستوں کے الحاق کا فیصلہ کرنا -
(۴) جنگ کا چھیڑنا اور صلح کرنا -
(۵) متحدہ حکومت اور ملحقہ ریاستوں کے لئے ملک میں یا ملک کے باہر سے قرضہ لینا -
(۶) بین الاقوامی عہدنامجات کا طے اور منظور کرنا -
(۷) متحدہ حکومت اور نیز ملحقہ ریاستوں کی اقتصادی پولیسی اور ان کے مفاد کی عام تجاویز کا قرار دینا -
(۸) ڈاک ' تار اور ریلوے وغیرہ کے انتظامات پر پورے اختیارات رکھنا -
(۹) متحدہ حکومت کی نظام فوج کا ترتیب دینا اور اس پر پورا اختیار رکھنا -
(۱۰) متحدہ حکومت و نیز ملحقہ ریاستوں کے مالی بجٹ کا تیار و منظور کرانا اور محصولات کا تجویز کرنا -
(۱۱) زراعتی آراضی ' معدنیات ' جنگلات اور نہروں وغیرہ کی تقسیم اور اُن کو کارآمد بنانے کے متعلق عام اصولوں کا قرار دینا -
(۱۲) متحدہ حکومت کے لئے قوانین نافذ کرنا -
(۱۳) دیوانی اور فوجداری عدالتوں کا انعقاد اور اُنکے ضابطوں کی ترتیب دینا -
(۱۴) مزدوری کے متعلق بنیادی قوانین کا نافذ کرنا -
(۱۵) تمام ملک کے لئے تعلیم کے متعلق ایک پولیسی کا قرار دینا -
(۱۶) مختلف ریپبلکس اور ان کے کانگرسوں کے ایسے فیصلوں کا جو اس معاهدۂ آئین و دستور حکومت کی خلاف ورزي کرتے هوں رد کرنا -
(۱۷) متحدہ حکومت کی مختلف ریبلکس کے باهمی قضیوں اور جھگڑوں کا طے کرنا علاوہ برین ٹکسال کا قائم کرنا - شہریت کے حقوق تجویز کرنا - اور بھی بعض ضروري باتیں ان اختیارات کے زمرے میں شامل هیں - اُن اختیارات میں اضافہ یا کمي کرنا اور آئین و دستور حکومت کے عہدنامہ

کی ترمیم و تنسیخ کرنا متحدہ حکومت روس کے اعلیٰ ترین مجلس یعنی صرف یونین کانگرس کے اختیار میں ہے - اُن ریپبلکس یا ریاستوں کے اختیارات جو حکومت روس میں شامل ہیں ویسے ہی مکمل ہیں کہ جیسے کسی آزاد اور ذی اختیار قوم یا ملک کے ہوتے ہیں ' بجز اسکے کہ جو اختیارات متحدہ حکومت کی باہمی رضامندی سے قرار پائگئے ہیں اور جن کی تفصیل اوپر کی گئی - ان کے علاوہ مختلف جمہوری ریاستیں اپنے اور تمام معاملات میں قطعی آزاد اور خود مختار ہیں - نہ صرف یہی بلکہ ان میں سے ہر ایک کو پورا اختیار ہے کہ وہ جب چاہے متحدہ حکومت روس سے قطع تعلق کرکے علحدہ ہوسکتی ہے - ہر ریپبلک یا ریاست اپنے آئین و قوانین کی ترمیم و تنسیخ متحدہ حکومت روس کے آئین و دستورالعمل کے مطابق کرسکتی ہے - کسی ریپبلک یا ریاست کے حدود و رقبۂ آراضی میں بلا اسکی مرضی کے کوئی کمی یا بیشی نہیں کی جاسکتی اور جہاں تک کہ متحدہ حکومت سے قطع تعلق کرنے یا علحدہ ہونے کے اختیار کا تعلق ہے اس اختیار میں اس وقت تک کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہوسکتی جب تک کہ تمام ریپبلکس یا ریاستیں باہمی رضامندی سے اُسے منظور نہ کرلیں -

یونین کانگرس آف سوئیٹس

یونین کانگرس آف سوئیٹس متحدہ حکومت روس کی اعلیٰ ترین مجلس ہے اس کا سال بھر میں صرف ایک اجلاس ہوتا ہے - تمام دوسری ماتحت مجالس کے ممبروں کا انتخاب - امور متنازعہ جنکو اسکی ماتحت کمیٹیاں طے نہ کرسکی ہوں اُن کا فیصلہ ' دستور و آئین حکومت کی ترمیم و تنسیخ یہ سب اس کا کام ہے - اس کانگرس کے دو اجلاس کے درمیان تمام معاملات حکومت اور آئین و قوانین کے نفاذ کی ذمہ دار یونین ' سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی ' ہے جو مشتمل ہے دو مجالس پر یعنی ' یونین کونسل ' اور ' کونسل آف نیشنلٹیز' - یونین کانگرس آف سوئٹس کے ممبروں کا انتخاب شہروں کی سوئٹس کرتی ہیں اور پراونشل سوئٹس کانگرس بھی اپنے ممبر منتخب کرکے اس میں بھیجتی ہیں - شہر کی سوئٹس کو ہر ۲۵ ہزار ووٹروں کا ایک نمائندہ یا ڈیلیگٹ بھیجنے کا اختیار ہے اور پراونشل سوئٹس کانگرس کو ۱ لاکھ ۲۵ ہزار باشندوں کا ایک نمائندہ یا ڈیلیگیٹ بھیجنے کا اختیار ہے - پراونشل سوئٹس کانگرس اپنے اجلاس میں ہرسال ان نمائندوں کا انتخاب کرتی ہے جہاں پراونشل کانگرس قائم نہیں'

ریپبلک کی سوئٹ کانگرس ان نمائندوں کا انتخاب کرتی ہے - جو کچھ اوپر تحریر ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ شہری باشندوں کو بہ نسبت دیہاتی باشندوں کے زیادہ نمائندے کانگرس میں بھیجنے کا اختیار ہے اسی وجہ سے بہ نسبت کسانوں کے مزدوروں کا اقتدار حکومت میں زیادہ ہے -

یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی

جیسا کہ پہلے تحریر میں آچکا ہے ' یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی ' ' یونین کونسل ' اور ' کونسل آف نیشنیلٹیز ' پر مشتمل ہے ' یونین کانگرس آف سوئٹس ' ' یونین کونسل ' کے ۳۷۱ ممبر منتخب کرتی ہے ' کونسل آف نیشنیلٹیز ' میں مختلف خود مختار ریپبلکس اور آزاد ریاستوں کے نمائندے براہ راست منتخب کئے ہوئے شریک ہوتے ہیں ' ہر ریپبلک اور ریاست اپنی آبادی کے تناسب سے ممبر منتخب کرنے کی مجاز ہے - اس طرح سے ' یونین کونسل ' اور ' کونسل آف نیشنیلٹیز ' مل کر ' یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی ' کہلاتی ہیں اس کے اجلاس سال میں دو تین ہوتے ہیں اور ' یونین کانگرس آف سوئٹس ' کے اجلاس کی غیر موجودگی میں یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی اسکی جانشین ہوتی ہے - تمام قواعد و قوانین اس کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور یہ ان کو منظور یا مسترد کرتی ہے - اور تمام کمیٹیوں کے احکام اور فیصلوں کی بھی نظر ثانی اسی کے سامنے ہوتی ہے - اس کی حیثیت پارلیمنٹ کی سی ہے کہ جس کے رو برو تمام وزرا اور حکام ذمہ دار ہوتے ہیں - حکومت کی اقتصادی اور سیاسی پولیسی کا قرار دینا اسی کے اختیار میں ہے - وزراء کا انتخاب بھی سنٹرل کمیٹی کرتی ہے اگر کسی معاملہ میں ' یونین کونسل ' اور ' کونسل آف نیشنیلٹیز ' میں اختلاف رائے ہوتا ہے تو اُس حالت میں دونوں کا متحدہ اجلاس معاملہ متنازعہ کا فیصلہ کرتا ہے اور اگر پھر بھی تصفیہ نہ ہوسکے تو آخری فیصلہ ' یونین کانگرس آف سوئٹس ' کو کرنا پڑتا ہے -

پریسیڈیم آف دی یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی

یونین سنٹرل کمیٹی کا اجلاس سال میں دو تین مرتبہ ہوتا ہے - یونین سنٹرل کمیٹی اپنے ۲۱ ممبروں کی ایک کمیٹی بناتی ہے جو اجلاس کی غیر موجودگی میں وہی فرائض انجام دیتی ہے اور وہی تمام اختیارات کام میں لاتی ہے جو یونین سنٹرل کمیٹی اپنے اجلاس میں - یعنی اجلاس کی غیر موجودگی کی حالت اور زمانہ میں یہ کمیٹی یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی کی جانشین

ہوتی ہے - اس کمیٹی کا نام 'پریسیڈیم' ہے - یونین سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی کے اجلاس کی غیر موجودگی میں ملک کی حکومت کے تمام قانونی، انتظامی اور پولیسی کے معاملات کے طے کرنے اور فیصلہ دینے کا مجاز اس پریسیڈیم کو ہوتا ہے - وزارت بہ حیثیت افرادی و مجموعی اس صورت میں پریسیڈیم کے روبرو ذمہ دار ہوتی ہے اسکے فیصلوں اور پولیسی کے منظور یامسترد کرنے کا اختیار کلی اس پریسیڈیم کو حاصل ہوتا ہے اور خود یہ 'پریسیڈیم' صرف 'یونین سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی' کے اجلاس کے روبرو جوابدہ اور ذمہ دار ہوتی ہے - بجز اس پابندی کے اسکے اختیارات کلی اور کامل ہیں -

یونین کونسل آف پیپلس کمیسریز

حکومت کے تمام انتظامی معاملات جس کمیٹی کے ذریعہ سے طے پاتے ہیں وہ 'یونین کونسل آف پیپلس کمیسریز' کے نام سے موسوم ہے- اس کمیٹی کو بمنزلۂ وزارت سمجھنا چاہیے اسکی ساخت حسب ذیل ہے -

(۱) صدر -
(۲) نائب صدر -
(۳) کمیسری (وزیر) صیغۂ خارجیہ -
(۴) کمیسری محکمۂ فوج -
(۵) کمیسری صیغۂ بیرونی تجارت -
(۶) کمیسری ریلوے وغیرہ -
(۷) کمیسری صیغۂ ڈاک اور تار -
(۸) کمیسری محکمۂ متعلقہ کاریگران و کاشتکاران -
(۹) کمیسری محکمۂ مزدوران -
(۱۰) کمیسری محکمۂ غلہ -
(۱۱) کمیسری محکمۂ مال -
(۱۲) صدر اعلیٰ اقتصادی کمیٹی -

اُن حدود کے اندر جو یونین سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی نے قائم کردی ہیں اس کونسل کے اختیارات وسیع ہیں اور اسکے احکام اور قواعد کی پابندی تمام ملک پر واجب ہے - یہ اپنے طرز عمل اور احکام کے لئے یونین سنٹرل ایکزیکٹیو کمیٹی اور اُسکے پریسیڈیم کے روبرو جوابدہ ہے جو اسکے احکام کو مسترد

کرسکتی هیں - ملک کا تمام انتظامی کام مختلف محکموں کے کمسیری (یعنی وزیر) کے ذریعہ سے انجام پاتا ہے اور انکی پولیسی اور احکام کل جماعت (یعنی وزارت) یا کونسل کے ذریعہ سے طے ہوتے ہیں -

متحدہ حکومت روس کی صدر عدالت ' سوپریم کورٹ آف دی یونین ' کہلاتی ہے - اس کے اختیارات حسب ذیل ہیں -

سوپریم کورٹ آف دی یونین

(۱) متحدہ روس کی مختلف ریاستوں اور ریپبلکس کی اعلیٰ عدالتوں کی قانونی معاملات میں ہدایت کرنا اور قانون کے مستند معنی اور مطلب سمجھانا -

(۲) مختلف ریاستوں اور ریپبلکس کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں اور قاعدوں کی نظر ثانی کرکے یونین سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی کی توجہ دلانا کہ فلاں فلاں قاعدے یا فیصلے ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا کسی خاص ریاست یا ریپبلک کے حق میں مضرت رساں ہیں -

(۳) یونین سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی کی درخواست پر آئینی و دستور حکومت کے عہدنامہ کی رو سے مختلف ریپبلکس کے قواعد کے متعلق قانونی جواز کا فیصلہ دینا -

(۴) مختلف ریپبلکس کے باہمی تنازعات کا قانونی فیصلہ کرنا -

(۵) اگر اعلیٰ حکام کے متعلق اتہامات لگائے جائیں تو انکی جانچ پرتال کرنا - اس صدر عدالت کے تین شعبے ہیں - صدر عدالت کے دیوانی اور فوجداری کے اجلاس - صدر عدالت کے فوجی اجلاس - کل صدر عدالت کا مجموعی اجلاس - صدر عدالت کے مجموعی اجلاس کی ساخت حسب ذیل ہے -

(۱) صدر -

(۲) نائب صدر -

(۳) مختلف ریپبلکس کی صدر عدالتوں کے چار صدر -

(۴) حکومت متحدہ کے سیاسی محکمہ کا ایک نمائندہ -

(۵) پانچ ممبر سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی یا اسکے پریسیڈیم کے مقرر کئے ہوئے - صدر اور نائب صدر کو بھی سنٹرل ایکزیکٹو کمیٹی ہی نامزد کرتی ہے -

تمام ایسے بڑے بڑے مقدمات جن سے دو یا دو سے زیادہ ریپبلکس کے تحفظ کا سوال وابستہ ہو اس صدر عدالت کے سامنے آتے ہیں - وہ مقدمات بھی جن

کا تعلق یونین سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کے ممبروں یا مختلف کمیسریز میں وزراء کی ذاتی ذمہ داری سے وابستہ ہو اسی صدر عدالت میں فیصل ہوتے ہیں -

جو آئین و دستور حکومت' متحدہ حکومت روس میں قائم ہے اُسی کی نقل تقریباً پختہ ان تمام مختلف ریپبلکس میں کی گئی ہے جو حکومت روس کے ساتھ ملحق یا متحد ہیں یا ریپبلکس میں ایک سوئٹ کانگرس قائم ہے -

ملحقہ ریاستیں یا ریپبلکس

سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی اور پریسیڈیم بھی موجود ہے - کونسل آف کمیسریز بھی ہے بجز اس کے کہ وزرات کے محکمے کسی قدر مختلف ہیں - یعنی مختلف ریپبلکس میں فوجی ' خارجی ' تجارتی محکمے نہیں ہیں نہ ریلوے ' پوسٹ اور ٹیلیگراف کے صیغے ہیں کیوں کہ ان محکموں کا تعلق ہر ریپبلک سے نہیں بلکہ کل متحدہ حکومت روس سے ہے - ان ریاستوں کو اپنے نمائندے متحدہ حکومت کی کونسل آف کمیسریز میں بھیجنے کا اختیار ہے اور یہ اپنے نمائندے وہاں بھیجتی ہیں مگر اپنے یہاں ان کے یہ محکمے قائم نہیں - ان کی جگہ تعلیم ' حفظان صحت زراعت وغیرہ کے محکموں نے لی ہے - متحدہ حکومت روس کا ایک محکمہ سیاسیات کا بھی ہے جو اسٹیٹ پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کہلاتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ اس بات کی نگرانی رکھے کہ تحریک انقلاب کے دشمن اپنی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے متحدہ حکومت روس کو نقصان نہ پہونچا سکیں - اس محکمۂ کے صدر کونسل آف کمیسریز یعنی وزارت وقتاً فوقتاً مشورہ کرتی رہتی ہے لیکن اس کے لئے وزرات میں کوئی خاص کرسی یا جگہ مقرر نہیں -

ہم نے اوپر کے صفحوں میں متحدہ روس کی مرکزی حکومت کے دستور و آئین کا مختصر خاکہ کھینچا ہے - شہروں اور دیہات میں لوکل سلف گورنمنٹ کا کیا اور کیسا انتظام ہے اِس کا ذکر صفحات ذیل میں کیا جائے گا -

روس کی ۸۰ فیصدی آبادی دیہاتی ہے اس لئے دستور حکومت میں جمہور کسانوں کا اثر و اقتدار ہونا لازمی ہے - اسوقت بولشوک حکومت نے حکومت اور انتظام کا اختیار کل اپنی پارٹی کے ہاتھوں میں رکھا ہے لیکن یہ صورت کب تک قائم رہ سکےگی یہ کہنا دشوار ہے - کیوں‌کہ موجودہ حالت میں بھی بولشوک حکومت کسانوں میں تعلیم پھیلا نے اور ان کو زراعت کے نئے طریقے سکھانے کی

کوشش بلیغ کررہی ہے ' جس وقت ان میں تعلیم کافی پھیل جائیگی اور انکی مالی حالت بہتر ہو جائے گی اُس وقت حکومت میں ان کا اثر و اقتدار بڑھنا لازمی ہو جائے گا - اس وقت بھی بولشوک حکومت کو مشترکہ ملکیت کے دستور رائج کرنے میں کسانوں کی مخالفت کی وجہ سے کامیابی نہیں ہوئی اور حکومت کو ان سے سمجھوتہ کرنا پڑا - ممکن ہے کہ بتدریج کسان بولشوک عقیدے اور ایمان کے قایل ہو جائیں اور بولشوک پارٹی کو اپنی غرض اور مقصد میں کامیابی ہو یا حکومت کو کسانوں کا دباؤ اور اثر قبول کرکے اپنے اصولوں اور طریق کار کو بڑی حد تک بدلنا پڑے - جو کچھ بھی ہو یہ لازمی ہے کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جائے گا کسانوں کا اثر و اقتدار بڑھتا جائے گا - اس لحاظ سے دیہاتی اُبادی کا نظام حکومت قابل توجہ ہے - دور انقلاب سے پہلے بھی کسانوں کو دیہاتی پنچائتوں میں کچھ دخل تھا اور ان کے کچھ اختیارات تھے' انقلاب کے بعد سے ان کے دخل اور اختیارات میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا ہے - دور انقلاب سے پہلے کسان اپنی پنچائت کیا کرتے تھے' اس سے پنچائت میں یہ ایک شخص کو محصولات جمع کرنے اور دیگر انتظامی معاملات کے طے کرنے کے لئے منتخب کیا کرتے تھے - انھیں پنچایتوں میں ضلع کی پنچایت یا اسمبلی کے لئے نمائندے بھی منتخب کرتے تھے - اکثر انتظامی معاملات ضلعوں کی پنچایتوں یا اسمبلی میں طے ہوا کرتے تھے - گاؤں کی پنچایتوں کا دستور اب بھی قائم ہے بلکہ اسقدر اضافہ ہو گیا ہے کہ ان کے اختیارات میں توسیع کردی گئی ہے -

چار سو یا چار سو سے زائد آبادی کے گاؤں ایک کونسل یا کمیٹی منتخب کرتے ہیں - ہر دو سو آدمیوں کو ایک ممبر منتخب کرنے کا اختیار ہے - البتہ اس کونسل یا کمیٹی کے ممبروں کی کل تعداد پچیس سے زائد نہ ہونی چاہئے - یہ کسان سوئٹ کے نام سے موسوم کیجاتی ہیں - ان کو پنچایت کہنا مناسب ہے ہر مہینے ان کے کم از کم دو جلسے ہونے چاہئیں - اپنے حدود میں ان کے اختیارات کلی ہیں بجز اس کے کہ ان کے فرائض وہی ہیں جو ضلع یا قسمت یا صوبہ کی سوئٹ یا کونسلوں نے مقرر کردئے ہیں - بالعموم اُن کا کام یہ ہے کہ اپنے حدود میں امن و امان قائم رکھیں اور اپنی آبادی کی اقتصادی و تعلیمی بہبودی کی فکر کرتی رہیں - جن دیہاتوں کی آبادی دس ہزار یا دس ہزار سے زیادہ ہے ان کو علاوہ کونسل منتخب کرنے کے ایک انتظامی کمیٹی بھی منتخب کرنے کا اختیار ہے ' اس انتظامی کمیٹی کے

ممبروں کی تعداد دو مقرر کی گئی ہے - اُن دیہات میں جن کی آبادی دس ہزار یا اُس سے کم ہے کونسل کا صدر ہی انتظامی اختیارات کا مختار ہوتا ہے اور انتظامی معاملات اسی کو طے کرنے پڑتے ہیں -

اس افسر کو صوبہ کی انتظامی کمیٹی سے تنخواہ ملتی ہے جو دیہات سے وصول کئے ہوئے محصولات میں سے دی جاتی ہے - دیہاتی کونسل کا صدر یا دیہاتی کونسل کی انتظامی کمیٹیاں نہ صرف اپنی کونسل کے روبرو ذمہ‌دار ہوتی ہیں بلکہ انکو ضلع قسمت اور صوبہ کے حکام بالادست کے سامنے بھی جوابدہ ہونا پڑتا ہے اور ان تمام احکامات کی تعمیل کرنی پڑتی ہے جو متحدہ حکومت روس کے محکمۂ داخلیہ سے صادر ہوتے ہیں - احکامات کا نزول و نفاذ صوبہ - قسمت اور ضلعوں کی سوئٹ یا کمیٹیوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور انہیں کے ذریعہ سے یہ احکامات گاؤں کی پنچایتوں تک پہونچتے ہیں - چار سو سے کم آبادی کے گاؤں یا تو کسی بڑے گاؤں کے ساتھ شریک ہو کر انتخابات میں حصہ لیتے ہیں - یا کئی ایک چھوٹے چھوٹے گاؤں مل کر اپنی ایک کونسل منتخب کر لیتے ہیں بہر حال یہ ووٹ اور پنچایتی حکومت کے حق سے محروم نہیں کئے جاتے -

گاؤں کی پنچایت یا سوئٹ کے بعد ضلع کی پنچایت یا سوئٹ یا کونسل ہوتی ہے - اس میں تمام ضلع کے دیہات کی پنچایتوں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں - ہر دس ممبروں کو ایک نمائندہ منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے - جس گاؤں کی پنچایت - سوئٹ یا کونسل میں دس ممبر نہیں ہیں وہ ایک ممبر یا نمائندہ منتخب کرکے ضلع کی پنچایت سوئٹ یا کونسل میں بھیج سکتی ہے - ضلع کی اس پنچایت یا کونسل کو وولسٹ کونسل Volost Council کہتےہیں - اسکے بعد پھر قسمت کی کونسل یا پنچایت ہوتی ہے جو یوئزڈ کونسل یا کانگرس Uyezd Council کہلاتی ہے - اس میں نہ صرف دیہاتی آبادی کے نمائندے آتے ہیں بلکہ شہروں کی کونسلوں یا پنچایتوں کے نمائندے بھی شریک ہوتے ہیں - ان کونسلوں میں ہر دو سو مزدوروں کو ایک نمائندہ شہر سے اور ہر دس ہزار کسانوں کو ایک نمائندہ دیہات سے منتخب کرنے کا اختیار ہے - اسی طرح سے صوبوں کی کونسلیں ہوتی ہیں جو ٹاؤن کونسلوں اور وولسٹ کونسلوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہیں انکا نام Gubernia Council گوبرنیا کونسل ہے - ان کونسلوں کو کانگرس کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے - یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سطور بالا میں جو کچھ تحریر میں آیا ہے اس میں سوئٹ '

کونسل یا کانگرس یہ تینوں الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں - گوبرنیا کانگرس کے بعد اوبلاست کانگرس Oblast Congress ہوتی ہے - جس کا رقبہ اور مرتبہ صوبہ سے بھی بڑا ہوتا ہے - اس میں علاوہ تاون کونسلوں کے نمائندوں کے یوئزد اور گوبرنیا کانگرس کے نمائندے بھی شریک ہوتے ہیں - ہر صوبہ یا قسمت سے پچیس ہزار باشندے اور ہر شہرے سے پانچ ہزار باشندے ایک نمائندہ منتخب کرسکتے ہیں - اسکے بعد ریپبلک کانگرس کا نمبر آتا ہے یعنی متحدہ حکومت روس کی ہر ریپبلک یا ریاست کی کانگرس ہوتی ہے - اس میں شہری آبادی سے ہر پچیس ہزار ایک نمائندہ اور دیہاتی آبادی سے ہر سوالاکھ ایک نمائندہ بھیج سکتے ہیں -

ہر عورت اور ہر مرد کو اتھارہ سال کی عمر کے بعد ووت کا حق حاصل ہے بجز ذیل کے لوگوں کے -

(۱) جو لوگ نفع کی غرض سے مزدوری دے کر لوگوں سے کام لیتے ہیں -
(۲) جو لوگ ذاتی تجارت و کاروبار میں مصروف ہیں -
(۳) پادری - مہنت وغیرہ -
(۴) شاہی خاندان کے لوگ یا انکے ایجنت وغیرہ -
(۵) وہ لوگ جنکی دماغی حالت صحیح نہیں ہے -

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ موجودہ دور حکومت میں اب مشترکہ ملکیت کا دستور رائج ہوتا جاتا ہے اور ذاتی اور شخصی ملکیت کے دستور کو متایا جا رہا ہے - روس کی حکومت مذہب سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں رکھتی نہ مذہب کی اسکی نگاہ میں کوئی وقعت ہے نہ اسکا کوئی حق ہے- موجودہ دستور حکومت میں انتخابات کی بنا پیشوں پر ہے نہ کہ رقبے پر - یعنی مزدوروں اور کسانوں کی تعداد کے لحاظ سے انکے نمائندوں کی تعداد قائم ہوتی ہے نہ کہ گاؤں اور شہروں کی تعداد یا رقبہ کے لحاظ سے - یہ بات بھی دھیان میں رکھنے کے قابل ہے کہ زینہ بہ زینہ گاؤں کا رشتہ اور تعلق مرکزی حکومت متحدہ سے جاکر مل جاتا ہے اور اسی طریق کے ساتھ حکومت کا استحکام اور اتحاد وابستہ ہے - موجودہ قواعد کی رو سے شہروں کے مزدوروں کو بہ نسبت دیہات کے کسانوں کے زیادہ نمائندے منتخب کرنے کا اختیار ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ مزدور ہی بولشوک پارتی اور بولشوک حکومت کے پشت پناہ ہیں اور انکے عقائد میں ایمان رکھتے ہیں - کسانوں کا رجحان بولشوک پارتی اور

بولشوک حکومت کی جانب همدردانه ضرور هے لیکن یه ان کی اُمت میں شمار نہیں کئے جا سکتے - چونکه حکومت کی باگیں بولشوک پارٹی اپنے هاتھوں میں رکھنا چاھتی هے اس لئے مزدور اور کسانوں میں تفریق کرنا اس کے لئے لازمی تھا -

روس میں بھی میونسپلٹیوں کے فرائض و اختیارات کم و بیش وھی ھیں جو دوسرے ممالک میں یا دوران انقلاب میں میونسپلٹیوں کے انتظامات قطعی درھم برھم ھو گئے تھے - سنه ۱۹۲۱ع سے پھر ان کا شیرازه بندھنا شروع ھوا ھے - میونسپلٹیاں متحدہ حکومت روس کی وزارت محکمۂ داخلیه کے تحت میں ھیں - اس وزارت کا ایک خاص محکمه ان کی نگہداشت کرتا ھے - اس محکمه کے فرائض حسب ذیل ھیں - (۱) شہروں کی اقتصادی زندگی کا نظام قائم رکھنا (۲) شہروں کی عمارتوں ' سڑکوں اور باربرداری کے انتظامات کی نگہداشت رکھنا (۳) لوگوں کو مکانات مہیا کرنے میں مدد دینا - (۴) اُن قواعد و احکام کی پابندی کرانا جو میونسپلٹیوں کے متعلق حکومت کی طرف سے جاری کئے گئے ھوں - میونسپل اور لوکل گورنمنٹ کے متعلق تمام قواعد و قوانین کے مسودے تیار کر کے وزارت یا سنٹرل اکزیکٹو کمیٹی کے رو برو پیش کرنا (۵) عجائب خانے قائم کرنا اور نمائشیں منعقد کرنا وغیرہ وغیرہ - تمام اضلاع قسمتوں اور شہروں کی آمدنی اور مصارف کے گوشوارۂ حساب صوبه کی کانگرس یا کمیٹی سے منظور کئے جاتے ھیں ' ان کا سال یکم اکتوبر سے شروع ھو کر ۳۰ ستمبر کو ختم ھوتا ھے - ان کے ذرائع آمدنی حسب ذیل ھیں - (۱) میونسپلٹیوں کی جائداد کا کرایه یا کار و بار کا منافع (۲) مقامی محصولات (۳) صوبه یا مرکز کا حکومت کے محصولات میں سے معینه حصه (۴) سرکاری امداد - اخراجات کی مدیں حسب ذیل ھیں (۱) سڑکوں کی تعمیر اور مرمت (۲) حفظان صحت (۳) تعلیم (۴) باربرداری کے انتظامات ' عمارات اور مکانات کا تعمیر کرنا اور اُن کی نگہداشت کرنی ؛ شہر والوں کو اور دوسری سہولتوں کا بہم پہونچانا -

روس میں میونسپلٹیوں کی حالت بعض لحاظ سے برطانیه وغیرہ کے مقابله میں بہت ادنیٰ ھے - مثلاً آب رسانی کے معاملے میں ان کے انتظامات قطعی غیر کافی ھیں - دیہات میں تو بجز کنوؤں نہروں اور دریاؤں کے آب رسانی کا کوئی انتظام ھے ھی نہیں ' بلکه قصبوں اور بعض شہروں میں بھی

انتظامات نا کافی ہیں - خود دارالحکومت یعنی موسکو اور پٹروگریڈ میں اکثر محلّوں میں اونچے مکانات ملیں گے جن میں نل نہیں لگائے گئے ہیں - صفائی کے لئے زمین دوز نالے اور نالیوں کا انتظام بہت نا کافی ہے - صرف بڑے بڑے شہروں میں تو یہ انتظام ہے ' باقی اور تمام ملک میں نہیں - البتہ ٹرامویے کے جاری کرنے کے معاملے میں روس کی میونسپلٹیاں بہت مستعد ہیں اور ان کا انتظام معقول ہے - تعلیم کی اشاعت موجودہ دور میں نہایت شد و مد سے ہو رہی ہے گو خرچ اس پر زیادہ نہیں کیا جاتا - بڑی کفایت شعاری سے کام کیا جاتا ہے اور مدرسین کی تنخواہیں قلیل ہیں - بات یہ ہے کہ موجودہ مفلسی کی حالت میں زیادہ تنخواہیں دینا ممکن نہیں - سوشلزم کے عقائد کے مطابق شہروں کی تمام زمین اور مکانات میونسپلٹیوں کی ملکیت ہیں اور ان کا انتظام بھی میونسپلٹیاں ہی کرتی ہیں - یہی حال صنعت و حرفت اور تجارتی کار و بار کا ہے - روس کے تقریباً سات سو شہروں میں دو ہزار کارخانے میونسپلٹیوں کے انتظام میں ہیں - بعض کار و بار میونسپلٹیاں لوگوں کے سپرد کردیتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے چلاتی ہیں مثلاً حمام ' حجامت کی دوکانیں ' کپڑا دھونے کے کارخانے - ابھی تک میونسپلٹیاں ذاتی ملکیت و ذاتی تجارت کے طریق مٹانے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوئی ہیں - صرف ۲۵ فیصدی رقبۂ آراضی - عمارات اور مکانات و نیز دیگر کار و بار میونسپلٹیاں اپنے قبضہ و تحت میں لا سکی ہیں - بڑے بڑے شہروں میں زیادہ کامیابی ہوئی ہے - چھوٹے چھوٹے شہروں میں کم - اوسط بیس یا پچیس فیصدی کا پڑتا ہے - بڑے بڑے شہروں میں عمارتیں اور مکانات میونسپلٹیوں کی ملکیت ہیں اور یہی لوگوں کے بود و باش کے انتظام کی ذمہ دار ہیں - ایسا بھی ہوتا ہے کہ مکانات لوگوں کو کرایہ پر اٹھا دئے جاتے ہیں -

(۴) آئین و قوانین

سنہ ۱۹۱۷ع کے ہنگامۂ انقلاب نے زار کے دور حکومت کی عدالتوں اور قوانین کا خاتمہ کردیا - نہ عدالتیں رہیں نہ قانون و قاعدے کی پابندی - مہینوں تک ملک میں سوائے مارشل لا کے اور کوئی ضابطہ و قانون نہ تھا - انقلابی عدالتیں اور فوجی کمیشن جو چاہتے کرتے - دو سال بعد جب حکومت کو استحکام ہوا تو یہ کمیشن اور انقلابی عدالتیں موقوف کردی گئیں اور ضابطہ اور قانون کے رائج کرنے کی کوشش کی گئی - ذاتی ملکیت کا پرانا دستور تو اب رہا نہیں ' جائداد وغیر منقولہ آراضی بجز حکومت کے کسی شخص کی ملکیت مانی نہیں جاتی تاہم آراضی لوگوں کو ٹھیکہ پر اُٹھائی جاتی ہے اور بھی رعایتیں برتی جاتی ہیں یعنی لوگوں کو ایسے کارو بار کرنے کی اجازت دیدی جاتی ہے جنکو حکومت خود اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہتی - جائدادیں ضبط کرنے کا اختیار اب باقی نہیں - جبریہ مزدوری کا طریق بھی اب نہیں جاری ہے - غیر ممالک کے باشندوں کے حقوق کا تحفظ پوری طور سے ہوتا ہے - انکی ملکیت نہ ضبط کی جاتی ہے- نہ حکومت اسکی مالک قرار پاتی ہے- جب سے نئی اقتصادی پالیسی کا نفاذ ہونا شروع ہوا یعنی سنہ ۱۹۲۱ع سے آئین و قوانین کی پابندی ہونے لگی - باقاعدہ عدالتیں قائم کردی گئیں اور عدل و انصاف کی پوری پوری کوشش کی جانے لگی - حتیٰ کہ جو لوگ دوران انقلاب میں فوجی عدالتوں اور کمیشن کے احکام کی رو سے جیل خانہ بھیجدئے گئے تھے یا جلا وطن کر دئے گئے انکی سزاؤں کے متعلق تحقیق و تفتیش کی گئی اور ان میں سے بہت سے رہا کردے گئے یا اُنکی سزائیں کم کردی گئیں- سنہ ۱۹۲۲ع میں ایک قانون نافذ ہوا جسکی رو سے تمام رعیت کو اُن پیشوں اور کاروبار میں شریک ہونے کی اجازت دیگئی جو قانوناً ممنوع نہ تھے - ذاتی ملکیت کا دستور جس حد تک روا رکھا گیا اسکے تحفظ کا اختیار عدالتوں کو دیا گیا - اور عدالتوں کو تاکید کی گئی کہ وہ اپنے فیصلے قانون کے مطابق اور حکومت کی پولیسی کے لحاظ سے کیا کریں - ذاتی رجحان اور میلان کو فیصلوں میں دخل نہ دیں - روس میں انتظامی اور عدالتی معاملات کی تفریق روا نہیں رکھی گئی ہے اور عدالتی اور انتظامی معاملات علحدہ نہیں کئے گئے ہیں -

اسوقت متحدہ حکومت روس میں چار ضابطۂ قوانین جاری ہیں - یعنی ضابطۂ قانون فوجداری - ضابطۂ قانون دیوانی - ضابطۂ قانون آراضی اور

ضابطۂ قانون مزدوری- ضابطۂ قانون فوجداری یکم جولائی سنہ ۱۹۲۲ع سے نافذ ہوا ' ضابطۂ قانون مزدوری ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۲۲ع سے جاری کیا گیا - ضابطۂ قانون آراضی یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۲ع سے عمل میں آنا شروع ہوا اور ضابطۂ قانون دیوانی یکم جنوری سنہ ۱۹۲۳ع سے -

ضابطۂ فوجداری میں ایسے قوانین کا اضافہ کیا گیا ہے کہ جو حکومت کی جدید اقتصادی پولیسی کا تحفظ کرتے ہیں اور دور انقلاب کی مخالف تحریکوں کی روک تھام - ان میں ایسے قوانین بھی اضافہ کئے گئے ہیں جنکی رو سے حکومت میں مذہب کا کوئی دخل یا واسطہ باقی نہیں رہتا - زیادہ سے زیادہ سزا اس کی رو سے دس سال دیجاسکتی ہے گو بعض بعض خاص جرائم کے لئے سزاے موت بھی مقرر ہے - حکومت کے خلاف سازش - یا رشوت ستانی یا ڈکیتی اور بھی بعض سنگین جرائم کے لئے سزاے موت مقرر ہے - ضابطۂ قانون فوجداری کے عمل میں آنے کے پہلے سال کے اندر کل ملک میں ۱۰۱۱۷۷۶ مجرموں کا چالان ہوا جس میں سے ۵۸۲۳۴۸ سزایاب ہوئے - ان میں صرف ایک فیصدی کو سزاے موت دیگئی - باقی ماندہ کو جیل یا جرمانہ -

ضابطۂ قانون مزدوری کارخانہ داروں اور مزدوروں کے درمیان معاهدوں یا ان کے باهمی تنازعات کے فیصلوں وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے - اس کی تفصیل نہایت دلچسپ ہے اور آئندہ بیان کی جائیگی -

ضابطۂ قانون آراضی کی رو سے زمین حکومت کی ملکیت قرار دیگئی ہے لیکن اسی کے ساتھ اس میں ایسی دفعات بھی رکھی گئی ہیں جن کی رو سے فرداً فرداً اشخاص یا جماعتیں آراضی کو کام میں لاسکتی ہیں - موجودہ طریق زراعت روس میں بہت پرانا اور کم نفع بخش ہے - اس ضابطۂ قانون کی خاص غرض یہ ہے کہ زراعت کے نئے طریقے رواج پائیں اور آراضی کی پیداوار بڑھائی جائے -

ضابطۂ قانون دیوانی جائداد و کاروبار کے متعلق شخصی ملکیت کے حقوق کی حدود قرار دیتا ہے اور تجویز کرتا ہے کہ کن صورتوں اور حالتوں میں اس کے متعلق معاهدہ کیا جا سکتا ہے یا ملکیت رهن کی جا سکتی ہے اور ٹھیکہ پر دی جا سکتی ہے - اس کل ضابطہ قانون کی بنا مشترکہ ملکیت کے دستور پر پڑی ہے - شخصی ملکیت کے دستور کی حمایت اس قانون اور ضابطہ کے ذریعہ سے نہیں ہوتی - صرف خاص خاص صورتوں میں رعایت محفوظ

رکھی گئی ہے - شہریت کے پورے پورے حقوق اُنہیں لوگوں کا حصہ ہیں جو سوشلزم کے عقائد کے مطابق مشترکہ ملکیت کے دستور کو رائج کرنے کے حامی ہیں یعنی مزدور و کسان - متوسط درجہ کے شرفا کے لئے بجز خاص صورتوں کے ان حقوق کا دعویٰ کرنے کی گنجائش بہت کم ہے - وہ نکتہ چیں جو بولشوک حکومت کے اس طرز عمل پر معترض ہوتے ہیں ان کی طرف سے اُن کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ایسی تفریق تو سدا سے چلی آتی ہے - تمام مغربی ممالک میں حکومت اور قانون دونوں روسا اور شرفا کی رعایت مد نظر رکھتے رہے ہیں - جو رعایتیں روسا اور شرفا بالخصوص اصحاب دولت کے ساتھہ اب تک برتی گئی ہیں یا برتی جاتی ہیں ان ممالک کے آئین و قوانین اُن کے شاہد ہیں - روس میں فرق اب صرف یہ ہوگیا ہے کہ بجائے روسا و شرفا کے رعایت کسانوں اور مزدوروں کے حق میں برتی جاتی ہے -

ضابطۂ قانون دیوانی

ضابطۂ قانون دیوانی کے اجرا کے موقع پر جو اعلان شائع ہوا تھا اُسمیں تاکیداً ہدایت تھی کہ سنہ ۱۹۱۷ سے قبل کے مقدمات و تنازعات کا فیصلہ کرنے کی کوئی عدالت مجاز نہ ہوگی اور سنہ ۱۹۱۷ اور سنہ ۱۹۲۲ کے درمیانی زمانہ کے مقدمات اُس زمانہ کے مروجہ قانون کے مطابق طے کئے جائیں گے - زمانہ انقلاب سے قبل کی کوئی نظیر سند نہ مانی جاے گی - غیر ممالک اور غیر حکومتوں کے باشندوں کے حقوق کا فیصلہ اُن عہدناموں کے مطابق ہوگا جو حکومت روس اور ان ممالک میں قرار پا گئے ہیں - اُن ممالک کے باشندوں کے حقوق کا فیصلہ جنسے حکومت روس سے کوئی عہدنامہ قرار نہیں پایا ہے وزارت خارجیہ کے احکام کے مطابق کیا جائیگا -

ضابطۂ دیوانی کی بعض اہم دفعات جو دلچسپی سے خالی نہیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں (۱) رعیت کے حقوق قانون کے ذریعہ سے محفوظ کئے جائیں گے لیکن جن حالتوں میں کہ یہ حقوق قانون کی معاشرتی اور اقتصادی اغراض کے منافی ہوں گے اُن کا تحفظ ممکن نہیں (۲) جائداد کے متعلق جو دفعات ہیں اُن میں صاف طور سے تحریر ہے کہ تمام زمین سرکاری ملکیت ہے اور خریدی اور بیچی نہیں جا سکتی - جو ملکیت یا کارخانے میونسپلٹیوں کے تحت میں ہیں یا جن کو میونسپلٹیاں چلاتی ہیں ان پر کسی کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا ، البتہ یہ ٹھیکے پر چلانے کو دئے جا سکتے

ہیں - شخصی ملکیت میں حسب ذیل اشیاء شامل ہوسکتی ہیں (۱) وہ عمارتیں جو میونسپلٹی کے قبضہ اور تحت میں نہیں ہیں (۲) وہ کارخانے اور کار و بار جنمیں ایک معینہ تعداد سے زیادہ مزدور اُجرت پر کام میں نہیں لگائے جاتے (۳) اوزار و آلات حرفت (۴) سونا چاندی اور سکے (۵) ذاتی اور خانگی استعمال کی چیزیں (۶) وہ اشیاء اور جائداد جن کے خریدنے اور بیچنے کی قانوناً ممانعت نہیں ہے یا جن کے متعلق سرکار سے اجازت حاصل کر لی گئی ہے یا جو رعایتاً ٹھیکہ پر دیدی گئیں ہیں - بود و باش کے وہ مکانات جو میونسپلٹی کے قبضہ و تحت میں نہیں ہیں خریدے اور بیچے جا سکتے ہیں لیکن کوئی شخص ایک وقت میں ایک سے زائد مکان یا عمارت نہیں بیچ یا خرید سکتا -

ضابطۂ قانون آراضی

اس قانون کا نفاذ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۲۲ سے ہوا - جو آراضی جس کسان یا شخص کے قبضہ میں اس وقت تھی وہ اس کے قبضہ میں رہی ہر کاشتکار دخیلکار قرار دیا گیا - کوئی شخص زمین سے اس وقت تک بیدخل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ قانون اس کی اجازت نہ دیتا ہو - جن زمینداروں کی آراضی سنہ ۱۹۱۸ میں ضبط کی گئی تھی اگر کسی غلطی سے وہ اب تک اُن کے قبضے میں چلی آتی ہے تو ان کے حقوق کا فیصلہ بھی موجودہ ضابطہ قانون کی ہی رو سے کیا جا سکتا ہے - اسی ضابطۂ قانون کی رو سے تمام زمین سرکار کی ملکیت ہے - سرکار اس زمین کے بونے جوتنے اور استعمال کرنے کا اختیار کسانوں کو یا کسانوں کی انجمنوں کو یا شہری آبادی کے لوگوں کو بھی دے سکتی ہے اور دیتی ہے - اکثر حصہ دیہاتی زمین کا سرکاری کاموں میں بھی آتا ہے - جو زمین باقی رہتی ہے وہ محکمۂ زراعت کے تحت میں رہتی ہے - اکثر حصہ اس کا سرکار خود کاشت میں لاتی ہے جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسانوں کو بتایا جائے کہ نئے طریقوں سے پیداوار میں کیوں کر اضافہ کیا جا سکتا ہے -

متحدہ روس کی تمام آبادی میں سے ہر شخص کو حق و اختیار ہے کہ وہ زمین کاشتکاری کے لئے حاصل کر سکے بشرطیکہ وہ اپنی محنت و مشقت یا اپنے گھر والوں کی محنت و مشقت سے زمین بوئے اور جوتے - اگر تین سال تک کوئی شخص زمین کو بیکار پڑا رہنے دیتا ہے تو اس کا حق زایل ہو جاتا ہے - کاشتکار یا زمیندار جس طرح چاہے زمین بو اور

جوت سکتا ہے ، اگر چاہے تو اس پر عمارت بنا سکتا ہے ، پیداوار یا عمارت یا سامان عمارت کاشتکار کی ملکیت ہوتی ہے ، وہ چاہے تو اس کو رهن و بیع کر سکتا ہے مگر زمین سرکاری ملکیت رہتی ہے اس کے بیچنے یا خریدنے کی قطعی ممانعت ہے - البتہ خاص حالتوں میں کاشتکار کو اختیار ہے کہ وہ اس زمین کو ٹھیکہ پر اٹھاوے ، اس ٹھیکے کی میعاد عموماً تین چار سال ہوتی ہے - کسی حالت میں چھہ سال سے زاید نہیں ہو سکتی - جو شخص زمین ٹھیکہ پر لیتا ہے اس پر بھی لازمی ہے کہ وہ صرف اپنی یا اپنے گھر والوں کی محنت و مشقت سے زمین جوتے اور بوئے - اُجرت دے کر مزدوروں سے کام کرانا صرف اُسی حالت میں روا ہے جب کہ گھر میں کام کرنے والوں کی اس قدر کمی ہو کہ زمین کے جوتنے بونے کے لئے وہ کافی نہ ہوں - تقسیم آراضی یا اس کے متعلقہ نزاعات طے کرنے کے لئے ہر ضلع ، ہر قسمت اور ہر صوبہ میں خاص خاص کمیٹیاں مقرر ہیں کہ جو ان کا فیصلہ کرتی اور فیصلوں پر نظر ثانی کرتی ہیں - سب سے بڑی عدالت آراضی وزیر زراعت ، وزیر عدالت اور ایک خاص کمیٹی پر مشتمل ہوتی ہے - کاشت ذاتی طور پر فرداً فرداً کی جا سکتی ہے اور مشترکہ طریق سے بھی - شروع شروع زمانہ انقلاب میں بولشوک حکومت نے کسانوں پر اس بات کا بہت زور ڈالا تھا کہ کاشت کا طریق مشترکہ ہونا چاہیے - پیداوار اور تمام سامان مشترکہ ملکیت ہو - ذاتی ملکیت اور نفع کا دستور قطعی مسترد کردیا جائے - مگر کسان اس کے لئے تیار نہ تھے ، انہوں نے وہ طریق عمل اختیار کیا کہ بولشوک حکومت کی غرض فوت ہونے لگی - ایسی صورت میں سنہ ۱۹۲۳ ع میں نئی اقتصادی پولیسی کا نفاذ شروع ہوا ، جو طریق اب تک جاری ہے اس کی رو سے مشترکہ طریق لازمی نہیں ہے - یعنی پیداوار اور نفع ہر شخص کی ملکیت ہے - حکومت مشترکہ طریق کے عادی بنانے کے لئے اب کسانوں میں کواپریشن کی تحریک کو شد و مد سے فروغ دے رہی ہے اور یہ مقبول بھی ہوتا جاتا ہے -

ضابطہ قانون مزدوری

بولشوک حکومت کے طرز عمل اور اس کی پولیسی کے متعلق اچھی یا بری جو کچھہ بھی رائے قائم کی جائے اور اس کے بارے میں اختلاف رائے کی بہت گنجائش ہے ، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس دور میں کسانوں اور مزدوروں کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے ، اس کا دستور حکومت اور آئین و

قوانین ایسے ہیں کہ جن سے ادنیٰ طبقے کے لوگوں کو اور بالخصوص مزدور پیشہ جماعت کو کافی نفع پہونچتا ہے - یہ امتیاز روس ہی کو حاصل ہے کہ اس نے مزدوروں کا مرتبہ اور پایہ خوددار انسانوں کا سا قرار دیا ہے - اس لحاظ سے ضابطۂ قانون مزدوری نہایت دلچسپ ہے - اس کی تمام دفعات کا خلاصہ بھی درج کرنا تو یہاں ممکن نہیں، تاہم مختصراً اسکا خاکہ ذیل میں کھینچا جاتا ہے سرکاری محکموں - کارخانہ داروں یا ذاتی طور پر اگر کسی شخص کو مزدوروں کی ضرورت ہے تو اُس کو سرکاری محکمۂ مزدوری سے رجوع لانا ہوگا - محکمۂ مزدری مزدور بہم پہونچائیگا اگر محکمہ مزدور بہم نہ پہونچاسکے اور آپ خود مزدور اُجرت پر رکھ لیں تب بھی آپ کو محکمہ کو اطلاع دینی پڑیگی - اگر آپ کو اپنے کام کے لئے ایک ہفتہ سے زائد زمانہ کے لئے مزدوروں کی ضرورت ہے تو پھر آپکے اور مزدوروں کے درمیان تحریری معاہدہ قرار پائیگا معاہدہ کی شرائط سرکاری محکمہ نے قرار دے دی ہیں - اس معاہدہ کی پابندی دونوں فریق پر لازم ہے - معاہدے تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی ایک سال کے لئے - یا مدت غیر متعینہ کے لئے یا کسی خاص کام کے پورا کرنے کے لئے - معاہدے حسب ذیل صورتوں میں منسوخ کئے جاسکتے ہیں -

الف—(۱) اگر کارخانہ یا کاروبار بند کر دیا جائے -

(۲) یا کام مہینہ بھر سے زائد کے لئے روک دیا جائے -

(۳) یا مزدور نکما اور ناکارہ ثابت ہو -

(۴) یا حسب معاہدہ کام جس قدر اس کو کرنا چاہئے نہ کرتا ہو -

(۵) اگر مزدور نے کارخانہ کے خلاف کوئی جرم کیا ہو جس کے لئے وہ سزایاب ہو -

(۶) یا تین روز تک متواتر غیر حاضر رہے یا مہینہ بھر میں اس کی غیر حاضریاں ۶ روز سے زائد ہوں -

(۷) اگر بیمار یا ناکارہ ہو جانے پر دو مہینہ کے بعد بھی مزدور کام پر واپس نہ آئے ایسی صورتوں میں معاہدہ مسترد سمجھا جاتا ہے اور کارخانہ دار مزدور کو برطرف کرسکتا ہے -

(ب) مزدور کی جانب سے بھی معاہدہ مسترد ہوسکتا ہے اگر حسب ذیل صورتیں پیدا ہوں تو وہ کام چھوڑ سکتا ہے -

(۱) اگر مزدوری مقررہ وقت پر نہ ادا کی جائے -

(۲) اگر اُن شرائط کی پابندی نہ کی جاے جو عہد نامہ میں درج ہیں یا جو قانون کے لحاظ سے واجب ہیں -

(۳) اگر کارخانہ‌دار یا کارخانہ کے مہتمم یا ان کے گھر والے مزدور کے ساتھ تو ہین آمیز یا ذلت کا برتاؤ کریں -

(۴) یا اگر کارخانہ میں حفظان صحت کا انتظام خراب ہونے لگے- مزدوروں کو مزدوری حسب معاهدہ دی جانی چاہئے مگر کسی حالت میں کم سے کم اُس سے کم نہ ہونی چاہئے جو قانون کی رو سے مقرر ہے - مزدوری نقد ادا کی جانی چاہئے اور وقت مقررہ پر - اور اُسی جگہ کہ جہاں کام ہوتا ہے - نابالغوں کے لئے کام کرنے کے گھنٹے نسبتاً کم ہوتے ہیں مگر مزدوری پوری ہوتی ہے -

اگر کسی مزدور کو کارخانہ دار کی ہدایت اور کام کی وجہ سے نقل مکان کرنا پڑے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑے تو باربرداری کا تمام صرفہ اور ۲ یوم کی زائد مزدوری اس کو دیجائیگی - اس کے بیوی بچوں کو بھی خوراک ملیگی - اسی کے ساتھ اگر مزدور کوئی کام بگاڑ دے یا اوزار وغیرہ کا نقصان کر دے تو اسکا تاوان اُسے دینا پڑتا ہے اور یہ رقم اُسکی اُجرت میں سے کٹ جاتی ہے - مزدور کے بیمار پڑ جانے یا ناکارہ ہو جانے کی حالت میں اسکو دو مہینہ کی مہلت دی جاتی ہے جس کے بعد وہ اپنے کام پر آسکتا ہے - بچہ جننے کی حالت میں عورت کو چار مہینہ کی مہلت ملتی ہے کہ جس کے بعد وہ اپنے کام پر واپس آسکتی ہے -

معمولی طور سے دن میں آٹھ گھنٹے کام کرنے کے لئے مقرر ہیں - اس سے زائد مزدوروں سے کام نہیں لیا جاسکتا ہے - ۱۶ اور ۱۸ سال کی عمر کے لڑکوں کے لئے صرف ۶ گھنٹہ کام کرنے کے ہوتے ہیں ' اور ان لوگوں سے بھی جو دفتر کا کام کرتے ہیں یا جن کو زمین کے اندر یعنی کانوں وغیرہ میں کام کرنا پڑتا ہے صرف ۶ گھنٹہ ہی کام لیا جا سکتا ہے یعنی ان لوگوں کا دن صرف ۶ گھنٹوں کا ہوتا ہے -

زائد از وقت کام لینا ممنوع ہے بجز خاص حالتوں کے- یعنی اگر حکومت کے تحفظ کے لئے ضروری ہو - یا کسی حادثہ کی وجہ سے تار - ڈاک - ریل - بجلی - پانی وغیرہ کا انتظام درهم برهم ہو گیا ہو - یا کسی کارخانہ کی مشینری بگڑگئی اور کام رک گیا ہو ' تو ایسی صورتوں میں زائد از وقت کام

لیا جاسکتا ھے ' لیکن ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکوں سے اس حالت میں بھی زائد از وقت کام نہیں لیا جاسکتا - روس میں مزدوروں اور کام کرنے والوں کے لئے نہ صرف کام کے اوقات مقرر ہیں جن کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی ' بلکہ سرکاری محکموں ' کارخانوں اور نیز گھروں میں بھی مزدوروں اور ملازموں کو چھٹی ملتی ھے - ایک ھفتہ میں ۴۲ گھنٹہ کی چھٹی لازمی ھے - علاوہ بریں سال بھر میں دور انقلاب کی چھ یادگار تاریخیں ایسی ھیں جن میں سب کام بند کر دیا جاتا ھے اور مزدوروں اور ملازموں کو چھٹی رھتی ھے - علاوہ بریں ملازم اور مزدور سال بھر میں ایک مرتبہ پندرہ یوم کی رخصت کا حقدار ھے- ۱۸ سال سے کم کی عمر کے لڑکوں کو ایک مہینہ کی رخصت ملتی ھے - اور جو لوگ خطرناک قسم کی مزدوری یا کام میں لگائے جاتے ھیں انکو بھی مہینہ بھر کی رخصت ملتی ھے -

۱۸ سال سے کم عمر کے مزدور یا کسی عمر کی عورتوں کا کسی خطر ناک کام میں یا ایسے کام میں لگانا جو تندرستی کو نقصان پہونچاتا ھو قطعی ممنوع ھے ' اسی طرح سے ان لوگوں سے رات کے وقت کام کرانا بھی منع ھے - اُن عورتوں سے جو حاملہ ھوتی ھیں یا بچوں کو دودھ پلاتی ھوں زائد از وقت یا رات کے وقت کام نہیں لیا جا سکتا ' کام کرنے والی عورتوں کو حاملہ ھونے کی حالت میں بچہ ھونے سے آٹھ ھفتے پیشتر اور آٹھ ھفتے بعد تک چھٹی رھتی ھے ' جو عورتیں دفتروں میں لکھنے پڑھنے کا کام کرتی ھیں ان کے لئے چھ ھفتے قبل اور چھ ھفتے بعد کی مدت متعین ھے - سولہ سال سے کم عمر کا کوئی لڑکا یا لڑکی مزدوری میں نہیں لگایا جا سکتا - بعض صورتوں میں رعایت کر دی جاتی ھے لیکن ۱۴ سال سے کم کی عمر کے لڑکے یا لڑکی کا مزدوری میں لگانا تو قطعی ممنوع ھے -

کارخانوں میں حفظان صحت کا معقول انتظام رکھنے کی ھدایت کی پابندی سختی سے کرائی جاتی ھے اور ان مقامات کے مزدوروں کے لئے جہاں گندگی - سیل یا زھریلی ھوا میں کام کرنا پڑتا ھے صابون اور تبدیل کرنے کے لئے کپڑے وغیرہ مہیا کرنے کا حکم ھے - ایسے مقامات پر کام شروع کرانے سے پیشتر مزدوروں کا طبی معائنہ بھی لازمی ھے - اس بات کی بھی ھدایت ھے کہ ھر کارخانہ دار اپنے کارخانہ کے دروازے یا کسی نمایاں جگہ پر قواعد و ضوابط کی ایک نقل چسپاں رکھے گا تاکہ مزدور اس سے نا واقف نہ رھیں - سرکار

کی طرف سے انسپکٹر مقرر ہیں ' جن کا یہ کام ہے کہ وقتاً فوقتاً کارخانوں وغیرہ میں جائیں اور جانچ کریں کہ قواعد کی پابندی ہوتی ہے یا نہیں - مزدوروں کو کارخانہ داروں کی طرف سے کوئی شکایت تو نہیں - حفظان صحت کا انتظام کیسا ہے وغیرہ وغیرہ - اس جانچ پرتال کے بعد اُنکا فرض ہے کہ وہ جو بات خلاف قاعدہ دیکھیں اُس سے محکمہ مزدوری کو مطلع کریں - علاوہ انسپکٹروں کے مزدور پیشہ جماعت کی انجمنیں قائم ہیں جو ٹریڈ یونین کہلاتی ہیں - ان کا بھی یہی کام ہے کہ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کریں ' شکایات دور کرانے میں مدد دیں - جو قواعد و ضوابط قابل شکایت ہوں ان کی ترمیم و تنسیخ کے لئے کوشاں رہیں ' علاوہ بریں مزدوروں کے طبقے کے لئے سامان تفریح مہیا کرنے اور ان کے اخلاق و آداب کے سنبھالنے کی سبیلیں نکالیں ' مزدوروں کی جماعتوں اور انجمنوں کا نظام نہایت مکمل ہے اور ملک میں ان کا اثر و اقتدار بھی کافی جما ہوا ہے - کارخانہ داروں ' سرکاری محکموں یا مزدوروں اور ملازمین سے کام لینے والے لوگوں اور مزدوروں میں جو نزاعی معاملات پیش ہوتے ہیں یا عہد ناموں کی شرائط کے متعلق جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں ان کے تصفیہ کے لئے عدالتیں موجود ہیں - علاوہ عدالتوں کے خاص کمیشن اور کمیٹیاں بھی مقرر کی جاتی ہیں جو باہمی مصالحت اور سمجھوتا کرانے کی کوشش کرتی ہیں - ضابطہ قانون مزدوری کے احکام کی رو سے ہر سرکاری محکمے ' ہر کارخانہ' ہر تجارتی؟ کواپریٹو سوسائٹیوں یا اُن لوگوں کو جو ٹھیکہ پر کام کراتے ہیں مزدوروں کے لئے بیمہ کا ایک فنڈ اپنے یہاں جمع رکھنا پڑتا ہے جس میں سے مزدوروں کو بر وقت ضرورت امداد دی جاتی ہے - بڑی سخت ہدایت ہے کہ اس فنڈ کو کسی حالت میں خرچ نہ کیا جائے - یہ فنڈ کارخانہ داروں وغیرہ کو اپنے روپیہ سے قایم کرنا پڑتا ہے - مزدوروں کی اجرت سے اور اس سے کوئی سروکار نہیں - اگر کوئی مزدور بیمار ہو جائے تو اس کے علاج کے لئے اس میں سے مدد دی جائے گی ' اگر کام کرنے کی حالت میں کسی حادثہ کی وجہ سے کوئی مزدور لولا یا اپاہج ہوجائے تب بھی اس کو اس فنڈ سے مدد دی جائیگی - مزدوروں کی بیویوں اور بچوں کو علالت کی حالت میں معالجہ کے لئے اس میں سے روپیہ دیا جائیگا - مزدوروں کی بیکاری کے حالت میں بھی اس فنڈ سے ان کی مدد کی جاتی ہے ' اگر مزدوروں کے کسی خاندان میں کوئی پرورش کرنے والا باقی نہ رہے تو ان کی پرورش بھی اسی فنڈ کے روپیہ سے ہوتی ہے -

جو کچھہ اوپر تحریر ہوا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کس طرح کرتی ہے اور ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں ان کی امداد کا کس طور سے معقول انتظام کیا گیا ہے - دستکاری اور مزدوری کی وقعت تمام مہذب ممالک میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے ' البتہ ایشیائی ممالک ابھی اس جانب سے بے خبر ہیں گو کبھی کبھی اس کا چرچا یہاں بھی سننے میں آ جاتا ہے -

ضابطۂ قانون فوجداری

تمام جرائم جن کا ارتکاب حدود روس میں ہوا ہو' ضابطۂ قانون فوجداری کی تحت میں آتے ہیں ' خواہ ان کے مجرم باشندگان روس ہوں یا غیر ممالک کے باشندے - البتہ جن ممالک کے ساتھہ خاص عہد نامے ہو چکے ہیں ان کے باشندے عہد ناموں کے دفعات کے مطابق سزا یاب ہوں گے - جرائم دو قسموں میں تقسیم کئے گئے ہیں (۱) ایک تو وہ جو حکومت کے خلاف کئے جائیں یعنی حکومت کو الٹنے یا غارت کرنے کی غرض سے - یہ جرائم بڑے سنگین سمجھے جاتے ہیں (۲) دوسرے معمولی جرائم - یہ اس قدر سنگین نہیں شمار ہوتے - جرائم کے متعلق نیت کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے یعنی کوئی جرم عمداً بد نیتی سے کیا گیا ہے یا نا واقفیت کی وجہ سے سرزد ہوا ہے - آخرالذکر حالت میں سزا کم کر دی جاتی ہے - اُن لوگوں کی سزا بھی کم کردی جاتی ہے جن کے متعلق یہ ثابت ہو کہ ارتکاب جرم کے وقت ان کے دماغ کی حالت صحیح نہیں تھی - چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کی سزا کا طریقہ بالکل مختلف ہے یعنی وہ ڈاکٹر اور معلم کی نگرانی میں رکھے جاتے ہیں اور چودہ سے سولہ برس کی عمر کے بچوں کے لئے بھی گو یہ طریقہ لازمی نہیں لیکن برتا جاسکتا ہے - اس عمر کے لڑکے لڑکیوں کو معمولی جوان آدمی کی نسبت سزا نصف دی جاتی ہے - عدالتوں کو ہدایت ہے کہ سزا دینے سے پیشتر حسب ذیل باتوں پر توجہ ضرور کریں -

(۱) جرم ذاتی اغراض کی وجہ سے کیا گیا ہے یا حکومت کا تختہ الٹنے کی غرض سے ؟

(۲) جرم سے حکومت کو نقصان پہونچانا مقصود تھا یا کسی خاص شخص کو

(۳) کیا جرم محض پیٹ بھرنے کی غرض سے اور مفلسی سے مجبور ہو کر کیا گیا ہے ؟

(۴) کیا جرم محض ادنی جذبات اور ذلیل خواهشات کی وجه سے کیا هے ؟
(۵) مجرم کا یه پہلا جرم هے یا وہ عادی مجرم هے ؟
(۶) مجرم ایک فرد هے یا گروہ - اور جرم میں خونریزی اور زبردستی سے کام لیا گیا هے یا نہیں -
(۷) جرم محض اشتعال کا نتیجه هے یا سوچ سمجھه کر کیا گیا هے ؟
(۸) مجرم کی عمر ۱۸ یا ۱۶ سال سے کم هے یا زائد ؟

سزائیں جو دی جاتی هیں حسب ذیل هیں -

(۱) سزائے موت - جلا وطنی (دائمی و عارضی) دس سال تک کی قید - ضبطی جائداد - جرمانه - نوکری سے برخاست کردینا - حقوق شہریت کا ضبط هو جانا - محض فہمائش -

(۲) سزائے قید دس سال سے زاید نہیں هوتی - کاریگر یا کسان کے اوزار گھر کا ضروری سامان اور مجرم یا اس کے خاندان کے پیٹ بھرنے کا چھه ماہ کا اساسه ضبط نہیں هو سکتا - اتھارہ سال سے کم عمر کے کسی شخص یا حامله عورت کو کسی حالت میں سزائے موت نہیں دی جاتی - شہریت کے حقوق کے ضبط هونے کے معنی یه هیں که ووٹ دینے کا حق پانچ سال کے لئے ضبط کر لیا جاتا هے - اسی مدت کے لئے کسی عہدہ یا ذمه داری کی جگه پر تقرر نہیں هو سکتا اور حقوق جائداد میں بھی فرق پڑجاتا هے - فہمائش کی سزا کے معنی یه هیں که فہمائش عام جلسه میں کی جاتی هے اور اخبارات میں اس کا ذکر شائع هوتا هے - چھپائی کی اجرت مجرم کو دینی پڑتی هے -

حکومت کے خلاف علم بغاوت اُتھانے کی سازش میں تحریک انقلاب کے دشمنوں کی مدد کرنا یا اس میں شریک هونا - بد امنی پھیلانا یا بدامنی پھیلانے کی غرض سے لوگوں کو محصولات ادا نه کرنے کی ترغیب دینا اور ایسی سازشیں کرنا جن سے حکومت کو نقصان پہونچنے کا اندیشه هو یا مخبری کرنا اور زار روس کے پرانے سرداروں اور حکام کے ساتھه مل کر سازش کرنا ان تمام جرائم کے لئے سزائے موت اور ضبطی جائداد کی سزا مقرر هے - البته اگر مجرم کے موافق کچھه ایسی صورتیں ثابت هو سکیں جن سے اس کا جرم کم سنگین معلوم هو تو سزا میں تخفیف بھی هوسکتی هے - اسی طرح سے بلوہ کرنے - آگ لگانے - ریل اور تار وغیرہ کو توڑنے ملزموں کے رہا کرانے کی کوشش کرنے یا زنا بالجبر کرنے کے لئے انتہائی سزا موت

حصه چهارم

کی ہے - کم از کم سزا تین سال کی قید اور ضبطی جائداد ہے - جعلی سکہ ڈھالنے یا نوٹ بنانے کے لیے بھی انتہائی سزا موت اور کم از کم سزا تین سال کی ہے -

ایسے حکام کے لیے جو سرکاری روپیہ کا غبن کرتے ہیں یا رشوت لیتے ہیں - یا سرکاری کاغذات اور راز کو فاش کرتے ہیں - یا غیر قانونی اور بے ضابطہ سزائیں دیتے ہیں کم از کم تین سال کی سزاے قید ہے اور ضبطی جائداد بھی ہوسکتی ہے ' کم سنگین معاملوں میں ایک سال کی سزاے قید یا محض برخاستگی پر کفایت کی جاتی ہے -

قتل کے لئے انتہائی سزا آٹھ سال کی قید ہے اور کم از کم تین سال - ضرب شدید کے واسطے کم از کم تین سال ' کسی کا بچہ چرا لینے کے لئے چار سال - معمولی چوری کے لئے چھ ماہ ' لیکن چوری نقب کے ذریعہ سے کی جائے تو دو سال - جیب کاٹنے کے لئے ایک سال - ڈکیتی کے لئے جس میں خونریزی بھی ہوئی ہو موت کی سزا مقرر ہے -

تمام جرائم اور ان کی سزاؤں کے متعلق مفصل بیان غیر ممکن ہے - تمثیلاً بعض کا ذکر کردیا گیا ہے ' جو کچھ اس باب میں اب تک ضبط تحریر میں آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اب روس کی حکومت استحکام کے ساتھ قائم ہے - دستور حکومت جمہور عام کی مرضی ومنشاء کے مطابق رکھا گیا ہے گو اس میں دخل زیادہ تر عوام الناس کا ہے اور متوسط اور اعلیٰ طبقوں کے ساتھ جو رعایتیں پہلے برتی جاتی تھیں یا جو اثر و اقتدار ان کا پہلے قائم تھا اب نہیں ' گو عوام الناس کی مرضی ومنشاء کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے لیکن حکومت کی باگیں صرف بولشوک پارٹی کے ہی ہاتھوں میں ہیں - ضابطہ و قانون و قواعد کی پوری پابندی ہوتی ہے - بعض لحاظ سے روس کے قوانین و ضوابط اور ملکوں کے قوانین و آئین پر فوقیت رکھتے ہیں - بعض لحاظ سے ان میں نکتہ چینی بھی ہوسکتی ہے - بہر حال نہ وہاں بد امنی ہے نہ طوائف الملوکی نہ بے قاعدگی نہ زبردستی - ملک کا کار و بار با ضابطہ آئین و قوانین کے ذریعہ سے چل رہا ہے اور حکومت مستحکم طور پر قائم ہے - یہ بات بالکل دوسری ہے کہ بولشوک پارٹی اپنے عقیدے اور ایمان کے مطابق روس کی حکومت اور معاشرت کو از سر نو ترتیب دے کر جو نئی دنیا پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے وہ کامیاب ہوگی یا نہیں یا وہ ہمارے

خیال اور رائے کے مطابق قرین انصاف ہے یا نہیں ' اس پر اختلاف رائے ہوسکتا ہے اور واجب طور پر ہوسکتا ہے ' مگر صحیح صحیح واقعات سے نظر چرانی یا ان کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنا ہٹ دھرمی ہوگی -

اس کتاب کے اول حصہ میں روس کی تاریخ پر سر سری نظر ڈالی گئی دوسرے حصہ میں سو شلزم اور بولشوزم کا مختصرسا خاکہ کھینچ کر دوران انقلاب کی وارداتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس تیسرے حصہ میں جدید دستور حکومت اور اس کے آئین و قوانین کا حوالہ دیا گیا ہے - اس کتاب کے آئندہ حصوں میں اس بات کے دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ بولشوک حکومت نے پچھلے دس بارہ برس میں روس کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کی کس طرح کایا پلٹ کردی ہے ' معاشرت اور مذہب کے متعلق اس کا کیا رویہ ہے - اخلاق و آداب اور علوم و فنون کے متعلق اُس کی کیا ذہنیت ہے - شعبۂ تعلیم زراعت صنعت و حرفت اور تجارت کے صیغوں میں اس نے اس عرصہ میں کیا کر کے دکھایا ہے اور آئندہ اس سے کیا امید رکھنی چاہیے -

ہے - کارخانوں کی عمارتوں اور رہنے کے گھر کا کرایہ اس کو معمول سے بہت زیادہ دینا پڑتا ہے - اسکول اور کالجوں میں لڑکوں کی فیس اس سے اس کی آمدنی کے لحاظ سے لی جاتی ہے - اگر اس کا کوئی لڑکا فوجی خدمت کے قابل ہے تو اُس کو فوج میں داخل نہ کیا جائے گا ' اُس پر طرہ یہ کہ فوجی خدمت کے عوض اُس سے فوجی ٹیکس وصول کیا جائے گا - کاروبار کے معمولی قانون و قواعد کی خلاف ورزی کے لئے جس سختی سے باز پرس اس سے کی جاتی ہے اوروں سے نہیں کی جاتی ہے - غرضکہ کاروبار کی اجازت کے صلہ میں اس کا ناطقہ ہر طرح سے بند کیا جاتا ہے ' چونکہ ابھی تک اس کی ضرورت باقی ہے اس کو مرنے کی بھی اجازت نہیں - اس کا مقدر یہ ہے کہ سسکتا رہے لیکن جیتا رہے - مرنے پر بھی اس کا پیچھا محصولات سے نہیں چھوٹتا - علاوہ روزمرہ کی ضروریات کے سامان کے یعنی علاوہ کپڑوں ' برتنوں ' ایک گھڑی ' ایک پیانو اور ایک موٹر کے اس کی تمام اُس جائداد اور روپیہ پر جو یہ ورثا کے لئے چھوڑ جاتا ہے محصول لگایا جاتا ہے ' ایک ہزار روبل تک تو محصول سے معاف ہے - دو ہزار روبل پر صرف ۲ فیصدی محصول دینا پڑتا ہے ' لیکن جوں جوں روپیہ کی تعداد بڑھتی جاتی ہے ٹیکس بھی بڑھتا جاتا ہے ' حتیٰ کہ ایک لاکھ روبل پر ۵۰ فیصدی ٹیکس دینا پڑتا ہے اور اگر اس سے زیادہ ہے تو ۹۰ فیصدی -

ذاتی ملکیت کے دستور کے حامیوں یا نیپمین کو صرف کسب معاش اور دولت اکٹھا کرنے میں ہی دقتوں اور مصیبتوں کا سامنا نہیں بلکہ ہر طرح سے اُن کے لئے زندگی بسر کرنا عذاب کا باعث ہے - اُن کے سیاسی حقوق زائل ہوجاتے ہیں - اپنے ہمچشموں میں اُن کی توقیر گھٹ جاتی ہے - ہر طرف سے اُن پر لعن طعن ہوتی اور ہر جگہ اُن کا مذاق اڑایا جاتا ہے - سنیما اور تھیٹر میں نیپمین کو مسخرہ بنایا جاتا ہے اور بری طرح اُس کا خاکہ اُڑایا جاتا ہے ' سوسائٹی میں اُس کو اَچھوت سمجھ کر ہر شخص اپنے سے دور رکھتا ہے - اِن کے لڑکے اور لڑکیوں کو ' جب تک کہ وہ اپنے والدین سے قطع تعلق ہی کر دینے کا ثبوت نہ بہم پہونچائیں ' یونیورسٹیوں میں جگہہ ملنی بہت دشوار ہوتی ہے اور اکثر ہونہار نوجوان اعلیٰ تعلیم کی برکتوں سے محروم رہ جاتے ہیں - قصہ مختصر روس میں صاحب دولت اور صاحب جائداد کی ہر طرح اور ہر طرف مٹی خراب اور زندگی حرام ہے -

روس میں بڑے بڑے کارخانے - فیکٹریاں - تمام تجارتی کاروبار - ریلوے - تار برقی غرضکہ تمام وسیع پیمانے کا ملکی کارو بار حکومت کے زیر اهتمام اور زیر نگرانی ہے - علاوہ بریں تمام آراضی زراعتی و غیر زراعتی سرکاری ملکیت قرار دی گئی ہے '

سوشلزم کے تین دور

زراعتی آراضی پر کسان کو قبضہ و اختیار اُسی وقت تک حاصل رهتا ہے جب تک کہ زمین وہ خود اپنی محنت و مشقت سے جوتتا بوتا ہے - کرایہ کے مزدوروں کو زمین کا جوتنا بونا ممنوع ہے ' گو بعض خاص حالتوں میں اس کی بھی اجازت دی گئی ہے ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بولشوک حکومت سوشلزم کے اصولوں پر کار بند ہونے کی بڑی حد تک کوشش کر رہی ہے - جس وقت سے روس میں بولشوک دور حکومت شروع ہوا ہے صنعت و حرفت اور اور تجارتی کارو بار کے تین دور گذرے ہیں - پہلا دور سنہ ۱۹۱۸ سے شروع ہوکر سنہ ۱۹۲۱ کے وسط تک جاری رہا - اس دور میں بولشوک حکومت نے ذاتی ملکیت کے دستور اور ذاتی کاروبار کو بیخ و بنیاد سے مٹانے کی کوشش کی - جب اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوتی نظر نہ آئی اور ملک کا نظام قطعی درهم و برهم ہوگیا - اور ہر طرح کے مال و اشیاء کا کال پڑنے لگا تو بولشوک حکومت نے کروٹ بدلی اور ذاتی ملکیت کے دستور اور ذاتی کارو بار تجارت کی ایک حد تک اجازت دی گو اس پر سخت پابندیاں عائد کردی گئیں - یہ دور سنہ ۱۹۲۱ سے ۱۹۲۴ کے آخر تک قائم رہا - یہ نئی اقتصادی پولیسی کا دور کہا جاتا ہے - اس زمانہ میں تجارت اور کارو بار نے سمبھالا لیا - سنہ ۱۹۲۵ سے تیسرا دور شروع ہوا ہے ' اس دور میں نیپمین کی مُشکیں پھر کسی جارہی ہیں ' تمام صنعت و حرفت - تجارت و کاروبار کو نظام و ترتیب کے ساتھ فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور یہ سب حکومت کے زیر اهتمام اور زیر نگرانی ہورہا ہے - نیپمین زندگی کے آخری دم توڑ رہا ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ جب بولشوک پارٹی روس میں اپنے ایمان اور عقیدے کے مطابق تمام کار و بار کو سنبھال لے گی -

پہلے دور میں حکومت نے تمام کار و بار ' صنعت و حرفت اور تجارت کو اپنے قبضہ اور اختیار میں لے لیا تھا - کسی شخص کو ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق تجارت یا دوکان داری کی اجازت نہیں تھی ' جو ایسا کرتا تھا ملزم قرار پاتا تھا اور سزا یاب ہوتا تھا - بازار اُجڑ گئے تھے - سکہ کا چلن بند ہوگیا

(۱) ملکیت اور صنعت و حرفت

بولشوک دور حکومت میں طرز معاشرت - دستور حکومت - صنعت و حرفت - تعلیم و تربیت - علوم و فنون - اخلاق اور چلن غرض کہ تمام تہذیب و تمدن کی عمارت صرف اس ایک عقیدے اور ایمان پر کھڑی کی گئی ہے کہ ذاتی ملکیت کے دستور کو جس طرح بھی ممکن ہو بیخ و بنیاد سے مٹا دیا جائے - ذاتی ملکیت سے مراد وہ ذرائع کسب معاش ہیں جن سے دولت پیدا اور اکٹھا ہوتی ہے - رہنے کے لئے مکان بنانا یا باغ لگانا - پہننے کے لئے کپڑے بنانے - گھڑی - بائسکل یا موٹر رکھنا یا موسم سرما کے لئے غلہ فراہم کرنا بشرطیکہ کہ یہ سب چیزیں ذاتی استعمال کے لئے ہوں اور تجارت اور فائدے کی غرض سے نہوں ممنوع نہیں ہیں - لیکن دولت اکٹھا کرنے یا فائدہ اٹھانے کے لئے تجارت کرنا حرام ہے -

بولشوک عقیدہ ہے کہ ذاتی ملکیت کا دستور ہی دنیا کی تمام خرابیوں اور تباہیوں کا باعث ہوا ہے - یہی وہ شیطان ہے جو انسان کو ضعیف و مفلس بناتا - جرائم کی ترغیب دیتا اور کشت و خون کا باعث ہوتا ہے - اسی سے انسان میں بدی اور حرص و نفرت کے جذبات پرورش پاتے ہیں - قوموں میں جنگ و فساد بھی یہی کراتا ہے - غرض کہ دنیا کی تمام برائیوں اور تباہیوں کا باعث یہی شیطان ہے - اِس کا قابو میں رکھنا یا اس سے کوئی سمجھوتہ کرنا غیر ممکن ہے - اس کا تو تباہ کرنا اور مٹا دینا ہی ثواب ہے اور اسی میں انسان کی خیر ہے - اگر یہ دستور بلا جد و جہد کے آسانی سے مٹایا جا سکتا ہے تو کیا کہنا لیکن اگر اس کے مٹانے کے لئے جد و جہد یا کشت و خون لازمی ہے تو اُس سے جھجکنا نہ چاہئے - جس وقت سنہ ۱۹۱۸ میں بولشوک پارٹی نے روس کی حکومت پر قبضہ پایا تو پہلی کوشش یہی کی گئی کہ ذاتی ملکیت کے دستور کو ایک دم بلا تاخیر بیخ و بنیاد سے برباد کر دیا جائے، لیکن یہ نہ ہوسکا - ملک کا کار و بار اس درجہ برہم ہونے لگا اور ضروریات زندگی کا اس قدر کال پڑگیا کہ بولشوک حکومت کو مجبوراً اپنی روش میں ترمیم کرنی پڑی - انہوں نے

نہیں

محسوس کیا کہ اس شیطان کا ایک دم گلا گھونٹ دینا ممکن نہیں - اس کے وجود کی ابھی ضرورت ھے ' لہذا اس کو نیمجان اور سسکتا ہوا چھوڑ دینا چاھئے ' تاکہ جو فائدہ اس کے وجود سے مقصود ھے وہ بھی ھوتا رھے اور یہ پنپنے بھی نہ پائے کہ جس سے نقصان پہونچا سکے - جن لوگوں کو تجارت کرنے کا موقع اور اجازت دی گئی اُن کا نام Nepman نیپمین پڑا (nep سے مراد New Economic Policy یعنی نئی اقتصادی پولیسی ھے) اب توجہ کے قابل یہ امر ھے کہ Nepman کو کن شرائط اور پابندیوں کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ھے - پہلے محصولات کو لیجئے - بعض محصولات مثل لائسنس ٹیکس کے سب ھی کو دینے پڑتے ھیں یعنی ان لوگوں کو بھی جو مشترکہ ملکیت کے دستور کے پابند ھیں اور ان لوگوں کو بھی جو ذاتی ملکیت کے رواج کے مطابق کار و بار کرتے ھیں ' مگر اول الذکر کے ساتھ اکثر رعائتیں کی جاتی ھیں کہ جن سے اُن کا بوجھ ھلکا ھوجاتا ھے مثلاً اُن کے ملکی اور مقامی انکم ٹیکس کی تعداد ۱۰ فیصدی سے زیادہ نہیں بڑھنے پاتی - ان کو سرکاری بنکوں سے کار و بار کرنے کے لئے قرضہ آسانی سے مل جاتا ھے ' ان کو مال بنانے کے لئے پیداوار خام سب سے پہلے دی جاتی ھے ' اُن کو مال بھیجنے کے لئے فوراً مل جاتا ھے - بخلاف اس کے ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق کاروبار کرنے والے کو ان سب باتوں میں مشکلوں کا سامنا ھوتا ھے - مال بنانے کے لئے پیداوار خام کا ملنا اس کے لئے جرِ ثقیل ھے ' فروخت کرنے کے لئے بنا ھوا مال اُس کو اسی وقت ملتا ھے جب مشترکہ ملکیت والے کارخانوں سے بچ رھتا ھے - انکم ٹیکس کی یہ کیفیت ھے کہ اس کے بوجھ سے تو یہ غریب کبھی پنپ ھی نہیں سکتا - ایک ھزار روبل کی آمدنی پر تین فیصدی ٹیکس دینا پڑتا ھے - یہ تو کچھ بھی نہیں ' لیکن جوں جوں آمدنی بڑھتی جاتی ھے ٹیکس بلیوں بڑھتا جاتا ھے مثلاً ۱۰ ھزار پر ۲۵ فیصدی ' ۲۴ ھزار پر ۳۳ فیصدی اور اگر آمدنی ۲۴ ھزار سے زائد ھو تو ۵۴ فیصدی - یہ صرف ملکی ٹیکس ھے مقامی محصولات مزید براں - اگر کسی شخص کی نسبت یہ معلوم ھو کہ یہ اپنی ذاتی تجارت و کارو بار میں ۵۰ فیصدی سے زیادہ نفع اُٹھا رھا ھے تو پھر اُس کی خیر نہیں - قانون کے مطابق اُس پر مقدمہ چلایا جائے گا ' جرم ثابت ھونے پر اُس کی ملکیت ضبط کرلی جائے گی اور وہ جلاوطن کردیا جائے گا - نیپمین کی مصیبتوں کا ھکھڑا یہیں پر ختم نہیں ھوجاتا ' اس کو قدم قدم پر پریشانیوں کا سامنا ھوتا

تھا - تمام کار و بار حکومت کے ھاتھ میں تھا - تبادلۂ اشیاء کے دستور سے لوگوں کا کام چلتا تھا - بنکوں نے اپنے دروازے بند کر لئے تھے - تمام سرکاری رسد فوجی احکام کے ذریعہ سے زبردستی مہیا کی جاتی تھی - رعیت کی ضروریات زندگی مہیا کرنا حکومت کا فرض قرار دیا گیا تھا - بچوں کی پرورش ' تعلیم و تربیت اور غور و پرداخت بھی سرکار نے اپنے ذمہ لی تھی اور ان کے لئے پرورش گاھیں کھولی گئی تھیں - بڑے ھونے پر ان بچوں کا تعلق و رشتہ والدین سے برائے نام اور حکومت کے ساتھ وابستگی کا مانا گیا تھا -

صنعت و حرفت میں کام کرنے والوں اور مزدوروں کو اُجرت سکہ میں نہیں دی جاتی تھی ' بلکہ حکومت کی طرف سے ان کے رھنے سہنے ' کھانے پینے ' پہننے اُوڑھنے اور سواری وغیرہ کا انتظام کیا جاتا تھا - کسانوں سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے حسب ضرورت ناج اپنے پاس رکھ لیں گے اور باقی سرکار کے حوالے کر دیں گے ' ان کو اس کے عوض میں کارخانوں سے وہ مال اور اشیاء مل جائینگی جن کی ان کو ضرورت ھوگی - لیکن سرکار کا یہ رویہ کسانوں کی سمجھ میں نہیں آیا ' وہ ذاتی ملکیت کے دستور کے عادی تھے - اپنا اناج اچھے نرخ پر بیچتے اور اپنے روپیہ سے جن چیزوں کی ان کو ضرورت ھوتی خریدتے - ایسی صورت میں ان کو سوشلزم کے طریق کا پابند کرنا غیر ممکن تھا - وہ حکومت کے طرفدار تو ضرور تھے کیوں کہ حکومت نے وہ تمام آراضی ان کے قبضہ میں رھنے دی تھی جو انہوں نے زمانہ انقلاب میں جاگیرداروں اور زمینداروں سے زبردستی چھین لی تھی - وہ حکومت کے پشت پناہ رہے تھے اور اب بھی رھنے کو تیار تھے لیکن ذاتی ملکیت کے دستور کو چھوڑ نے کے لئے کسی طرح آمادہ نہ ھوتے تھے - جب ان کے ساتھ زبردستی کی گئی تو بعض مقامات پر تو اُنھوں نے علانیہ بزور مخالفت کی ' لیکن عام طور سے اُنھوں نے حکومت کی پولیسی کا مقابلہ اس طرح کیا کہ بجز اُس قدر زمین کے جس سے ان کی ضروریات کے مطابق اناج پیدا ھو جاتا آراضی کا کاشت کرنا ھی چھوڑ دیا - زمین بیکار پڑی رھی - اناج کی پہلے قلت ھونے لگی اور پھر کال پڑنے لگا - اس کا اثر شہروں کے کار و بار اور صنعت و حرفت پر یہ ھوا کہ جب اناج کا کال پڑا تو مزدوروں اور کاریگروں کو پیٹ بھرنا مشکل ھو گیا ' جاڑے میں ان کو کوئلہ اور لکڑی مشکل سے ملتی تھی ' پیٹ تو بھرتا نہیں تھا اور کام سختی سے لیا جاتا تھا - اگر کارخانوں سے کام چھوڑ کر بھاگتے تھے تو فوج کے ذریعہ سے پکڑ بلائے

جاتے تھے اور سزا پاتے تھے - باایں ہمہ مزدور اور کاریگر ہزاروں کی تعداد میں کام چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے - ان کے تعلقات دیہات سے تھے اور دیہات میں کھیتی کے ذریعہ سے کم از کم پیٹ بھرنے کو اناج مہیا ہو جاتا تھا ' لہذا انہوں نے دیہات میں پناہ لی - اس سے شہروں کا کارو بار اور صنعت و حرفت بگڑی - کارخانوں کی ساخت کی اشیاء بھی کم میسر آنے لگیں - بازار بند ہونے لگے اور تجارت تباہ ہوگئی - صنعت و حرفت کی تباہی کا ایک باعث یہ بھی ہوا کہ فیکٹریوں اور کارخانوں کے منیجر اور ڈائرکٹر مزدوروں اور کاریگروں کی کمیٹیوں کے ماتحت بنا دئے گئے - یہ انکو گوارا نہ تھا - کمیٹیوں کے احکام اکثر ایسے ہوتے تھے جو صنعت و حرفت کی بہبود اور ترقی کے خلاف جاتے تھے - اسکے ماسوا ان منیجروں اور ڈائرکٹروں کو اب تنخواہیں اُسکی آدھی بھی نہ ملتی تھیں جتنکے وہ عادی تھے یا جن کا اپنے کو مستحق سمجھتے تھے - اس نے بھی کارخانوں کے انتظام کو درہم برہم کر رکھا تھا - علاوہ بریں جنگ اور انقلاب کی خانہ جنگی میں لاکھوں جانیں ضائع ہوئی تھیں - اس کشمکش و خون میں کاریگر بھی ہزارہا کی تعداد میں کام آئے تھے - نو آموز کاریگر تو بہت ملتے تھے لیکن تجربہ کار اور ماہر فن دیکھنے میں نہیں آتے تھے - قصہ مختصر ان سب اسباب نے روس کی زراعت صنعت و حرفت اور تجارت کو اس دور میں ایسا اُجاڑ دیا تھا کہ ملک اور رعیت دونوں کا ناطقہ بند تھا اور حکومت سے بھی کچھ بنائے نہ بنتی تھی ' آخر کار مجبور ہوکر لنن نے دور اندیشی اور ہمت سے کام لے کر حکومت کی پولیسی بدلی - بیرونی تجارت - صنعت و حرفت کے بڑے بڑے کارخانے اور شعبے' ریلوے اور تار برقی وغیرہ تو حکومت کے اہتمام اور اختیار میں رکھے لیکن بازار کی معمولی دوکانداری اور تجارت کی اجازت اُن لوگوں کو دے دی جو ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق کاروبار کرنا چاہتے تھے' اس پولیسی نے نئی اقتصادی پولیسی یا New Economic Policy کا نام پایا - اس میں شبہ نہیں کہ شروع دور کی پرانی پولیسی نے ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت کو درہم برہم کرکے تباہ کر دیا تھا' لیکن اُسی کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ایسے خطرے کی حالت میں کہ جب خانہ جنگی کے باعث ہر طرف سے فوجیں حکومت پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور حکومت کے خلاف چہار طرف سے علم بغاوت اُٹھا یا جا رہا تھا ' یہ پولیسی اِس حدتک کامیاب رہی کہ حکومت کو سامان جنگ اور رسد آسانی سے بہم ہوتی رہی ' رعیت کا پیٹ پلتا رہا -

لوگ بھوکوں نہیں مرے - نئی اقتصادی پولیسی کے دور میں جب بنکوں نے اپنے دروازے پھر کھولے - سکہ کا چلن از سر نو ہوا - بازاروں میں دوکانداری اور کارو بار نئے سرے سے ہونے لگا ' تو ملک کی تجارت اور صنعت و حرفت نے سنبھالا لیا - اسکا اثر دیہات میں بھی کسانوں پر اچھا پڑا ' کیونکہ انکو ضروریات کی اشیاء اب ملنے لگیں ' اور وہ بھی اُس اراضی کو جسے انہوں نے پرتی ڈال رکھا تھا پھر بونے جوتنے لگے - سنہ ۱۹۲۲ع اور سنہ ۱۹۲۳ع میں ملک کی حالت کچھ سنبھلنے لگی - سنہ ۱۹۲۴ع تک تجارت اور کارو بار کا حال اپنی معمولی حالت پر آگیا تھا - حکومت کی بنیادیں بھی اب مستحکم ہو چکی تھیں - سنہ ۱۹۲۵ع سے بولشوک حکومت نے روس کے نظام معاشرت کی عمارت کو سوشلسٹ اصولوں کی بنیاد پر کھڑا کرنے کا از سر نو تہیہ کیا - دور اندیشی سے کام لے کر وہ اس عمارت کو بتدریج کھڑا کر رہے ہیں ' اور اس تیسرے دور میں اُن کے پنج سالہ پروگرام نے دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے ' اسکا تذکرہ آگے چل کر کیا جائے گا -

کارخانے

علاوہ دستکاریوں کے فیکٹریوں اور کارخانوں کا تقریباً ۸۰ فیصدی مال جو روس اور اُسکی ملحقہ ریاستوں میں تیار ہوتا ہے سرکاری ترسٹ (Trusts) یا کمیٹیوں کے زیر اہتمام بنتا ہے - تیل نکالنے کے تین ترسٹ ہیں - لوہا - تانبا - پیتل وغیرہ کے بیس ترسٹ ہیں - بجلی کے کارخانوں کے چار ترسٹ ' ہیں - لکڑی کے کارخانوں کے پانچ ترسٹ ہیں - سوتی مال کے تیرہ ترسٹ ہیں ' اسی طرح سے اور کارخانوں اور شعبوں کے بھی ترسٹ ہیں - بڑے بڑے ترسٹوں کی تعداد ساٹھ سے زیادہ ہے ' گو کل شامل کرکے کئی سو ہوتے ہیں - اُن ترسٹوں کی پولیسی - کارخانوں کا سرمایہ - مال کی قیمتیں - انتظامی کمیٹیوں کا تقرر ان سب باتوں کے طے کرنے کا اختیار Supreme Economic Council - یعنی حکومت کی اعلیٰ اقتصادی کمیٹی کو حاصل ہے - قطع نظر ان باتوں کے ہر ترسٹ خود مختار ہے اور تمام لین دین اور انتظام ان کے سپرد ہے - ان سے توقع کی جاتی ہے کہ ہر شعبۂ صنعت و حرفت میں جو ان کے سپرد ہے یہ منافع دکھائیں گے - اور زیادہ تر ترسٹ منافع سے چلائے جا رہے ہیں - منافع کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ ۵۰ فیصدی تو سرکاری خزانہ میں جاتا ہے - ۱۰ فیصدی مزدوروں اور کاریگروں کے بہبود اور آرام کے لئے صرف کیا جاتا ہے -

۴۰ فیصدی کارخانوں کی توسیع اور ترقی میں صرف ہوتا ہے - یہ امر قابل توجہ ہے کہ اگر کوئی ترسٹ ایسی وجوہ کی بنا پر جو اُسکے امکان اور کوشش کے باہر ہیں منافع نہیں دکھلا سکتا تو اس کی امداد دوسرے ترسٹ کے منافع سے کی جاتی ہے اور اُس کو جاری رکھا جاتا ہے - زراعتی اوزار اور مشینری کے ترسٹ کو اس امر کی تاکید ہے کہ وہ تمام اوزار اور مشینری کسانوں کے ہاتھ، اُس نرخ پر فروخت کریں کہ جو سنہ ۱۹۱۳ع میں رائج تھا - ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نفع نہیں ہو سکتا ، مگر اس کی پروا نہیں کی جاتی اور اس کا خسارہ دوسرے ترسٹوں کے منافع سے پورا کیا جاتا ہے - یہی حال لوہے اور فولاد کی صنعت اور کارخانوں کا ہے - قبل از جنگ یہ صنعت بالکل طفولیت کی حالت میں تھی - اب اس پر خاص توجہ کی جا رہی ہے - اس میں بالفعل منافع نہیں ہے ، ان کا خسارہ بھی اسی طرح پورا کیا جاتا ہے - لیکن ایسے ترسٹ اور کارخانوں کو جن میں منافع ہونا چاہئے لیکن خسارہ ہوتا ہے محض اس وجہ سے کہ انتظام اچھا نہیں بعد تحقیق و تفتیش بند کر دیا جاتا ہے - بعض صورتوں میں انتظام میں رد و بدل کیا جاتا ہے اور ان کو موقع دیا جاتا ہے کہ منافع دکھائیں لیکن اگر پھر بھی خسارہ ہوتا رہتا ہے تو یہ بند کر دئے جاتے ہیں -

سنہ ۱۹۲۶ع میں باستھ بڑے ترسٹوں میں سولہ کروڑ ڈالر سے زائد منافع ہوا اور سوا دو کروڑ خسارہ - یعنی تقریباً ۱۴ کروڑ خالص منافع ہوا - کل سرمایہ ان تمام ترسٹوں اور کارخانوں میں دو ارب ڈالر لگا ہوا ہے - اس حساب سے سات فیصدی منافع ہوا - سنہ ۱۹۲۷ع میں اس منافع میں دس لاکھ ڈالر کا اضافہ ہوا - ۸۰ فیصدی مال تو اس طرح سرکاری ترسٹوں کے ذریعہ سے ساخت ہوتا ہے - ۲۰ فیصدی میں کواپریٹیو سوسائٹیاں ، غیر ملکی کمپنیاں اور سات ایسی دیسی کمپنیاں شامل ہیں جو ذاتی ملکیت کے دستور کی بنا پر تجارت کرتی ہیں - دیہات میں کسان اپنے گھروں میں اکثر پرانی دستکاریاں اب تک جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان سے بہت کام چلتا ہے - ان پر سرکاری نگرانی برائے نام ہے بلکہ سرکار ان کو زندہ اور قائم رکھنے کی غرض سے طرح طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہتی ہے - ان کی دستکاریوں کو روسی زبان میں " کستار " کہتے ہیں State Planning Commission کے اعداد و شمار کے لحاظ سے روسی ساخت کے مال کی تقسیم حسب ذیل کی جاتی ہے -

	۱۹۲۴	۱۹۲۵	۱۹۲۶
مال جو سرکاری ٹرسٹوں کے ذریعہ سے بنایا گیا	۷۰ فیصدی	۷۵ فیصدی	۷۷ فیصدی
مال جو کواپریٹیو سوسائٹیوں کے ذریعہ سے تیار ہوا	۵ فیصدی	۵ فیصدی	۵ فیصدی
مال جو غیر ملکی یا دیسی نجی کی کمپنیوں کے ذریعہ سے تیار ہوا	۴ فیصدی	۳ فیصدی	۳ فیصدی
مال جو دستکاریوں یا نجی کی چھوٹی چھوٹی کمپنیوں کے ذریعہ سے تیار ہوا	۲۱ فیصدی	۱۷ فیصدی	۱۵ فیصدی

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری ٹرسٹوں کے طریق میں ترقی ہو رہی ہے اور نجی کی ذاتی منافع والی کمپنیوں یا غیر ملکی کمپنیوں کا حوصلہ نہیں بڑھایا جا رہا ہے - ریلوے ' تار برقی ' ٹیلیفون اور بار برداری کے دوسرے ذرائع ان ٹرسٹوں کے ذریعہ سے نہیں چلائے جاتے بلکہ خاص سرکاری محکموں کے زیر نگرانی چل رہے ہیں - سنہ ۱۹۲۶ع میں ان محکموں نے بھی منافع دکھلایا گو ریلوے میں اس قدر منافع نہیں ہوا کہ اُس کی توسیع و ترقی کے لئے کافی ہوتا -

تجارت

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ سب مال جو ملک میں تیار ہوتا ہے خریداروں کے ہاتھوں تک کس طرح پہونچتا ہے ' اس کے لئے حسب ذیل ذرائع ہیں -

(۱) سرکاری تھوک فروش کوٹھیاں -
(۲) کواپریٹیو اسٹورز -
(۳) تاجروں کی نجی کی دوکانیں -
(۴) نمائشیں اور میلے -
(۵) برآمد مال کا سرکاری محکمہ -

سرکاری ٹرسٹوں نے آپس کے انتظام میں مختلف شعبوں کے لئے تقریباً بیس سنڈیکیٹ کھول رکھے ہیں ' ان سنڈیکیٹ کی جا بجا شاخیں اور ایجنسیاں ہیں ان کے ذریعہ سے مال فروخت ہوتا ہے - اعلیٰ اقتصادی کونسل ان کی نگرانی کرتی ہے اور قیمتیں وغیرہ مقرر کرنا اسی کا کام ہے - سوتی

مال ، زراعتی اوزار ، تمباکو ، چمڑا ، نمک ، تیل ، شکر ، شراب ، برتن ، جوتے ، دیاسلائی وغیرہ ان سب کے لئے علیحدہ علیحدہ سنڈیکیٹ اور ایجنسیاں قائم ہیں - ان سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ سے بازاروں اور محلوں میں دوکانیں بھی کھولی جاتی ہیں اور بساطیوں کے ذریعہ سے بھی مال بیچا جاتا ہے - کواپریٹیو سوسائٹیاں اپنے اسٹور اور کارخانے الگ چلاتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے کافی مال بکتا ہے - آخر نمبر ان لوگوں کا ہے جو نیپ کے فائدہ کے لئے تجارت اور بیوپار کرتے ہیں اور دوکانیں رکھتے ہیں - جب انقلاب کے اول دور میں تمام کاروبار درہم برہم ہوگیا تھا اور سنہ ۱۹۲۱ع میں نئی پولیسی اختیار کی گئی تو نیپمین کی ضرورت اور قدر تھی اور ان کی دوکان داری کا کافی چرچا تھا لیکن اب جبکہ سرکاری انتظام خرید و فروخت مکمل ہو چکا ہے اور کواپریٹیو اسٹور مقبول عام ہوتے جاتے ہیں تو نیپمین پر آئے دن سختیاں اور پابندیاں عائد کی جارہی ہیں اور ان کی تعداد اب کم ہوتی جاتی ہے - حسب ذیل اعداد و شمار سے حقیقت حال ظاہر ہوتی ہے -

	۱۹۲۵ع	۱۹۲۶ع
سرکاری سنڈیکیٹ اور ایجنسیوں کے ذریعہ سے جو مال فروخت ہوا	۵۰ فیصدی	۴۹ فیصدی
کواپریٹیو اسٹور کے ذریعہ سے جو مال فروخت ہوا	۲۷ فیصدی	۳۰ فیصدی
نیپ کی دوکانداری کے ذریعہ سے جو مال فروخت ہوا	۲۳ فیصدی	۲۱ فیصدی

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کواپریٹیو اسٹورز روبہ ترقی ہیں - نیپ کی دوکان داری کی کیفیت ذیل کے اعداد و شمار سے اور زیادہ اچھی طرح معلوم ہوتی ہے -

۱۹۲۴ع	۵۹ فیصدی
۱۹۲۵ع	۴۴ فیصدی
۱۹۲۶ع	۳۹ فیصدی
۱۹۲۷ع	۳۶ فیصدی

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ نیج کی دوکان داری میں جو بتدریج تنزل نظر آتا ہے یہ قدرتی اسباب کا نتیجہ نہیں ' بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جوں جوں سرکاری اور کواپریٹیو انتظام مکمل ہوتا جاتا ہے نیج کی دوکانداری پر سختیاں بڑھتی جاتی ہیں - ابھی تک چونکہ اس کی ضرورت کسی قدر باقی ہے اس لئے اس کو قطعی مٹایا نہیں گیا ہے لیکن یہ طریق تجارت بولشوک روس میں زیادہ دنوں کا مہمان نہیں ' ایک وجہ اس کے اب تک قدم جمائے رہنے کی یہ بھی ہے کہ سنہ ۱۹۲۶ع اور سنہ ۱۹۲۷ع میں ضروریات زندگی کے مال اور اسباب کا روس میں قحط سا ہوگیا ' اسکے متعلق آئندہ تحریر کیا جائے گا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نیج کی دوکانداری کرنے والوں نے کچھ تو مال پہلے سے اکٹھا کر رکھا تھا کچھ ناجایز طریقوں سے اِدھر اُدھر سے مال سمیٹنا شروع کیا اور جب مال کی کمی کی وجہ سے مانگ بہت بڑھی اور سرکاری کار خانے اور کواپریٹیو اسٹورز اس مانگ کو پورا نہ کرسکے تو انہوں نے لوگوں کی ضروریات رفع کیں مَن مانی قیمت پر اپنا مال بیچا - غرض کہ روس میں ابھی تک نیپمین اپنی ہستی ضروری قرار دے رہا ہے اور مٹا نہیں ہے -

صفحات بالا میں اس بات کے دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ روس میں اس وقت تجارتی مال کی ساخت کس طرح ہوتی ہے اور یہ مال کارخانوں سے نکل کر خریداروں تک کس طرح پہونچایا جاتا ہے - اب یہ امر غور طلب ہے

گوسپلین

کہ روس کی صنعت و حرفت کے مختلف شعبوں اور حصوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کرکے نئی اقتصادی عمارت کس نقشہ اور خاکہ پر کھڑی کی جا رہی ہے - اس کے مختلف شعبے اور حصے محض خود رو جنگلی درختوں اور جھاڑیوں کی طرح اُگ رہے ہیں یا کسی نقشے یا اصول کے مطابق اس کی عمارت کھڑی کی جاتی اور سلیقے سے چمن بندی کی جا رہی ہے - حکومت روس اصول اور نقشے کے مطابق کام کرنے کی قائل ہے - اس کا اُصول اور مقصد بہت سیدھا سادہ اور عام فہم ہے - پہلا مقصد تو یہ ہے کہ روس کے مزدوروں - کسانوں اور کاریگروں یعنی روس کی رعیت کی روزمرہ کی ضروریات کی چیزیں تیار کرکے مہیا کی جائیں - اس میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ چیزیں

حتی الامکان ارزاں تیار ہوں اور مزدوروں اور کاریگروں پر مشقت کا بار کم سے کم پڑے - مزدوروں کی تندرستی - تعلیم اور اُن کی تفریح کا پورا پورا انتظام رہے - سستا مال بنانے کی کوشش میں مزدوروں کی تندرستی اور آسائش کو قربان نہ کیا جائے - صنعت و حرفت میں اسی قدر سرمایہ لگایا جائے جس سے ضروریات کی چیزیں مہیا ہوجائیں ' زیادہ نہیں - مثلاً جوتوں کی اسی قدر فیکٹریاں کھولی جائیں جس قدر ضروری ہیں - کپڑے کی صرف اسی قدر ملیں کام کریں جن سے ضرورت کے مطابق کپڑا مہیا ہوجائے - شکر اسی قدر بنائی جائے جس قدر ضرورت کے لئے کافی ہو - انقلاب کے پہلے دور میں سب کارخانے اندھادھند چلا کئے - کوئی مقصد یا مرتب تجاویز پیش نظر نہ تھیں - دوسرے دور میں نئی اقتصادی پولیسی شروع ہوئی - اس کے عمل درآمد کے لئے مختلف بورڈ اور کمیٹیاں بنیں ' لیکن یہ کسی اصول کے مطابق تجاویز مرتب نہ کرسکیں - سرمایہ محدود تھا ' سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ روزمرہ کی ضروریات کی چیزیں بنانے کے کارخانوں میں لگایا جائے یا ریلوے لائنوں کے نکالنے میں ' یا بجلی کی طاقت مہیا کرنے میں ' یا کوئلہ کی کانیں کھودنے میں - ہر صیغے کے حامی اپنی اپنی ضروریات پیش کرتے تھے - جو زیادہ سرگرمی اور لفاظی سے کام لیتے تھے وہ بازی مار لیجاتے تھے باقی منھ تکتے رہ جاتے تھے - دو تین سال کے اس تلخ تجربہ نے حکومت روس کے مدبروں کی آنکھیں کھولیں ' اور بالاخر اُنہوں سنہ ۱۹۲۳ع میں ایک State Planning Commission اسٹیٹ پلاننگ کمیشن مقرر کیا ' جس کو Gosplan گوسپلین کہتے ہیں - اس کا کام یہ تجویز کیا گیا کہ ایک خاص مقصد اور اصول کے ماتحت یہ ایک ایسا نقشہ بنائے یا ایسی تجاویز مرتب کرے جن کی بنا پر روس کی صنعت و حرفت اور تمام اقتصادی زندگی کی عمارت کھڑی کی جائے - ہر شعبۂ زندگی کے اصلی ضروریات اور اس کے اعداد و شمار کا مہیا کرنا اس کا پہلا کام تھا - طوفان انقلاب کی ہنگامہ آرائیوں میں ان اعداد و شمار کا جمع کرنا آسان کام نہ تھا - پہلے دو سال میں جو اعداد و شمار جمع ہوئے وہ زیادہ قابل اعتبار نہ تھے ' بالاخر سنہ ۱۹۲۵ع میں گوسپلین کی کوششیں بارآور ہوئیں اور اس نے سنہ ۱۹۲۶ع کے لئے ایک خاکہ تیار کیا جس کی بنا پر صنعت و حرفت کا تمام

کار و بار چلایا گیا ہے - جب اس میں کامیابی نظر آئی تو ایک پنج سالہ پروگرام تیار ہوا جو اس وقت تک زیر عمل ہے - گوسپلین کا دفتر ماسکو میں ایک بہت بڑی عمارت میں قائم ہے - اس میں تقریباً ۵۰۰ آدمی نہایت محنت اور مستعدی سے کام کر رہے ہیں - ہر ملحقہ حکومت جمہوریہ میں اس کی شاخیں ہیں جو اپنی اپنی حکومت کے متعلق تجاویز اور نقشے تیار کرتی ہیں - اسی طرح روس کے مختلف صوبوں میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں در اصل کوئی ضلع بلکہ تحصیل ایسی نہیں جہاں اس کی شاخ قائم نہ ہو - ہر شاخ اپنے اپنے محدود دائرہ کی نسبت اعداد شمار مہیا کرتی اور اپنے یہاں کی ضروریات کا نقشہ تیار کرکے گوسپلین کے صدر دفتر میں بھیجتی ہے - صدر دفتران سب اعداد شمار کو مرتب کرکے ملک کی ضروریات کا شعبہ وار نقشہ تیار کرتا ہے یعنی یہ کہ ایک سال یا پانچ سال میں اس قدر کوئلہ فراہم ہو جانا چاہیے - اس قدر لوہا یا فولاد تیار ہو جانا چاہئے - اس قدر ریلوے لائنیں کھل جانی چاہئے - اس قدر کپڑا ' جوتے ' شکر ' زراعتی اوزار اور مشنری وغیرہ تیار ہو جانی چاہئے - اسی کے مطابق ہر شعبے اور کارخانہ میں سرمایہ لگایا جائے - گوسپلین کا کام محض مشورہ دینے کا ہے انتظامی اختیارات میں اس کو دخل نہیں لیکن روس کی اعلیٰ اقتصادی کونسل یا حکومت کا محکمۂ اعلیٰ بغیر اس کے صلاح و مشورہ کے اقتصادی میدان میں ایک قدم بھی نہیں اٹھاتا ' جو تجاویز یا جو پروگرام گوسپلین سے منظور ہوتا ہے حکومت اسی پر عمل درآمد کرتی ہے -

گوسپلین دو مقصد مد نظر رکھتے ہیں اول تو روز مرہ کی ضروریات کی اشیاء کی بہم رسانی کو اُس درجہ تک پہونچا دینا جو قبل از جنگ یعنی سنہ ۱۹۱۳ع میں تھا - یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ع سے سنہ ۱۹۲۳ع تک ۱۰ سال کے اندر روس کی صنعت و حرفت تقریباً تباہ ہو گئی تھی ' مشکل سے آدھی رہ گئی تھی - دوسرا مقصد یہ ہے کہ روس کی صنعت و حرفت کو حتی الامکان دوسرے ملکوں کی دستگیری سے آزاد کرا دینا یعنی روس صنعت و حرفت کے جن شعبوں میں اس وقت تک غیر ممالک کی دستگیری کا محتاج ہے اب نہ رہے - مثلاً با وصف اس کے کہ روس میں روئی کافی پیدا ہوتی ہے اور کپڑا بھی یہاں تیار ہوتا ہے - سوت زیادہ تر امریکہ سے اور کپڑا بنانے کی مشین زیادہ تر انگلستان اور جرمنی سے آتی ہے - روس

میں کوئلہ کی کانوں یا لوہے کی کانوں کی کمی نہیں لیکن کانیں کھودنے کی مشین باہر سے منگوانی پڑتی ہے - لوہا کافی دستیاب ہوتا ہے لیکن موٹرکار ریلوے انجن زراعت کی مشنری اور اوزار ' جہاز اور ہر طرح کی مشنری اس وقت تک روس میں مشکل سے بنتی ہے - گوسپلین کا مقصد یہ ہے کہ سب اشیاء اور ہر طرح کی مشنری بھی روس میں تیار ہونے لگے اس کی ضرورت اس لئے اور بھی ہے کہ یورپ کی دیگر حکومتیں بولشوک حکومت سے خوفزدہ رہتی ہیں اور اس لئے اکثر اس کا بائکاٹ کرتی رہتی ہیں اس لئے ان کی دست نگر رہنے کی ضرورت کو حکومت روس اور بھی زیادہ تکلیف دہ محسوس کرتی ہے - پہلے مقصد میں تو گوسپلین کو بڑی حد تک کامیابی ہوگئی ہے - روزمرہ کی ضروریات کی صنعتیں و حرفتیں پنج سالہ پروگرام کے مطابق اس قدر ترقی کر گئی ہیں کہ پانچ سال ختم ہونے سے پہلے ہی وہ سنہ ۱۹۱۳ع کے اعداد پر سبقت لے گئی ہیں - بعض ابھی پیچھے ہیں لیکن ان کے پروگرام کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے البتہ دوسرا مقصد زیادہ دشوار طلب ہے - مگر اس میں بھی آگے قدم بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کا تذکرہ آگے کیا جائے گا - موٹر کار بنانے ' فولاد تیار کرنے اور زراعت کی تمام مشنری بہم پہونچانے کے جدید کارخانے کھولے جا رہے ہیں - ربڑ اور ریشم بنانے کی تیاریاں بھی اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے لیکن انہوں نے پچھلے پانچ سال میں کس قدر ترقی کی ہے اس کا پورا پورا اندازہ ابھی نہیں ہو سکتا -

گوسپلین کا پنج سالہ پروگرام اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع سے شروع ہوکر ستمبر

[پنج سالہ پروگرام]

سنہ ۱۹۳۱ع میں ختم ہوتا ہے - اس پروگرام کے مطابق اس پانچ سال میں ۷۸ فیصدی ترقی صنعتی و حرفتی مال کی ساخت میں اور ۳۰ فیصدی ترقی زراعتی پیداوار میں ہونی چاہیے زراعتی ارر صنعتی و حرفتی ترقی کی رفتار میں فرق عموماً رکھا گیا ہے تاکہ کسانوں کو غلہ اور پیداوار کے عیوض میں روزمرہ کے ضروریات کا مال ملنے میں دقت نہو - اس وقت تک پانچ سال میں سے ایک سال کے اعداد شمار ہمارے سامنے موجود ہیں جن سے اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس مجوزہ پروگرام کا عمل درآمد کہاں تک حسب توقع ہوا ہے - پہلے سال میں تخمینہ کیا گیا تھا کہ صنعتی و حرفتی مال کی ساخت میں ۱۵ فیصدی ترقی ہوگئی - واقعی طور پر ۱۳ فیصدی ترقی ہوئی ہے - اسی طرح زراعتی

پیداوار میں ۶ فیصدی ترقی کا اندازہ کیا گیا تھا اصل میں ترقی ۸ فیصدی سے کسی قدر زائد ہوئی ہے - اس سے پتہ چلتا ہے کہ پروگرام کے بنانے اور اس کے عمل درآمد میں کہاں تک صحت کا خیال رکھا جاتا ہے جس سے یہ اُمید کرنا بیجا نہ ہوگا کہ پانچ سالہ پروگرام بھی اسی صحت کے ساتھ عمل میں لایا جائیگا -

ستمبر سنہ ۱۹۲۷ع میں گوسپلین نے سال گذشتہ کے نتائج اور سال آئندہ کے پروگرام کا نقشہ شائع کیا ہے - اس کی رپورٹ جامعیت کا نمونہ ہے - اس کے نتائج قابل توجہ ہیں - رپورٹ میں پہلے تو اُن دشواریوں کا ذکر کیا گیا ہے جو حوصلہ پست کرنے والی ہیں بعد ازاں اُن نتائج پر زور دیا گیا ہے جو اُمید افزا ہیں - گوسپلین کی رائے میں صنعتی و حرفتی ترقی کی عمارت آہستہ خرام بلکہ متخرام کی رفتار سے ترقی کر رہی ہے اور ملک کی ضروریات اور دوسرے ممالک سے مقابلہ کے لحاظ سے اسکا سربلند کرنا اور نمایاں ہونا مدت مدید کا کام ہے - دوسری دشواری یہ ہے کہ ملک کی آبادی بڑھتی جاتی ہے مگر اُسی لحاظ سے ضروریات روز مرہ کے مال کی ساخت میں ترقی نہیں ہو رہی ہے - اور ملک میں بیکاری پھیل رہی ہے - تیسرے صنعتی و حرفتی مال اور زراعتی پیداوار کی ترقی میں جو مناسبت ہونی چاہئے وہ میسر نہیں آرہی ہے - چوتھے یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ روز مرہ کی ضروریات کے مال کی ساخت اور فولاد اور مشینری ' ریلوے ' جہاز اور موٹرکار وغیرہ کے بنانے اور تیار کرنے میں کیا تناسب قائم کرنا چاہئے - آخری دشواری یہ ہے کہ گو سرمایہ تمام کاروبار اور صنعت و حرفت میں لگانے کے لئے میسر ہے مگر انجینئری کے ماہر جنکی نگرانی اور ہدایت میں صنعت و حرفت کی ترقی ہوسکتی ہے روس میں میسر نہیں آرہے ہیں -

ان دشواریوں کے مقابلہ میں حوصلہ افزا نتائج حسب ذیل ہیں - اُس کل صنعتی و حرفتی مال اور زراعتی پیداوار کی قیمت جو بازاروں میں فروخت ہوتی ہے تقریباً نو ارب ساتھ کروڑ ڈالر کے ہوتی ہے تخمینہ کیا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۸ع میں دس ارب اسی کروڑ کا مال تجارت کے کام آیا - یعنی ۱۳ فیصدی کی ترقی ہوگئی - چونکہ قیمتیں کم کر دینے کا منصوبہ ہے اس لئے یہ ترقی روپیہ کے اعداد شمار کے لحاظ سے ۷ فیصدی رہجائیگی - سنہ ۱۹۳۲ع میں ریلوے ' مشینری ' موٹرکار ' زراعتی اوزار اور دیگر مشینری کی

ساخت کے طرف نسبتاً توجہ زیادہ دیجائیگی اسکا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ روزمرہ کی ضروریات کے مال کی قلت محسوس ہوگی - مگر کوئی چارہ کار نہیں - سنہ ۱۹۲۸ع میں دو ارب ساتھ کروڑ ڈالر کا سرمایہ صنعت و حرفت میں لگایا گیا سال گذشتہ کی نسبت تخمیناً یہ سرمایہ ۴۳ کروڑ ڈالر زائد ہے - سرکاری صنعتوں اور حرفتوں میں تقریباً ساتھ کروڑ ڈالر کام آئے گا - چوبیس کروڑ ریلوے اور سڑکوں وغیرہ کے بنانے میں صرف ہوگا - چودہ کروڑ بجلی کے کاموں میں لگایا جائے گا - تقریباً دس لاکھ مزدور ان تمام کارخانوں اور کارو بار میں لگائے جائیں گے - سال گذشتہ کی نسبت تمام کام اور مال آٹھ فیصدی ارزان تیار ہوگا - حکومت کی سالانہ آمدنی میں سنہ ۱۹۲۷ع میں بہ‌نسبت سنہ ۱۹۲۶ع کے ۳۰ فیصدی کا اضافہ ہوا تھا سنہ ۱۹۲۸ع میں ۱۸ فیصدی کے اضافہ کی اُمید کی گئی- اور اخراجات میں ۲۰ فیصدی کی کمی کی جا رہی ہے یعنی حکومت کا سالانہ بجٹ اب اپنی معمولی حالت پر آتا جاتا ہے - آمدنی میں اضافہ ٹیکسوں کی زیادتی کی وجہ سے نہیں ہورہا ہے بلکہ صنعتی و حرفتی کاروبار کے منافع کی وجہ سے - روس کی تمام صنعت و حرفت اور کاروبار میں جو مزدور اس وقت کام کر رہے ہیں اُن میں ۸۰ فیصدی سرکاری اور کواپریٹیو کارخانوں میں کام کرتے ہیں اور صرف ۲۰ فیصدی نجی کے کارخانوں میں - سنہ ۱۹۲۸ع میں سرکاری اور کواپریٹیو کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد اور بھی بڑھ جانے اور نجی کے کارخانوں میں اسی لحاظ سے ان کا تناسب اور کم ہوجانے کی امید تھی - مال کی ساخت کے کارخانوں سے قطع نظر کرکے مال کے فروخت کی کوٹھیوں ' ایجنسیوں اور دوکانوں میں بھی سرکاری اور کواپریٹیو حصہ ۱۹۲۸ع میں ۸۴ فیصدی تک پہونچ جانے اور اسی لحاظ سے نجی کی تجارت کا تناسب اور گر جانے کی امید کی گئی -

جس ہمت اور کوشش بلیغ کے ساتھ روس کی حکومت اور رعیت پنجسالہ پروگرام کے پورا کرنے اور ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت کی برباد اور بوسیدہ عمارت کو از سر نو تعمیر کرنے کا تہیہ کر رہی ہے اور دنیا کے مروجہ دستور اور اصول تجارت کو پامال کر کے حکومت کی نگرانی اور اہتمام میں پندرہ کروڑ سے زائد آبادی کی ضروریات زندگی اور تمام کار و بار کو ایک خاص نقشہ اور پروگرام کے مطابق مرتب اور منظم کیا چاہتی ہے اس کی اس وقت تک دنیا میں دوسری مثال

موجود نہیں اس کو اپنے ارادوں اور پروگرام میں ایک حد تک کامیابی ہو رہی ہے لیکن آخری نتیجہ کیا ہوگا اور اس کی کامیابی کسقدر مستقل ہوگی اس کے متعلق ابھی کچھ، نہیں کہا جا سکتا معترضین اور نکتہ چینوں کا ایک عام اعتراض یہ ہے کہ بولشوک حکومت کے وہ تمام اعداد شمار اور نقشہ‌جات جو وہ اپنی صنعت و حرفت اور تجارت کے متعلق دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وقتاً فوقتاً شایع کیا کرتے ہیں نہ صرف صحیح نہیں بلکہ اصلیت سے اسقدر دور ہیں کہ ان کو دھوکے کی ٹٹی کہنا بیجا نہ ہوگا - اسلئے ان کی بنا پر کوئی راے قائم کرنی یا کسی خاص نتیجہ پر پہونچنا قطعی دور از کار اور بالکل بے معنی ہے - سنہ ۱۹۲۷ میں ایک امریکن ٹریڈ یونین ڈیلیگیشن روس اسلئے گیا تھا کہ موقع پر پہونچ کر تمام صحیح صحیح واقعات و حالات کا پتہ چلائے اور آزادانہ تحقیق و تفتیش کے بعد اپنی رپورٹ مرتب کرکے اپنے اہل ملک کو روس کے حالات سے آگاہ کرے - اس ڈیلیگیشن کا کوئی تعلق کومیونسٹ یا بولشوک گروہ سے نہ تھا یہ ان کے عقیدے اور ایمان کا مقلد یا پیرو نہ تھا نہ اس کو ان سے کوئی قومی یا ملکی ہمدردی تھی - اسلئے اپنی رپورٹ میں وہاں کے حالات پر کافی روشنی ڈالی ہے روس کے کاروبار اور تجارتی اعداد شمار کے متعلق اس کی راے حسب ذیل ہے - "جسوقت ہملوگ روس گئے تو ہم نے اسبات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ ہم وہاں کے حکام یا اور لوگوں کے بیانات یا اعداد شمار کو محض اعتبار پر قبول کرنے یا یقین کرنے پر ہرگز اکتفا نہ کرینگے بلکہ تمام واقعات کی خود جانچ پرتال کرینگے - اس تحقیق و تفتیش کے بعد جو ہم نے کی ہے ہم میں سے ہر ایک شخص اس بات کا قائل ہے کہ جو اعداد شمار یا نقشہ جات ہمارے سامنے پیش کئے گئے وہ صحیح اور اصل تھے اور نہایت تردد اور جانفشانی کے ساتھ تیار کئے گئے تھے - یہ کہنا کہ غیر ملکوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایک قسم کے اعداد شمار پیش کئے جاتے ہیں اور ملک کا کام اور کار و بار چلانے کے لئے دوسرے قسم کے اعداد شمار سے کام لیا جاتا ہے محض بہتان ہے - ہملوگ یہ ہرگز نہیں کہتے کہ یہ اعداد شمار قطعی مکمل ہیں یا اسیقدر صحیح ہیں کہ جسقدر صحیح ہوسکتے ہیں - کوئی شبہ نہیں کہ انکے مرتب کرنے میں اصلاح کی گنجایش ہے لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ روس کی زمانہ حال کی موجودہ صورت میں جسقدر صحیح اور مکمل اعداد شمار یا نقشہ جات بہم ہو سکتے تھے یا مرتب

کئے جا سکتے تھے وہ کئے گئے ہیں - دوران جنگ اور زمانہ انقلاب میں ملک کے ہر شعبۂ زندگی کا شیرازہ تتر بتر ہو گیا تھا کار و بار اور تجارت کی عمارت اصل میں از سر نو کھڑی کی جا رہی ہے - اعداد شمار اور نقشہ جات کوشش بلیغ اور نہایت جانفشانی سے تیار کئے گئے ہیں اور ہم یقین واثق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سامنے وہی اعداد شمار اور نقشہ جات پیش کئے گئے جو سرکاری پولیسی کی رہنمائی کرتے اور تمام کار و بار میں کام میں لائے جاتے ہیں '' -

مال کیسا بنتا ہے ؟

مانا کہ روس میں موجودہ حکومت کے دور میں صنعت و حرفت اور تجارت کو ترقی دینے کی بلیغ کوشش کی جارہی ہے یہ بھی مانا کہ جو پروگرام حکومت وقت نے ملک میں کاروبار کی نئی عمارت کھڑی کرنے کا تیار کیا ہے وہ نہایت حوصلہ افزا ہے اور جن اعداد شمار اور نقشہ جات کی بنا پر دنیا کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ روس نے پانچ سال پورے ہونے سے قبل ہی اپنا مقررہ پروگرام عنقریب طے اور پورا کرلیا ہے وہ صحیح اور قابل اعتبار ہیں تاہم یہ دیکھنا ہے کہ یہ کاغذی تصویریں صورت حال کی اصلیت سے کہاں تک مشابہ ہیں - مال تو بکثرت بن رہا ہے - ہر طرح کی چیزیں تیار ہو رہی ہیں کارخانہ جات میں سال بہ سال اضافہ ہوتا جاتا ہے - نئی نئی صنعتیں و حرفتیں اس نئے دور میں قائم ہوتی جاتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ جو مال بن رہا ہے وہ کیسا ہے لوگوں کی ضروریات زندگی کی جو چیزیں بازار میں فروخت ہو رہی ہیں وہ کیسی ہیں خریدار اُن سے کہاں تک مطمئن اور خوش ہیں - کیونکہ وزن میں ایک ٹن اوزار یا مشینری کے پرزے کچے لوہے کے بھی تیار ہوسکتے ہیں اور اصلی فولاد کے بھی - ہزار جوڑے جوتوں کے اصلی اور اچھے چمڑے کے بھی بنائے جاسکتے ہیں اور کاغذ کے بھی - اسی ڈیلیگیشن کی رپورٹ سے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ روس کی نئی ملوں فیکٹریوں اور کارخانوں کے ذریعہ سے جو مال اس بہتات اور سرعت کے ساتھ نکلتا اور تیار ہو رہا ہے وہ اچھی قسم کا نہیں - لوگ بالعموم اس کے ادنی ہونے کے شاکی ہیں یہ شکایت خاص طور سے اُس سامان کے نسبت صحیح ہے جس کا تعلق روزمرہ کی ضروریات سے ہے مثلاً جوتے کپڑا وغیرہ اسی کے ساتھ اس بات کا بھی اعتراف کیا جاتا ہے کہ سال بھر سے یعنی سنہ ۱۹۲۷ع سے صورت حال بہتر ہوتی جاتی

ہے بات یہ ہے کہ پچھلے سال بھر سے یعنی سنہ ۱۹۲۷ع سے خاص احکام جاری ہوگئے ہیں کہ مال کم از کم اس حیثیت اور پائے کا تیار ہو جیسا کہ قبل از جنگ ہوتا تھا اور ان احکام کا نفاذ بڑی سختی سے کیا جا رہا ہے - غیر ملکوں کے سائنس داں اور کارخانہ دار حکومت کی اس معاملہ میں بڑی امداد کر رہے ہیں ترقی بتدریج ہو رہی ہے لیکن ہو ضرور رہی ہے ماسوا صنعت و حرفت کے مقابلہ میں زراعتی پیداوار کی حالت بہت بہتر ہے - اصل یہ ہے کہ دوران جنگ اور زمانہ انقلاب میں صنعت و حرفت کی جیسی بربادی ہوئی اور جیسا اس کا برا حال ہوا زراعت پر ویسی تباہی نہیں آئی اُس زمانہ میں بھی زراعت اپنے قدم جمائے رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بولشوک حکومت نے کاشت کے نئے طریقوں اور نئے اوزاروں کے استعمال کی جانب جب توجہ کی تو اس شعبہ میں خاطر خواہ ترقی رونما ہونے لگی چنانچہ موجودہ صورت زراعتی پیداوار کی اس وقت بھی زار کے زمانہ سے بدرجہا بہتر ہے - قصہ مختصر گو فیکٹریوں اور کارخانوں سے مال بڑی بہتات اور سرعت کے ساتھ نکل رہا ہے مگر اچھے قسم کا نہیں تاہم سنہ ۱۹۲۷ع کے بعد سے اس جانب توجہ ہوئی ہے اور اب مال نسبتاً بہتر قسم کا بننے لگا ہے - زراعتی پیداوار کی نسبت یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا یہ زار اور قبل از جنگ کے زمانہ سے بدرجہا بہتر ہے - اُون ' جوتے ' کپڑا نسبتاً ادنیٰ قسم کا ہوتا ہے لیکن سن ' شکر ' گیہوں علیٰ قسم کا پیدا ہوتا ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا پیداوار اور مال و اسباب کی قسم اور حیثیت بہتر ہوتی جائیگی -

رفتار ترقی

اب یہ دیکھنا ہے کہ قبل از جنگ سے اب تک روس میں صنعت و حرفت اور زراعت کی ترقی کی رفتار انفرادی اور مجموعئی حیثیت سے کیسی اور کیا رہی - حسب ذیل اعداد شمار گوسپیلن کے پروفیسر گروماں نے جنیوا کانفرنس کے رو برو پیش کئے تھے - وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں -

سال	زراعت	صنعت و حرفت
۱۹۱۳	۱۰۰	۱۰۰
۱۹۱۴	۹۹	۹۲
۱۹۱۵	۱۰۳	۱۰۲
۱۹۱۶	۹۸	۱۰۹

سال	زراعت	صنعت و حرفت
۱۹۱۷	۹۳	۶۹
۱۹۱۸	۸۴	۳۰
۱۹۱۹	۷۵	۲۴
۱۹۲۱	۶۱	۱۷
۱۹۲۲	۵۲	۲۶
۱۹۲۳	۷۱	۳۳
۱۹۲۴	۷۶	۴۶
۱۹۲۵	۸۲	۶۹
۱۹۲۶	۹۷	۹۶
۱۹۲۷	۱۰۱	۱۰۹
۱۹۲۸	۱۰۴	۱۲۴

اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۶ع تک زراعت کی پیداوار اور صنعتی و حرفتی مال کی ساخت ان دونوں شعبوں میں سنہ ۱۹۱۳ع کے مقابلہ میں کم رہی یعنی روس کی صنعت و حرفت اور زراعت اس حد تک نہ پہنچی تھی کہ سنہ ۱۹۱۳ع کی حالت پر پہونچتی سنہ ۱۹۲۷ع اور سنہ ۱۹۲۸ع کے اعداد شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دو سالوں میں ترقی خاطر خواہ ہوئی اور سنہ ۱۹۱۳ع کی حد سے اب ملک تجاوز کر گیا ہے - سنہ ۱۹۲۷ع کے اعداد شمار زراعت کی پیداوار اور مال کی ساخت پر مبنی ہیں لہذا ان کی صحت میں شک کی گنجایش نہیں ہو سکتی - سنہ ۱۹۲۸ع کے اعداد شمار محض تخمینہ ہیں اس اندازہ کو صحیح مانا جائے یا نہیں اپنی اپنی طبیعت اور مزاج پر منحصر ہے - اس نقشہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۶ع تک صنعت و حرفت کو اور سنہ ۱۹۱۵ع تک زراعت کو روس میں برابر فروغ ہوتا گیا اس کے بعد سے سنہ ۱۹۲۱ع تک انہوں نے انتہاے ادبار کی منزلیں طے کیں سنہ ۱۹۲۲ع سے دونوں نے پھر پنپنا شروع کیا اور پنجسالہ پروگرام کی رو سے روس کی صنعت و حرفت اور زراعت کا دور اقبال پھر شروع ہوتا ہے - یہ بھی توجہ کے قابل ہے کہ کشت و خون اور ابتری کے انتہائی دور میں بھی جیسا بُرا حال صنعت و حرفت کا ہوا ویسا زراعت کا نہیں - ایک بات اور جو قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ع سے سنہ ۱۹۲۶ع تک کے زمانہ میں روس کی آبادی میں تقریباً ایک

کروڑ کا اضافہ ہوا ہے یعنی ملک کی آبادی سنہ ۱۹۱۳ع میں تقریباً ۱۳ کروڑ ۹۰ لاکھہ تھی اور سنہ ۱۹۲۲ع میں ۱۴ کروڑ ۹۰ لاکھہ -

انفرادی حیثیت سے مختلف صنعتوں و حرفتوں کی رفتار ترقی کا اندازہ حسب ذیل نقشہ سے ہو سکتا ہے -

	۱۹۱۳	۱۹۲۵	۱۹۲۶	۱۹۲۷	۱۹۲۸
کوئلہ	۱۰۰	۵۵	۸۴	۱۰۵	۱۲۴
تیل	۱۰۰	۷۶	۹۰	۱۱۰	۱۲۱
معمولی لوہا	۱۰۰	۳۱	۵۲	۷۱	۸۲
فولاد	۱۰۰	۴۴	۶۹	۸۱	۹۰
نمک	۱۰۰	۶۸	۸۰	۱۰۲	۱۱۴
چمڑا	۱۰۰	۷۹	۱۰۶	...	...
شکر	۱۰۰	۳۳	۷۸	۶۵	۹۳
شیشہ آلات	۱۰۰	۷۱	...	...	...
بجلی کے آلات	۱۰۰	۱۱۰	۱۵۹	...	...
اونی دھاگا	۱۰۰	۷۰	۸۴	۹۷	...
سوتی دھاگا	۱۰۰	۱۳۹	۱۹۰	۲۱۳	...
سوتی کپڑا	۱۰۰	۶۴	۸۶	۱۰۵	۱۱۲
ربڑ کی چیزیں	۱۰۰	۵۶	۹۱	۱۱۰	۱۳۳
کاغذ	۱۰۰	۱۵۴	۱۸۰	۱۸۵	...
سگریٹ	۱۰۰	۹۷	۱۳۶	۱۵۲	۱۶۶

اس نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوہے اور فولاد کی ساخت کے لحاظ سے روس ابھی سنہ ۱۹۱۳ع کے مقابلہ میں تقریباً ۲۵ فیصدی پیچھے ہے اور جب تک اس میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوتی روس صنعت و حرفت کے شعبہ میں دوسروں کا دست نگر رہیگا اس شعبہ میں ترقی اور اضافہ کی انتہائی کوشش کی جا رہی ہے لیکن ابھی دو چار برس اور لگینگے کہ یہ سنہ ۱۹۱۳ع کی منزل تک بھی پہونچ سکے - دوسری بات جو اس نقشے سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض صنعتوں میں تو روس سنہ ۱۹۱۳ع کی منزل کے قریب پہونچ گیا ہے اور بعض میں بہت آگے نکل گیا ہے -

ترغیب ترقی

صنعت و حرفت اور تجارت کو فروغ دینے کے اس نئے اصول اور طریقے کے متعلق جو اس وقت روس میں جاری کیا گیا ہے اور جس پر بولشوک حکومت کاربند ہو رہی ہے خواہ کچھہ ہی رائے کیوں نہ قائم کی جائے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پچھلے چند سال میں روس نے اس شعبہ میں کافی ترقی کی ہے اور ہر کارخانہ سے مال بکثرت اور سرعت کے ساتھہ تیار ہو کر نکل رہا ہے - صنعت و حرفت کے تمام شعبوں میں نئے نئے کارخانے کھل رہے ہیں اور مستعدی سے کام کر رہے ہیں - اس وقت تک تمام دنیا میں صنعت و حرفت کے کارخانے کھولنے اور تجارت کو فروغ دینے میں ہر شخص کو یہی خیال ترغیب دیتا ہے کہ اس سے اُس کو منافع ہوگا اور وہ دولتمند ہو جائیگا - روس کے شیرازہ تجارت و صنعت و حرفت میں اس ترغیب دینے والے خیال اور اس اولین اصول کی تقریباً کہیں گنجایش ہی نہیں ہے - جب ذاتی ملکیت اور ذاتی نفع کا خیال تقریباً نیست و نابود کیا جا رہا ہے تو پھر وہاں کے کارخانہ داروں ' انتظام و اہتمام کرنے والوں اور مزدوروں یا کام کرنے والوں کو کون سا خیال ہے جو اس مستعدی اور جوش کے ساتھہ کام کرنے پر آمادہ کرتا ہے - جہانتک کومیونسٹ پارٹی یا بولشوک پارٹی کے ممبروں کا تعلق ہے کسی شخص کو بھی خواہ وہ کیسے ہی عہدۂ جلیلہ پر معمور ہو دو سو پچیس روبل یا ایک سو بارہ ڈولر ماہوار سے زیادہ گذارہ یا تنخواہ نہیں ملتی - جو برسر اقتدار اور برسر حکومت ہیں اُن کو بھی یہی ملتا ہے اور جو کارخانوں کو چلاتے یا ان کا انتظام بہ حیثیت مینیجر کے کرتے ہیں ان کو بھی یہی ملتا ہے ان میں تو اپنے عقیدے اور اصول کے لئے وہی جوش موجود ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف مذاہب کے پھیلانے والوں اور فدائیاں دین میں موجود تھا - ان کے لئے تو صرف یہ کافی ہے کہ وہ کومیونسٹ عقیدے کے رضا کار اور اس کے فدائی ہیں اور تمام دنیا کو کومیونسٹ عقیدے کا پابند کر کے چھوڑینگے - بہت سے کارخانوں اور فیکٹریوں کے مینیجر خود کومیونسٹ پارٹی کے ممبر ہیں - اور ان کے لئے یہ ترغیب کافی ہے کہ وہ روس میں نئے عقیدے اور نئے ایمان کا کرشمہ دکھا کر چھوڑینگے - اب رہے مزدور یا کاریگر اور دوسرے کام کرنے والے سو ان کے یہ ذہن نشین ہو گیا ہے اور ایک بڑی حد تک یہ خیال صحیح ہے کہ حکومت اُنہیں کی ہے - صنعت و حرفت کی تمام ملکیت انہیں کی ہے اس کے فروغ دینے میں انہیں کا نفع

ھے اور انہیں کا کام ھے اور یہ صرف زبانی داخلہ ھی نہیں بلکہ ھر کارخانہ اور فیکٹری میں ان کی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو کارخانہ کے معاملات میں صلاح و مشورہ دیتی ہیں اور ان کے مشورہ پر توجہ کی جاتی ھے اور جہاں جہاں منیجر یا مہتمم کارخانہ کا کومیونسٹ نہیں ھے بلکہ غیر کومیونسٹ ھے وھاں ان کمیٹیوں کا وقار اور دخل غیر کومیونسٹ منیجر کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ھے - یہی خیال ھے جو انہیں تن دھی اور جانفشانی سے کام کرنے پر آمادہ کرتا ھے - اب رھے وہ منیجر اور منتظمین جو غیر کومیونسٹ ہیں ان کو ترغیب دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اکثر سبیلیں ہیں مثلاً جن کا کام قابل تعریف ہوتا ھے یا جنہوں نے کوئی خاص ایجاد کی ہوتی ھے یا جن کا کارخانہ پنج سالہ پروگرام کے مطابق اوروں پر سبقت لے گیا ہوتا ھے - ان کا اخباروں میں چرچا ہوتا ھے - جلسوں میں تمغے تقسیم کئے جاتے ہیں - پبلک کی نگاہ میں انکی بڑی قدر و منزلت ہوتی ھے بعض صورتوں میں کچھ نقد انعام بھی دیا جاتا ھے - ماسوا اس چکر میں جہاں ھر شخص ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاھتا ھے غیر کومیونسٹ کارخانہ داروں کو بھی شرم آتی ھے کہ ان کا کارخانہ پیچھے رھگیا - مزدوروں اور کاریگروں میں جو نا اھل اور سست ہوتے ہیں ان کے ساتھ کے کام کرنے والے ان کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ نشانہ ملامت بنجاتے ہیں - یہ باتیں ہیں جو روس میں لوگوں کو ترغیب دے رھی ہیں کہ وہ تن دھی اور جوش سے کام کریں - یہ جوش کب تک قائم رھیگا اس کے نسبت کوئی پیشینگوئی کرنا مشکل ھے - ابھی تو روس غیر ممالک کے بہ نسبت رفتار ترقی میں پیچھے ھے اور ھر شخص کو یہی دھن ھے کہ منزل مقصود تک جلد سے جلد پہونچ جائے - جب یہ منزل طے ہو جائیگی - جب کومیونسٹ عقیدہ اور ایمان پرانا اور سست ہو جائیگا اس وقت کیا صورت ہوگی اس کے نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا بالفعل جو صورت ھے اس کا تذکرہ کر دیا گیا -

(۲) زراعت

'' ملک میں سوشلزم کی عمارت اور بولشوک حکومت عرصۂ دراز تک دو مختلف بنیادوں پر قائم نہیں رکھی جا سکتی - یہ ممکن نہیں کہ ایک طرف تو آپ ذاتی ملکیت کے دستور کو نیست و نابود کر کے صنعت و حرفت کو بڑے وسیع پیمانے پر زیر نگرانی حکومت ترقی دیں اور دوسری جانب زراعت پرانے دستور کے مطابق فرداً فرداً چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے ہاتھوں میں رہے اور پرانے دقیانوسی طریقوں سے کاشت کی جائے - لازمی ہے کہ زراعت بھی مشترکہ طریق کار کی پابند کی جائے - ذاتی ملکیت کا دستور اس شعبہ سے بھی مٹایا جائے - زراعت کو بھی وسیع پیمانے پر زیر نگرانی حکومت ترقی دیجائے اور صنعت و حرفت کا ہم پلہ بنایا جائے - یا تو ہم اسمیں کامیاب ہونگے اور سوشلزم اور بولشوک حکومت کی بنیادیں روس میں ہمیشہ کے لئے پختہ ہوجائیگی یا ہم کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑیگا اور ذاتی ملکیت کے دستور کو ملک میں پھر از سر نو فروغ حاصل ہوگا - بہر حال یہ ممکن نہیں کہ صنعت و حرفت ایک اصول اور طریقے سے ترقی پائے اور زراعت دوسرے اصول اور طریقہ کی پابند چھوڑ دیجائے '' یہ اقتباس استالن کی اُس تقریر سے ہے جو اس نے کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے رو برو نومبر سنہ ۱۹۲۸ع میں کی تھی اور اس کو بولشوک حکومت کی موجودہ زراعتی پولیسی کی کنجی کہا جا سکتا ہے - پچھلے تین سال سے بولشوک حکومت زراعت کے شعبہ سے بھی ذاتی ملکیت کے دستور کو مٹا کر مشترکہ ملکیت اور مشترکہ طریق کار کے دستور کو رواج دینے میں منہمک ہے اور زراعت کو بھی وسیع پیمانہ پر ترقی دے کر صنعت و حرفت کا ہم پلہ بنایا چاہتی ہے -

تاریخی تبصرہ

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب سنہ ۱۹۱۷ میں انقلاب شروع ہوا اور حکومت کی باگیں بولشوک پارٹی کے ہاتھوں میں آئیں تو کمیونسٹ اصولوں اور پولیسی کا اثر پہلے پہل صرف شہروں اور قصبوں میں نمایاں ہوا - فیکٹریاں ، کارخانے بینک ، ریل ، تار ، یہ سب کمیونسٹ اصولوں پر زیر نگرانی حکومت چلائے جانے لگے لیکن دیہات میں صورت بالکل مختلف تھی - ہنگامہ انقلاب برپا

ہوتے دیکھکر کسانوں نے خود ہی زمینداروں اور جاگیر داروں کو تباہ و برباد کرکے اُنہیں زمین سے بیدخل کردیا تھا اور زمین اپنے قبضے میں لے آئے تھے - حکومت نے اس زمین کو صرف کسانوں میں ایک طریقہ سے تقسیم کردیا - غریب اور متوسط درجہ کے کسانوں کو زیادہ زمین دیگئی امیر اور خوش حال کسانوں کی آراضی کا حصہ کم کردیا گیا - سنہ ۱۹۱۷ع میں لنن نے کسانوں کی کانگرس کے روبرو تقریر کرتے ہوئے ان کو یہ مشورہ دیاتھا کہ وہ مشترکہ طریق کار پر عمل کرکے زراعت کے نئے طریقوں سے کام لینا شروع کریں اور زراعت کو وسیع پیمانہ پر زیر نگرانی حکومت ترقی دینے کی کوشش کریں - لنن بڑا ذیہوش اور دوربین مدبر تھا وہ انسانی سرشت کی خوبیوں اور کمزوریوں دونوں سے واقف تھا اُس نے کسانوں کو یہ مشورہ تو ضرور دیا لیکن اس نئے طریقے کے اختیار کرنے پر اُنہیں مجبور نہیں کیا - اُس نے زمینداروں کی جاگیروں کو ضبط کر کے وہ زمین غریب اور متوسط درجہ کے کسانوں کو تو دیدی تاکہ اُنکی مانگ پوری ہو اور وہ اپنا پیٹ پال سکیں لیکن اُسی کے ساتھ ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق اُنہیں زمین پر قابض رہنے اور کاشت کرنے کا حق بھی دیدیا اور سوشلزم کے اصولوں کو زیادہ وسعت نہ دی — کمیونزم کے شروع دور میں حکومت نے اپنے فارم کھولے اور کواپریٹیو اصولوں پر بھی بڑی بڑي کھیتیاں کرائی گئیں لیکن اُسوقت حکومت کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ اُس وقت تک حکومت کے لئے زراعتی اوزار اور مشینوں کا مہیا کرنا ممکن نہ تھا - سنہ ۱۹۲۱ع سے نئی اقتصادی پولیسی کا نفاذ شروع ہوا - اور سنہ ۱۹۲۸ع تک یہی پولیسی جاري رہی - اس سات آٹھ برس کے عرصہ میں ۹۵ فی صدی زراعت ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق کسانوں کے ہاتھوں میں رہی - یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں بھی کسان قانون کی نگاہ میں زمین کا مالک اور اس کے سیاہ سپید کا مختار نہ تھا - تمام آراضی حکومت کی تھي - کسان کو زمین کے خرید و فروخت کا اختیار نہ تھا لیکن اپنے کھیتوں کے بونے جوتنے اور زمین پر قابض رہنے اور اس کے منافع کا پورا فائدہ اُٹھانے کا اس کو کامل اختیار تھا - نئی اقتصادی پولیسي کے دور میں جب ہر طرح کی تجارت کو فروغ ہونا شروع ہوا تو باوصف اس کے کہ بڑے بڑے اور خوشحال کاشتکاروں پر جن کو روسی زبان میں کولک کہتے ہیں حکومت کی نظر عنایت نہ تھی بلکہ حکومت ان کی درپے آزار تھی

تب بھی کسانوں کے طبقے میں متوسط درجہ کے کسان سب یکساں حیثیت کے نہ تھے بعضوں کی حالت دوسروں سے بہتر تھی - یعنی ان کے پاس یا تو زراعتی اوزار نئے اور بہتر قسم کے تھے - یا مویشی زیادہ تھے - یا ان میں کفایت شعاری اور محنت و مشقت کی عادتیں بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھیں بہر حال وہ اوروں سے بہتر تھے - سب کسان یکساں نہ تھے اسی لئے اس وقت کسانوں کی تقسیم تین طبقوں میں ہوسکتی تھی یعنی ایک تو کولک یعنی امیر اور خوشحال کسان - دوسرے متوسط درجہ کے اور تیسرے غریب کسان - کولک پر حکومت کی نظر قہر تھی کیونکہ اس کو اندیشہ تھا کہ یہ ترقی کرکے زمیندار اور جاگیر دار کی جگہہ لینے کی کوشش کریں گے - متوسط درجہ کے کسانوں سے حکومت کا برتاؤ آشتی کا تھا اور وہ انکی ہمدردی کی جویاں تھی اور غریب کاشتکار تو بالعموم حکومت کے پشت پناہ تھے -

نئی اقتصادی پولیسی کے شروع ہونے کے فوراً بعد ہی زراعت کی پیداوار میں اضافہ ہونا شروع ہوا وجہ یہ تھی کہ شہروں کی آبادی خانہ جنگی کی وجہ سے بہت کم ہوگئی تھی لہذا اُن کو ناج کی ضرورت زیادہ نہ تھی پھر چونکہ اب کسانوں کو آزادی سے تجارت کا موقع حاصل تھا اور ان کی پیداوار حکومت زبردستی حاصل نہیں کرتی تھی تو وہ بخوشی زراعت کی جانب تن دھی سے مصروف ہوتے تھے - سنہ ۲۴-۱۹۲۳ع میں روس نے ۳۰ لاکھ ٹن ناج علاوہ خانگی ضروریات پوری کرنے کے غیر ممالک کو بھیجا اور غیر قوموں کے ہاتھوں فروخت کیا - اس کے معنی یہ تھے کہ روس کی زراعتی پیداوار زمانۂ قبل از جنگ کی ایک ثلث ہوگئی تھی - سنہ ۱۹۲۴ع میں اتفاقیہ قحط پڑ گیا اور ناج باہر نہ جاسکا لیکن سنہ ۲۶-۱۹۲۵ع اور سنہ ۲۷-۱۹۲۶ع میں فصلیں پھر اچھی ہوئیں اور ناج کی تجارت برآمد پھر جاری ہوگئی - سنہ ۲۸-۱۹۲۷ع میں حکومت کو نہایت نازک صورت کا مقابلہ کرنا پڑا - ناج کی پھر کمی ہوگئی - اس کے کئی وجوہ تھے - شہروں اور قصبوں میں صنعت و حرفت کو فروغ ہو رہا تھا - مزدوروں اور کاریگروں کے جیب میں پیسوں کی کمی نہ تھی - شہروں اور قصبوں میں اُن کا اجتماع بہ کثرت ہو رہا تھا - ان کو ناج کی ضرورت تھی - زراعت کی پیداوار میں اس کے لحاظ سے کوئی ترقی نہ ہوتی تھی - اب بھی حکومت کی جانب سے زراعت پر قیود عائد تھے خوش حال اور دولتمند کاشتکار کو تو حکومت پنپنے دینا ہی نہ

چاہتی تھی غریب کسان کی پیداوار مشکل سے اس کے اور اُس کے گھر والوں کا پیٹ پالنے کے لئے کافی ہوتی - متوسط درجہ کے کاشتکار کے پاس مشکل سے ۲۰ یا ۳۰ ایکڑ زمین ہوتی تھی وہ بھی مختلف اور دور دراز کے مقامات پر پھر اس کے پاس ایک جوڑی گھوڑے سے زیادہ نہ ہوتی تھی جس سے خاطر خواہ کاشت کرسکتا - اُس کے پاس کچھ فالتو ناج ضرور ہوتا تھا مگر قابل شمار نہیں زمانۂ قبل از جنگ میں جو روس کے ناج کی تجارت پر آمد تھی وہ اُن بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کے بدولت تھی جن کو حکومت نے غارت کر دیا تھا اور جن کی زمین غریب کسانوں میں تقسیم کردی تھی - علاوہ بریں کسانوں کو کوئی چیز ایسی ترغیب دینے والی نہ تھی کہ وہ تن دہی سے اپنے مال و دولت میں اضافہ کرنے کی فکر کرتے - بلکہ میں روپیہ رکھنے سے وہ خائف تھے - نئی آراضی خریدنے اور اپنی زمین میں اضافہ کرنے کا ان کو اب موقع اور اجازت نہ تھی روس کی فیکٹریاں اور کارخانے ضروریات زندگی کی چیزیں اس قدر کم تعداد میں بنا سکتے اور مہیا کر سکتے تھے کہ وہ شہر والوں کے لئے ہی کافی ہوتی تھیں - دیہات میں کسانوں کے ہاتھوں تک پہونچنے کی نوبت ہی نہ آتی تھی - انہیں سب وجوہ کی بنا پر زراعت کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا تھا - علاوہ بریں سنہ ۱۹۲۷ع میں دولت برطانیہ سے تجارتی تعلقات قطع ہو جانے کے بعد ملک میں جنگ چھڑ جانے کی افواہیں بری طرح پھیل رہی تھیں - ان سے متاثر ہو کر کسانوں نے جو کچھ فالتو ناج ان کے پاس تھا گھروں میں چھپانا اور جمع کرنا شروع کردیا اسی لئے ناج کا اور بھی قحط پڑ گیا - حکومت پریشان ہوئی - خاص تدابیر اور حکمت عملی سے یعنی زبردستی سے حکومت نے کسانوں کو ناج کھیتوں میں سے نکالنے پر مجبور کیا بعض گرفتار کئے گئے زیادہ تر دھمکی میں آکر ہی رضامند ہوگئے - اس وقت تو اس طرح سے کام چل گیا لیکن حکومت نے محسوس کیا کہ اس صورت کاحل اور تدابیر سے ہو سکتا ہے اس زبردستی سے نہیں ہو سکتا -

حکومت کے سامنے اس وقت دو صورتیں تھیں اول تو یہ کہ کسانوں کو

حکومت کی پولیسی

ذاتی ملکیت کے دستور کے مطابق تجارت کی پوری آزادی دیدی جائے ان کے دھن دولت اکٹھا کرنے کے راہ میں جو دقتیں ڈالی جا رہی تھیں - ان پر جو ٹیکس کا بار بڑھایا جا رہا تھا وہ سب دور کیا جائے - کولک کے برباد کرنے بلکہ نیست و نابود کرنے

کی جو فکریں کی جارهی تهیں وہ چهوڑ دی جائیں اور اس کو پنپنے دیا جائے اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ شعبہ زراعت میں مشترکہ طریق کار اور سوشلسٹ اصولوں کے جاری کرنے کا خیال جو بولشوک حکومت رکھتی تھی اس کو قطعی چھوڑنا پڑتا بلکہ سوشلسٹ دور کا روس میں مستحکم ہونا پھر محض خواب و خیال رہ جاتا - دوسرا طریق عمل یہ تھا کہ همت کرکے حکومت شعبۂ زراعت میں بھی مشترکہ طریق کار اور سوشلسٹ اصولوں کو اسی طرح جاری کر دے کہ جس طرح شعبۂ صنعت و حرفت میں کیا تھا - اگر اس میں کامیابی ہو گئی تو پھر حکومت کو اپنی منزل مقصود تک پہونچنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رهتی - چنانچہ حکومت نے یہی کیا - اس پولیسی کے عمل در آمد کی تین صورتیں تجویز کی گئیں - اول تو غریب اور متوسط درجے کے کسانوں کو مشترکہ طریق زراعت پر رضامند کر کے ان کو نئے اوزاروں اور مشینری سے کھیتی کرنے کا عادی کرنا - دوسرے حکومت کے زیر اهتمام وسیع پیمانہ پر بڑے بڑے فارم کھولنا اور نئے طریق زراعت سے پیداوار میں اضافہ کرنا - تیسرے خوش حال اور امیر کاشتکاروں یعنی کولک کی بیخ کنی کر کے ان کو نیست و نابود کرنا - شروع شروع میں یہ پولیسی خاطر خواہ عمل میں نہ لائی جاسکی کیونکہ خود اراکین حکومت میں اس کے متعلق اختلافات تھے - لیکن سنہ ۱۹۲۹ع سے اس پولیسی کے عمل در آمد میں حکومت کو کافی کامیابی ہوئی - حکومت نے قیمت معینہ پر کسانوں سے ناج بکثرت خریدا اور اُن لوگوں کی تعداد بھی کہ جنھوں نے مشترکہ طریق کار پر کاربند ہونا منظور کیا بے تحاشا بڑھی - اس کی دو وجہیں تھیں - اول تو ان کے ساتھ خاص رعایتیں کی جاتی تھیں - اُن کو عمدہ سے عمدہ قسم کی زمین دی جاتی تھی - ٹیکس کا بار ان پر نسبتاً ہلکا تھا - ان کو روپیہ اُدھار ملنے میں آسانیاں بہم پہونچائی جاتی تھیں- زراعتی اوزار اور مشینری سب سے پہلے ان کو دی جاتی تھی - ضرورت زندگی کی چیزیں مثل جوتے - کپڑا وغیرہ سب سے پہلے ان کو مہیا کیا جاتا تھا - بخلاف اس کے دوسری جانب خوش حال اور بڑے کاشتکاروں کا قافیہ بری طرح تنگ کیا جاتا تھا - جو ناج ان کے قبضہ میں ہوتا زبردستی ان سے لے لیا جاتا - ان پر ٹیکس کا بار اس قدر کردیا جاتا کہ اس کا ادا کرنا ان کے لئے غیر ممکن ہو جاتا - دسمبر سنہ ۱۹۲۹ع میں اسٹالین نے کولک کے برباد و نیست و نابود کرنے کی پولیسی کا ذکر علانیہ اپنی ایک تقریر میں کیا تھا - اس پولیسی کے مطابق

کولک کی زمینیں اس کے مویشی' اس کے زراعتی اوزار اور مشینری برملا ضبط کی جاتی تھی اور ان کو دور دراز کے مقامات پر جلا وطن کر دیا جاتا تھا کم از کم گاؤں سے بے سر و سامان نکال دیا جاتا تھا اس صورت میں ظاہر ہے کہ متوسط درجہ کے کاشتکاروں نے مشترکہ طریق زراعت کو ترجیح دی اور اس پر رضامند ہونا قبول کیا - جو زمین اور مال و اسباب خوش حال اور امیر کاشتکاروں کا حکومت نے ضبط کیا تھا وہ بھی حصہ رسدی متوسط درجہ اور غریب کسانوں میں تقسیم کر دیا گیا - اس سے بھی ان کو مشترکہ طریق زراعت میں شریک ہونے کی ترغیب ہوئی -

ان تمام وجوہ سے مشترکہ طریق کاشت کو سنہ ۱۹۲۹ع میں کافی فروغ ہوا - پنج سالہ پروگرام کے مطابق سنہ ۱۹۳۳ع تک ۲۰ فیصدی زراعتی آبادی مشترکہ طریق کاشت کی پابندی ہو جانی چاھئے تھی لیکن یہ حد سنہ ۱۹۲۹ع میں ھی پہونچ گئی- پھر یہ طے ہوا کہ سنہ ۱۹۳۱ع تک ۳۰ فیصدی آبادی اس طریق کو اختیار کرلے لیکن سنہ ۱۹۳۰ع میں ۵۵ فیصدی زراعتی آبادی اس پر کار بند ہو چکی تھی- یہ کایا پلٹ محض رضامندی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ اس میں عمال حکومت اور سربراہ کاروں کے تشدد کا بہت کچھ دخل تھا - کولک جو حکومت کے زیر عتاب تھے زراعتی آبادی کے صرف ۴ یا ۵ فیصدی جزو تھے- عمال حکومت نے صرف انہیں پر تشدد روا نہ رکھا بلکہ متوسط درجہ کے کاشتکاروں کو بھی زبردستی مجبور کیا کہ وہ مشترکہ طریق کاشت میں شریک ہوں - بعضوں کو گرفتار کیا اور بعضوں کو گرفتاری کی دھمکی دی - مشترکہ طریق زراعت سے حکومت کی یہ مراد تھی کہ اراضی کاشت' مویشی اور اوزار زراعت مشترکہ ملکیت قرار دئے جائیں لیکن مکان' باغ' گائے' مرغیاں وغیرہ کسان کی ذاتی ملکیت رہیں - سر گرم عمال حکومت نے ان کو بھی مشترکہ جائداد قرار دے کر متوسط درجہ کے کسانوں کو بھی بر افروختہ کیا اور حکومت کے لئے خاصی اچھی پریشانی کی صورت پیدا کر دی - نتیجہ یہ ہوا کہ بعض دیہاتی علاقوں میں بلوے اور فساد کی نوبت آئی - بالخصوص موسکو اور لنن گراؤ کے علاقوں میں جہاں مشترکہ طریق کاشت کی تحریک ابھی کمزور تھی' قاف اور مرکزی ایشیا میں بھی کسانوں نے اس طرز عمل کے خلاف جہاد کیا - لیکن اس سے بھی برا یہ ہوا کہ کولک اور نیز غیر کولک کسانوں نے اپنے تمام مویشیوں کو ذبح کرنا شروع کیا اور ملک میں مویشیوں کی بہت بڑی کمی پڑ گئی - کولک نے تو

مویشیوں کو اس لئے ذبح کر ڈالا کہ تمام ناج اور چارا اُنسے زبردستی چھین لیا گیا تھا ان کے پاس کھانے اور مویشیوں کو کھلانے کے لئے کچھ باقی نہ رہا تھا۔ پھر کولک کسانوں میں بھی کولک کی ترغیب اور ان کے ساتھ ہمدردی کے خیال نے اس تحریک کو فروغ دیا - اس سے ملک کو بہت سخت نقصان ہوا جسکو پورا ہوتے ہوئے کچھ زمانہ لگیگا - اس تمام کیفیت نے اراکین حکومت کی آنکھیں کھول دیں اور گو حکومت کی پولیسی میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تاہم پولیسی کے عمل در آمد اور اس کی رفتار ترقی میں تغیر و تبدل کیا گیا۔ اسٹالن نے علانیہ عمال حکومت کی فہمایش کی اور انکو اس تیز گامی سے باز رہنے کی تاکید کی - بالخصوص ترکستان میں عمال حکومت نے فوج کی مدد سے اور آبپاشی کا پانی بند کر کے کسانوں پر یہی دباو ڈالا تھا کہ وہ مشترکہ طریق کاشت میں شریک ہوں - اس رویہ کے خلاف اسٹالن نے سخت تاکید کی اور قوانین و قواعد کی ترمیم کی کہ جن کے رو سے کسان کا مکان ، باغ ، گائے ، اور مرغیاں وغیرہ مشترکہ ملکیت قرار نہ دی جائیں جن کاشتکاروں نے محض دباو اور زبردستی کی وجہ سے مشترکہ طریق کاشت میں شرکت قبول کی تھی انکو پرانے طریق پر کاشت کرنے کی اجازت ملگئی اور ان کی زمین - مویشی اور مکان وغیرہ انکو واپس کر دئے گئے اس کا اثر رعیت پر بہت اچھا پڑا لیکن کولک کے خلاف حکومت کی پولیسی میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا اور وہ ویسی ہی بر قرار رہی - زبردستی کے طریقوں سے باز رہکر اب حکومت نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مشترکہ طریق کاشت کے فروغ دینے کے لئے کسانوں کے ساتھ طرح طرح کی رعایتیں برتی جانے لگیں اور ان کو ایسے طریقوں سے ترغیب دلائی گئی کہ جو ان کے پسند خاطر ہوں مثلاً ان کے ٹیکسوں میں کمی کر دی گئی اگر ان کے ذمہ سرکاری قرضہ تھا تو وہ معاف کردیا گیا وغیرہ وغیرہ جبر و تشدد کے طریقوں سے دستکشی کا فوری اثر تو یہ ہوا کہ مشترکہ طریق کاشت ۵۵ اور ۵۷ فیصدی سے گر کر ۴۰ اور ۴۵ فیصدی رہگیا اور چند ماہ تک یہ صورت قائم رہی لیکن اس تحریک نے پھر ایک کروٹ بدلی اور ظاہر ہوا کہ مشترکہ طریق کاشت اب مقبول ہوتا جاتا ہے بالخصوص جنوبی یکریئا شمالی قاف اور جنوبی دولگا کے علاقوں میں جہاں کی زمین بڑی زر خیز اور گیہوں کی کاشت جہاں بکثرت ہوتی ہے کسان جوق جوق اس میں شریک ہونے لگے اور تقریباً ۴۰ بلکہ ۵۰ فیصدی نے اس نئے طریق کو اختیار کر لیا - حکومت کی طرف سے انکو ہر طرح کی آسانیاں

پہونچائی گئیں بالخصوص کاشت کرنے کی بڑی بڑی مشینیں ان کے لئے مہیا کی گئیں جن کی وجہ سے پیداوار میں بڑی ترقی ہوئی - باوصف اس کے کہ کولک کو تقریباً نیست و نابود کر دیا گیا تھا اور عمال حکومت کی زیادتیوں اور زبردستیوں نے متوسط درجہ کے کسانوں میں بھی کچھ عرصہ تک پریشانی پھیلا رکھی تھی مشترکہ طریق کاشت میں ۵۰ فیصدی کی ترقی ہوئی- اور تقریباً ۳ کروڑ ایکڑ مزید آراضی زیر کاشت آئی - فصل کے اچھے ہونے نے اس تحریک کو اور فروغ دیا - غلہ معمول سے تقریباً ڈیڑھ کروڑ ٹن زیادہ پیدا ہوا کپاس کی فصل کی پیداوار میں ۶۰ فیصدی ترقی ظاہر ہوئی اور شکر میں ۱۵۰ فیصدی چونکہ یہ ترقی مشترکہ طریق کاشت کے ذریعہ سے نمایاں ہوئی تھی بولشوک حکومت کو اپنی پولیسی کی کامیابی پر اطمینان ہوا اور انہوں نے اس تحریک کو مزید فروغ دینے کا تہیہ کر لیا - ترمیم شدہ پنج سالہ پروگرام کے رو سے سنہ ۱۹۳۱ع کے آخر تک ۵۰ فیصدی زراعتی آبادی مشترکہ طریق کاشت پر عمل پیرا ہوجانی چاہئے - اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ع تک پانچ لاکھ گھرانے کسانوں کے اس تحریک میں شریک ہو چکے تھے اس سے حکومت کی سرگرمی اور تحریک کے مقبول ہونے کا پتہ چلتا ہے - اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ چند سال میں بولشوک حکومت اس نئے طریق کو تمام ملک میں مقبول عام بناکر چھوڑیگی -

مشترکہ طریق کاشت کی تین قسمیں

مشترکہ طریق کاشت تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی کومیونی[۱] - آرٹل[۲] اور کواپریٹو[۳] - کومیونی میں بجز کپڑوں اور چند اور ضروری چیزوں کے تمام اراضی اور مال و اسباب مشترکہ ملکیت قرار دیا جاتا ہے - اس کے شرکا اور ممبر ساتھ ہی رہتے سہتے اور ساتھ ہی کھاتے پیتے ہیں لازمی ہے کہ ملکر ہی کاشت بھی کرتے ہیں آرٹل میں زمین - مویشی - اوزار وغیرہ مشترکہ ملکیت قرار پاتے ہیں اور اس کے پیرو کار مشترکہ طریق کاشت کے پابند ہوتے ہیں - لیکن اِن کا گھر بار اور کھانا پینا مشترکہ نہیں ہوتا علاوہ بریں یہ ایک گائے بھیڑ بکریاں اور مرغیاں وغیرہ پال سکتے ہیں اور یہ ان کی ذاتی ملکیت ہوتی ہیں - یہ طریق اس وقت روس میں عام طور پر مفید اور مقبول

- Commune—[۱]
- Artel—[۲]
- Cooperative—[۳]

ثابت ہو رہا ہے - کواپریٹو کا طریق زیادہ سادہ ہے - اس میں کاشت کی غرض سے زمین مویشی اور مشینری کا استعمال مشترکہ ہوتا ہے لیکن ذاتی ملکیت کے حقوق زائل نہیں ہوتے - یہ طریق ان علاقوں میں ہوتا جاتا ہے جہاں کسان ابھی تک مشترکہ طریق ملکیت بطرز آرٹل پر تیار نہیں ہیں - مشترکہ طریق کاشت کے کاربند کسانوں میں ۷۳ فیصدی گھرانے آرٹل میں شامل ہیں ۱۸ فیصدی کواپریٹو میں اور ۸ فیصدی کومیونی میں -

طریقۂ انتظام

ان مشترکہ آراضیوں کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ سے ہوتا ہے جسکو کسان منتخب کرتے ہیں - کھیت پر تمام کام ایک داروغہ کے سپرد ہوتا ہے جسکو کمیٹی مقرر کرتی ہے یہ برگیڈیر کہلاتا ہے - گو مشترکہ طریق کاشت کی تحریک رعیت کی مرضی اور منشا سے فروغ پا رہی ہے اس پر حکومت، کی نگرانی بھی بڑی حد تک رہتی ہے - پچھلے سال ہی حکومت نے ۲۵ ہزار نوجوان کومیونسٹ بالشویک تمام ملک میں اس لئے بھیجے تھے کہ وہ دیہات میں جاکر اس تحریک کو مقبول بنائیں اور کسانوں کو اس نئے طریق سے مانوس کریں اس کے علاوہ ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ اپنی نگرانی بھی رکھیں کہ ذاتی خود غرضی کا طبعی عنصر لوگوں پر غالب نہ ہونے پائے اور مشترکہ طریق کاشت کا مطلب اور مقصد فوت نہ ہوجائے - علاوہ بریں یہ تمام آراضیاں اور فارم ایک سلسلۂ انتظام میں منسلک ہیں جن کا مرکز موسکو میں قائم ہے یہ Collective Forms Centre [۱] کہلاتا ہے اور اسی کی زیر نگرانی یہ تمام تحریک اصول اور طریقے کے ساتھ فروغ پاتی ہے -

منافع

متعدد تجربے کرنے کے بعد ان آراضیوں کی پیداوار کی آمدنی کی تقسیم کی سبیل اس طرح کی گئی ہے - سب سے پہلے بیج اور چارے کا انتظام کیا جاتا ہے پھر محصولات اور بیمہ کی ادائی کے لئے رقم نکالی جاتی ہے - ایک جز اُس فنڈ کے لئے مقرر ہے جس سے آئندہ مشینیں خریدی جائینگی یا عمارت وغیرہ بنائی جائینگی - پانچ فیصدی درسگاہوں کے لئے اور بیماروں اور بیکاروں کے امداد کے لئے مخصوص ہے - اور انتظامی عملے کے لئے تین فیصدی - ان اخراجات کے بعد

[۱] — مجموعی کاشت کا مرکز -

جو بچتا ہے وہ حصہ رسدی کاشتکاروں میں تقسیم ہو جاتا ہے - تقسیم کے وقت اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ کس نے کس قدر کام کیا ہے اور اچھا کام کیا ہے یا نکما - پانچ فیصدی اس غرض سے محفوظ رکھا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں حصہ رسدی تقسیم کر دیا جائے کہ جنھوں نے اپنی ملکیت یا آراضی مشترکہ کاشت میں لاکر شامل کی ہے پہلے اصولاً یہ نا واجب قرار دیا گیا تھا لیکن بعد میں مصلحتاً روا رکھا گیا -

ایک سال کے اندر مزروعہ آراضی میں پچاس فیصدی کا اضافہ واقعی حیرتناک ہے بالخصوص جب اس کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ زمانۂ حال میں روس میں کبھی بھی مزروعہ آراضی میں سال بھر کے اندر پانچ فیصدی سے زائد اضافہ نہیں ہوا - اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ زراعت کی مشینوں اور نئے طریق کاشت کے رواج پانے نے اس میں بہت کافی مدد دی - سرکاری فارموں کے بعد سب سے پہلے مشین اور اوزار اور بیج وغیرہ ان مشترکہ طریق کاشت والی آراضیوں کو ہی مہیا کئے جاتے ہیں اور اس سے ان کو بڑی مدد ملتی ہے - غور کا مقام ہے کہ اُن غریب کسانوں کو جنھیں ہل چلانے کے لئے گھوڑے بھی میسر نہ ہوتے تھے اب تمام ساز و سامان اول درجہ کا میسر آتا ہے تو ان کو یہ کس قدر غنیمت معلوم ہوتا ہوگا اور وہ کیسی کچھ ترقی کرکے دکھلا سکتے ہوں گے -

خاطر خواہ ترقی

مشترکہ طریق کاشت سے جو ترقی نمایاں ہو رہی ہے اُس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ان آراضیوں میں ٹریکٹرس Tractors (ایک قسم کی جدید مشین جو زمین کے جوتنے ' بونے اور فصل کے کاٹنے کا کام دیتی ہے) کا استعمال بکثرت شروع کیا گیا ہے - علاوہ زراعتی اوزاروں اور مشینوں کے حکومت ٹریکٹرس کا استعمال بکثرت جاری کر رہی ہے اور ٹریکٹرس کے روس میں بنانے کی خاص کوشش کی جا رہی ہے - ٹریکٹرس بنانے کے کئی بہت بڑے کارخانے کھولے گئے ہیں اور ہر ضلع میں مختلف مقامات پر ٹریکٹرس کے اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں جہاں یہ ٹریکٹرس موجود رہتے ہیں علاوہ ان کے ان مقامات پر دوسرے زراعتی اوزار اور مشینیں بھی رکھی جاتی ہیں - اچھے قسم کے بیج بھی یہاں مہیا ہو سکتے ہیں - جب یہ ٹریکٹرس سرکاری آراضیوں اور فارموں کے کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تو عموماً قرب و جوار کے مشترکہ طریق کاشت والی آراضیوں کو دے دئے جاتے ہیں اور اُن کا کام ان سے نکل جاتا ہے -

معاوضہ میں ان آراضیوں سے ایک ثلث پیداوار لے لی جاتی ھے - جو کسان ذاتی ملکیت کے پرانے دستور کے مطابق کاشت کرتے ھیں ان کو ٹریکٹرس نہیں دئے جاتے - سال گذشتہ میں ۱۵۷ ٹریکٹرس اسٹیشن قائم ہوئے تھے - سال آئندہ کا تخمینہ ھے کہ ایسے ایک ہزار اسٹیشن اور قائم ھوں گے اور ان کے ذریعہ سے پانچ کروڑ ایکڑ آراضی کاشت ھوگی - پرانے زمانہ میں کسانوں کے کھیت دور دور چھٹکے پڑے تھے اور ان کی آراضی بہت مختصر سی ہوتی تھی - ان میں نئے طریق اور مشنری سے کاشت نہیں ھو سکتی تھی - کھیتوں کے علیحدہ کرنے کے لئے خندقیں کھود دی جاتی تھیں اور ان میں مچھر بکثرت پیدا ھوتے تھے - یہ سب صورت ایک سرے سے قطعی بدل دی گئی ھے - کھیت بہت بڑے بڑے ھوتے ھیں - مشترکہ طریق سے کاشت کی جاتی ھے - مشینیں اور ٹریکٹرس استعمال کئے جاتے ھیں جنکی وجہ سے ناج بکثرت پیدا ھوتا ھے - ممکن ھے کہ ٹریکٹرس کے دن اور رات استعمال ھونے سے مشینری پر زیادہ زور پڑے اور ان میں ٹوٹ پھوٹ زیادہ ھو اور یہ اپنی پوری معینہ مدت تک کام نہ دے سکیں لیکن بالفعل اس کی زیادہ پروا نہیں کی جاتی اور یہ اندیشہ ابھی دور ھے - علاوہ مشترکہ ملکیت کی آراضی کے سرکاری فارم ھیں جن میں ناج بکثرت پیدا ھوتا ھے اور جو ملک کی پیداوار خام میں دن دونی رات چوگنی ترقی دکھا رہے ھیں - جو سرکاری فارم پچھلے دو تین برس میں قائم کئے گئے ھیں وہ بلحاظ اپنے رقبہ اور وسعت کے دنیا میں سب سے بڑے فارم شمار کئے جاتے ھیں - کل فارم تعداد میں ۲۱۰ ھیں اور ان میں سے ھر ایک کا اوسط رقبہ ۲ لاکھ ایکڑ ھے - تخمینا یہ لگایا گیا تھا کہ سنہ ۱۹۳۳ع میں ان آراضیوں کی پیداوار ۱۹ لاکھ ٹن سے کسی قدر زیادہ ھوگی بجائے اس کے سنہ ۱۹۳۰ع میں ھی ان کی پیداوار ۱۰ لاکھ ٹن سے زائد پر پھونچ گئی - اور سنہ ۱۹۳۱ع کا تخمینہ ھے کہ کل پیداوار تقریبا ۳۵ لاکھ ٹن ھوگی - سال گذشتہ میں دس ھزار ٹریکٹرس سے کام لیا گیا تھا سنہ ۱۹۳۱ع میں ۶۳ ھزار ٹریکٹرس کام میں لائے جانے والے تھے - یہ فارم زیادہ تر سائبریا - قاف اور قازقستان میں واقع ھیں - سب سے بڑا اور جید فارم شمالی قاف میں ھے جس کا نام giant (یعنی جن) ھے اس کا رقبہ ۳ لاکھ ایکڑ ھے - مشترکہ طریق کاشت والی آراضیوں کی پیداوار چھوٹے چھوٹے نجی کے کھیتوں کے بہ نسبت کہیں زیادہ ھوتی ھے اسیطرح سے سرکاری فارموں کی پیداوار ان مشترکہ طریق کاشت والی آراضیوں

کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہے - ان سرکاری فارموں کا نظام عمل بھی بالکل مختلف ہوتا ہے - ان کا مہتمم ایک سرکاری افسر ہوتا ہے اور ان کا خرچ علاوہ بیج اور مزدوروں کی روزانہ مزدوری کے اور کچھ نہیں ہوتا - تمام پیداوار منافع ہی منافع ہوتی ہے اور پیداوار نسبتاً کہیں زیادہ ہوتی ہے -

علاوہ ناج کی پیداوار کے دودھ ' دھی ' مکھن ' انڈے وغیرہ کے کارخانے بھی کھولے جا رہے ہیں اور ان کے طرف بھی توجہ کی جا رہی ہے - مگر اس شعبہ میں بولشوک حکومت کو سنگین دقتوں کا سامنا ہے کیونکہ سنہ ۱۹۲۹ اور سنہ ۱۹۳۰ میں کسانوں نے بالخصوص کولک نے حکومت کی نئی پولیسی کی مخالفت میں مویشی اور چھوٹے قسم کے جانور جو ان کے پاس تھے بکثرت ذبح اور ضائع کئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت ملک میں دودھ دھی - مکھن ' انڈے اور گوشت وغیرہ کی بہت کمی ہے اور یہ چیزیں غذا یا تجارت کے لئے کافی میسر نہیں آتی ہیں - اُرن اور کھالوں کی تجارت برآمد بہت کم ہوگئی ہے - اندازہ کیا گیا ہے کہ دو سال کے عرصہ میں روس کے ایک چوتھائی مویشی ' ایک ثلث بھیڑیں اور نصف کے قریب سور ضائع ہوئے - سوروں کی کمی تو غالباً ایک سال کے اندر پوری ہو جائیگی لیکن بھیڑیں اور بڑے مویشیوں کی کمی پوری ہوتے ہوتے کئی سال لگیں گے - پنج سالہ پروگرام کی رو سے حکومت نے اس شعبہ میں بھی خاطر خواہ اِضافہ اور ترقی کا اندازہ لگایا تھا لیکن یہ اندازہ بالکل غلط ثابت ہوا - اس میں گوسپلین کا کوئی قصور نہیں کیونکہ یہ تو ایک ایسی آفت ناگہانی تھی کہ جس کا کوئی بھی شمار اور اندازہ نہیں کرسکتا تھا - بہرحال اراکین حکومت اس سے خائف یا نا اُمید نہیں - وہ جانتے ہیں کہ کولک اور دیگر مخالفین اُن کی پولیسی کی مخالفت میں جو کچھ اُن سے ہوسکتا تھا کر چکے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کرسکتے - کولک کی ہمتیں اب ٹوٹ گئیں اور اُنہوں نے ہار مان لی اس طرف سے حکومت کو اب اطمینان ہے - جو خسارہ ہوا ہے وہ بھی رفتہ رفتہ پورا ہو جائے گا ایک دقت اور محسوس ہو رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسانوں کو ابھی تک ضروریات روزمرہ کی معمولی اشیاء یعنی کپڑا - جوتے وغیرہ کافی تعداد میں اور خاطر خواہ میسر نہیں آتے - کیونکہ پچھلے تین سال میں زراعت نے جو ترقی کی ہے اور ناج کی جس قدر پیداوار ہوئی ہے صنعت و حرفت کے کارخانوں نے ضروریات روزمرہ کے مال و اسباب کے تیار کرنے میں اس قدر ترقی نہیں

دکھلائی ھے - حکومت کا رجحان اس وقت کوئلہ - تیل - لوھا فولاد اور مشینری اور تریکٹرس بنانے کے جانب بہت زیادہ ھے - روزمرہ کی ضروریات کے کارخانوں پر صرف اس قدر توجہ ھے کہ کسی طرح کام چلتا رھے اور بس - غالباً یہ دقت بتدریج دور ھوجائے گی - اور زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پائیگا کہ صنعت و حرفت ھر شعبۂ میں زراعت کے ھم پلہ ھو جائیں گي - روس کی بولشوک حکومت نے شعبۂ زراعت میں تین بڑے کارنمایاں کئے ھیں - اول تو ناج کی پیداوار کی جو قلت اور دقت محسوس ھو رھی تھي أسے دور کر دیا - ناج کی پیداوار بکثرت ھو رھی ھے اور بجز آسمانی آفات یا قحط کے اس پیداوار میں سال بہ سال خاطر خواہ اضافہ ھوتا رھے گا - دوسرے روس میں زراعت کے نئے طریقوں اور مشینری کے استعمال کو اس طرح رائج کر دیا اور کسانوں کو ان کے فائدوں کا اس طرح قائل کر دیا ھے کہ یہ دستور اب مقبول عام ھوکر رھے گا - جس طرح سے تریکٹرس اور زراعتی مشینری بنانے کے جانب توجہ کی جا رھی ھے أس سے یہ أمید قوی ھے کہ تریکٹرس کي کمی کی وجہ سے زراعت کے نئے طریقے کے رائج ھونے میں کوئی دقت یا رکاوٹ نہیں ھوگی - تیسرا کام جو سب سے زیادہ دشوار اور جو بولشوک عقیدے اور نقطۂ نظر سے سب سے زیادہ اھم تھا وہ کسانوں کو مشترکہ طریق کاشت پر راضی کرنا تھا - صنعت و حرفت کا سوشلسٹ اصولوں اور طریقوں پر رائج کرکے أس کو فروغ دینا اس قدر دشوار نہ تھا - اور ولایتوں میں بھی ان اصولوں اور طریقوں کے رائج کرنے کی کوشش ھو رھی ھے اور ھوسکتی ھے لیکن شعبۂ زراعت میں کسانوں کو ذاتی ملکیت کے خیال اور دستور سے ھٹا کر مشترکہ طریق ملکیت اور کاشت پر راضی کرنا اور ان کو اس کا عادی بنانا واقعی کمال ھے اور بولشوک حکومت کو تھوڑے سے زمانۂ میں بڑی حد تک اس میں کامیابي ھوئی ھے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس کامیابی نے سوشلسٹ عقیدے اور بولشوک حکومت کي بنیادیں روس میں مستحکم کر دي ھیں یہ امر واقعہ ھے خواہ ھم اس سے خوش ھوں خواہ ناخوش اور اس کا اثر کیا ھوگا اس کا صحیح اندازہ اس وقت نہیں کیا جا سکتا - البتہ ایک فوري نتیجہ صاف نظر آتا ھے اور وہ یہ ھے کہ دو ھی چار برس کے اندر روسی پیداوار کا ناج تقریباً ھر ملک کے بازاروں میں بکثرت نظر آئیگا اور اس کے مقابلہ میں دوسروں کے قدم مشکل سے قائم رہ سکینگے -

یہاں تک تو ہم نے شعبۂ زراعت کے متعلق حکومت کے رویہ کا ذکر کیا ھے یعنی یہ کہ بولشوک حکومت کی پولیسی زراعت کے متعلق کیا رھی ھے - اس کو اس پولیسی کے نفاذ میں

کسانوں کي حالت

کن صورتوں کا سامنا ھوا اور کس حد تک کامیابی ھوئی - ملک کی زراعتی پیداوار میں کہاں تک اضافہ ھوا ھے اور آئندہ کے لئے اس پولیسی سے کیا نفع متصور ھے - اب اس پر بھی غور کرنا لازمی ھے کہ حکومت کی اس پولیسی کا اثر کسانوں کی ذات پر کیا اور کیسا پڑا ھے - ایا ان کی حالت بہ نسبت سابق کے کچھ بہتر ھوئی ھے اور اگر بہتر ھوئی ھے تو کس قدر - اور آئندہ ان کی کس قدر بہبود اس پولیسی سے وابستہ ھے - روس میں زراعت اور کسانوں کے مسئلہ کے ساتھ چار باتیں خاص طور سے غور طلب ھیں - اول تو یہ کہ روس کی تقریباً ۸۰ فیصدی آبادی دیہاتی اور کسانوں کی ھے جس کے معنی یہ ھیں کہ خواہ ملک میں کیسی کچھ ترقی کیوں نہ ھو شہروں میں صنعت و حرفت اور تجارت کی کیسی ھی گرم بازاری کیوں نہ ھو اور رونق ھی رونق نظر آئے لیکن جب تک دیہات میں زراعت کو ترقی نہیں ھوتي اور کسانوں کا افلاس دور ھو کر وہ نہیں پھولتے پھلتے اس وقت تک ملک خوشحال نہیں ھو سکتا اور اصلی معنی میں ترقی نہیں کر سکتا - روس کی اصلی بہبودي اور ترقی کا انحصار کسانوں کی خوشحالی اور رضامندي پر ھے - دوسري بات یاد رکھنے کے قابل یہ ھے کہ نصف صدي سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا کہ یہ ۸۰ فیصدی آبادي زنجیر غلامی میں بندھی ھوئی تھی اور کسانوں کی حیثیت روس میں غلاموں سے بہتر نہ تھی اور جب ان کو دستور غلامی سے رھائی ملی تب بھی ان کو چین اور اطمینان میسر نہ ھوا - غلامی سے رھائی تو ضرور ملی لیکن پیٹ پالنے کا ذریعہ یعنی زمین میسر نہ تھی اور اگر میسر تھی بھی تو اس قلت کے ساتھ کہ اس میں گذارہ مشکل سے ھوسکتا تھا - جو زمین کسانوں کو جوتنے بونے کے لئے ملتي تھی وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں اور گاؤں سے اس قدر دور اُفتادہ کہ بہت سا وقت وھاں تک پہونچنے میں ضائع ھو جاتا تھا اور گھر واپس آنا مشکل ھوتا تھا - پھر زمیندار یا جاگیردار کو لگان اور حکومت کو ٹیکس اس قدر دینا پڑتا تھا کہ بغیر مقروض ھوئے کسان کا کام نہیں چلتا تھا - اس پر بھی کھانے کو کافي میسر نہ ھوتا تھا کہ کسان سکھ چین سے بسر کر سکتا - تیسرے روس میں کاشت کے طریقے نہایت دقیانوسي تھے - نئے طریق زراعت سے

ملک کی آبادی ایسی پہ بہرہ تھی کہ ترقی کے سب راستے اُن پر بند تھے -
چوتھی بات روس کے کسانوں کے متعلق یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ روس میں زمین کی ملکیت کے معنی وہ کبھی نہیں سمجھے جاتے تھے جو اور مغربی ممالک میں بالعموم سمجھے جاتے ہیں - وہاں کاشت کا دستور ہمیشہ سے کم و بیش پنچایتی طریق کا رہا ہے گو اس معنی میں نہیں کہ جس میں اب بولشویک حکومت نے جاری کیا ہے - ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر روس کے کسانوں کی موجودہ حالت پر سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو اس میں بین تبدیلی نظر آتی ہے - ان کو زمین اب کافی رقبہ میں ملتی ہے اور کاشت کے لئے اپنے گھر سے دور دراز کا سفر نہیں کرنا پڑتا ہے آراضیاں ایسے بڑے رقبہ کی ہوتی ہیں کہ جنمیں زراعتی اوزاروں اور بڑے قسم کی مشینری کا استعمال بخوبی ہو سکتا ہے اور جس سے ان کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوتا ہے -
گو زمین کی ذاتی ملکیت کا حق اب باقی نہیں رہا ہے لیکن مشترکہ طریق کاشت کے ذریعہ سے ٹریکٹرس اور بڑی مشینری کے استعمال کرنے میں سہولیت ہوتی ہے ما سوا ان کو اچھے سے اچھا بیج ملتا ہے نئی سے نئی مشین سرکار کے جانب سے مہیا ہوتی ہیں - قرض بآسانی اور کم سود پر مل جاتا ہے - زمیندار کو لگان دینے کا بار اور اس کی بیگار کا بوجھ ان کے کاندھوں سے اب اتر گیا ہے یہ ضرور ہے کہ ذاتی ملکیت کے حقوق زائل ہو جانے سے اور مشترکہ طریق کاشت کے رائج ہونے سے خاص خاص کاشتکاروں کو انتہائی ترقی کرنے اور دولت اکٹھا کرنے کا موقع اب حاصل نہیں - حکومت نے کولک کو تو بالکل ہی برباد کردیا تاہم چھوٹے چھوٹے غریب کسانوں کی کثیر تعداد کی حالت بہت بہتر ہوتی جاتی ہے اور گو وہ دولتمند اور متمول نہ ہوسکیں اپنا پیٹ پوری طرح پالکر خوشی اور چین سے بسر کر سکتے ہیں - جو صورتیں ابھی ابھی بیان کی گئیں اُن سے کسانوں کی حالت کے بہتر ہونے کا پتہ چلتا ہے تاہم دو اور ضروری طریقے جانچ کے ایسے ہیں کہ جن سے کسانوں کی حالت کی بہبودی کا دعویٰ پایۂ ثبوت تک پہونچتا ہے - اول تو یہ کہ اُن پر بہ نسبت سابق کے اب ٹیکس یا محصول کا بار کسقدر ہے دوسرے اُنکے روزمرہ کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے طریقوں میں کوئی ایسی تبدیلی ہوتی ہے جس سے اُنکی حیثیت کا پتہ چلے - ان دونوں باتوں کا ذیل میں تفصیلی تذکرہ کیا جاتا ہے ٹیکس کا بار کسان کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے اگر ٹیکس کم ہے تو وہ صرف وہی

فصلیں تیار کرتا ھے جنکی اُسکو اپنی ضروریات کے لئے ضرورت ھوتی ھے وہ علاوہ کھانے پینے کے اور سامان بھی مثل صابون ' جوتا اور کپڑا وغیرہ گاؤں کے بازار سے خرید سکتا ھے اور کاشت کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے جس سامان کی ضرورت ھوتی ھے وہ بھی حسب دلخواہ مہیا کرسکتا ھے اگر ٹیکس کا بار زیادہ ھے تو وہ ان میں سے کسی ضرورت کو بھی مشکل سے پورا کر سکتا ھے بلکہ مقروض ھوجاتا ھے اور اسکی مختصر سی پونجی کا بڑا حصہ سود کے ادا کرنے میں صرف ھوجاتا ھے - بولشوک حکومت کے خلاف یہ الزام لگایا گیا ھے کہ وہ صرف شہروں کے مزدوروں اور کاریگروں کی بہبودی اور ترقی کی پروا کرتی ھے اور کسانوں کی بہتری کے جانب سے قطعی لا پروا ھے بلکہ شہر والے مزدوروں اور کاریگروں کو کسانوں کو نوچ کھسوٹ کر نفع پہونچاتی ھے - سنہ ۱۹۱۷ع سے سنہ ۱۹۲۱ع تک تو شبہ نہیں کہ بولشوک حکومت کا یہی رویہ رھا - لیکن سنہ ۱۹۲۲ع سے جب سے نئی اقتصادی پولیسی کا نفاذ شروع ھوا حکومت کا رویہ کسانوں کے ساتھ بدلنا شروع ھوا اور اب تو بولشوک حکومت کسانوں کی بہبود اور ترقی کے لئے اسی قدر کوشاں ھے کہ جس قدر شہری آبادی کے واسطے - یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ٹیکس کا بار کسانوں پر اُن کی مفلسی کے لحاظ سے ھلکا ھے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کسانوں پر سنہ ۱۹۱۳ع کے زمانہ کے مقابلہ میں اب ٹیکس کم ھے -

کل دیہاتی آبادی کا اوسط شمار کرکے ٹیکس کا بار فی کس تقریباً ۴ ڈولر سالانہ ھے بالعموم ایک گھرانہ میں چار نفر ھوتے ھیں اس لحاظ سے ایک گھرانہ کا اوسط ۱۷ ڈولر سالانہ ھوتا ھے - زار کے زمانہ میں یعنی سنہ ۱۹۱۳ع میں یہ ٹیکس ۲۲ ڈولر سے بھی زیادہ تھا - مگر ان اوسط کے اعداد شمار سے صورت کا صحیح اندازہ نہیں ھو سکتا - کیونکہ لکھوکھا غریب کسانوں پر یہ ٹیکس بالکل نہیں لگایا جاتا ان سے ایک دوسرا ٹیکس بالکل برائے نام لیا جاتا ھے - اِس کے ماسوا ھمارے یہاں کے انکم ٹیکس کی طرح یہ ٹیکس کسانوں کی آمدنی کے لحاظ سے لگایا جاتا ھے جس کی جس قدر زیادہ آمدنی ھے اُن کو اسیقدر زیادہ ٹیکس دینا پڑتا ھے جس کی آمدنی کم ھے اُس کو کم دینا پڑتا ھے سرکاری اعداد شمار کے لحاظ سے اور نیز موقع پر تحقیقات کرنے سے بھی معلوم ھوا ھے کہ جس کسان کی آمدنی کا اوسط ۱۲ $\frac{1}{2}$ ڈولر سالانہ ھے اُس پر ٹیکس نہیں لگایا جاتا ھے جس کی آمدنی ۱۲ $\frac{1}{2}$ اور ۱۵ کے درمیان ھے اُس پر ٹیکس

$1\frac{1}{2}$ فیصدی لگایا جاتا ھے - جس کی آمدنی ۱۵ اور ۵۰ ڈولر کے درمیان ھے اُس پر $8\frac{1}{8}$ فیصدی - ۵۰ اور ۱۰۰ ڈولر کی آمدنی والے کو ۲۰ فیصدی ٹیکس دینا پڑتا ھے اور جس کی آمدنی ۱۰۰ ڈولر کے زائد ھے اُس کو ۲۵ فیصدی - یوکرائین اور قاف کے بعض حصوں میں ٹیکس کچھ تھوڑا مختلف ھے مگر یہ اختلاف قابل لحاظ نہیں - کسانوں کے ایسے گھرانے جو سو یا دو سو ڈولر ٹیکس میں ادا کرتے ھیں بہت کم ھیں - زیادہ تر گھرانے ایسے ھیں جو ۲۵ ڈولر کے قریب سالانہ ٹیکس دیتے ھیں - یہ امر یاد رکھنے کے قابل ھے کہ دیہاتی آبادی کے تقریباً نصف حصہ یعنی غریب کسانوں پر اس ٹیکس کا بار بالکل نہیں - اگر ٹیکس کے اعداد شمار کا زیادہ تفصیل سے معائینہ کیا جائے تو معلوم ھوتا ھے کہ روس کے کسان بالکل ھی مفلس اور قلانچ ھیں لیکن ایسا نہیں - روس کے کسان خوشحال نہ سہی لیکن ایسے مفلس و نادار بھی نہیں ' کہ جیسے ٹیکس کے اعداد شمار سے ظاھر ھوتے ھیں وجہ یہ ھے کہ ٹیکس سے بچنے کے لئے بہت سی سبیلیں نکال لی جاتی ھیں اور بعض ذرائع آمدنی ایسے ھیں جو ٹیکس کے تحت میں نہیں آتے - بہر حال کسی صورت اور کسی لحاظ سے بھی دیکھا جائے اب روس کے کسان پر سنہ ۱۹۱۳ع کے مقابلہ میں ٹیکس کا بار ضرور کم ھے -

کسانوں کے کھانے پینے اور رھنے سہنے کے طریقوں میں ایا کوئی ایسی تبدیلی ھوتی ھے جس سے اُن کی حیثیت کا پتہ چلے اس کا معلوم کرنا آسان نہیں ' کیونکہ اول تو اس کے لئے کوئی ایسے اعداد شمار موجود نہیں جن سے براہ راست یہ سوال حل ھوسکے - دوسرے اس کی جانچ کے لئے بھی کہ فرداً فرداً اس کا رقبۂ آراضی کس قدر بڑھا ھے یا پہلے اُن پر قرضہ کا بار کس قدر تھا جس سے وہ اب سبکدوش کردئے گئے ھیں ٹھیک ٹھیک اعداد شمار موجود نہیں ھیں - البتہ دو ایک باتیں ھیں جن سے ثابت ھوتا ھے کہ اُن کی حیثیت میں فرق ضرور آیا ھے اور اب اُن کی حیثیت نسبتاً بہتر ھے - اول تو اُن کی پیداوار کا جس قدر حصہ پہلے بازاروں میں فروخت ھوتا تھا اب اُس سے پانچ فیصدی کم بازاروں میں فروخت ھونے جاتا ھے - اس سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ وہ اب اناج وغیرہ اپنے کھانے پینے کے لئے وافر طور پر گھر میں رکھنے اور استعمال کرتے ھیں اُن کو ٹیکس یا لگان دینے یا قرضہ ادا کرنے کے لئے اب نقد روپیہ کی اس قدر ضرورت نہیں پڑتی جس قدر کہ پہلے ھوتی تھی -

ایسے اعداد شمار بھی موجود ھیں جن کو طوالت کے خیال سے یہاں نقل نہیں کیا جاتا جن سے ثابت ھوتا ھے کہ کسان ناج اب بھی اپنے کھانے پینے میں اُسی مقدار میں صرف کرتے ھیں جس قدر کہ پہلے کرتے تھے لیکن اب ان کی خوراک میں دودھ، دھی، مکھن، انڈے اور گوشت کا اضافہ ھوگیا ھے - دوسری ضروریات زندگی مثل کپڑے - جوتے اور صابون وغیرہ کے نسبت یہ کہا جا سکتا ھے کہ یا تو شہروں کی بنی ھوئی یہ چیزیں یہ اس واسطے زیادہ نہیں خریدتے کہ وہ بآسانی اور افراط کے ساتھہ ملتی نہیں یا یہ کہ اُن کی وہ قیمت نہیں دینا چاھتے کہ جو اِن سے طلب کی جاتی ھے - ان کا کام زیادہ تر گاؤں کی ھاتوں یا بازاروں سے چلتا ھے کہ جہاں وہ یہ چیزیں بآسانی اپنی پیداوار سے تبادلہ میں حاصل کرلیتے ھیں - بہرحال ان تمام باتوں سے یعنی یہ کہ اُن کو اب زمیندار کو لگان بالکل نہیں دینا پڑتا - تیکس کا بار اُن پر بہ‌نسبت پہلے کے کم ھے اور وہ اپنے قرضہ سے سبکدوش کردئے گئے ھیں اور ان کی خوراک میں علاوہ ناج کے مکھن، انڈے اور گوشت کا اضافہ ھوگیا ھے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ھے کہ ان کی حالت اور حیثیت بہ‌نسبت سنہ ۱۹۱۳ع کے بہتر ھے اور وہ نسبتاً اپنی زندگی بہ آسایش بسر کرتے ھیں - مانا کہ روس کے کسانوں - مزدوروں اور کاریگروں کی حالت بمقابلہ اور مغربی ملکوں کے انھیں طبقوں کے لوگوں کے افلاس کی کہی جا سکتی ھے اور باوجود اس کے کہ جو تبدیلی پچھلے پانچ چار سال سے نمایاں ھو رھی ھے اُس کا بین اثر اور نتیجہ کسی اجنبی آدمی کو وھاں کے دیہات میں جانے اور اُن کے دیکھنے سے عیاں نہ ھو سکتا ھو تاھم اس میں کلام نہیں کہ روس کی دیہاتی آبادی کی حالت سنہ ۱۹۱۳ع کے مقابلے میں اب بہت بہتر ھے اور اگر ھم اُسی حالت پر غور کریں کہ جو روس کی دیہاتی آبادی کے ساتھہ ستر سال پیشتر تھی تو یقیناً ماننا پڑیگا کہ ان کی حالت کی کایا پلٹ ھوگئی ھے - یہ بھی قابل لحاظ ھے کہ شہری آبادی اور وھاں کے عوام‌الناس کی جانب سے مطمئن ھوکر حکومت نے بہت ھی حال میں اپنی توجہ دیہاتی آبادی کی جانب مائل کی ھے اُس کے منصوبے اور تجاویز پچھلے ھی تین چار برس سے عمل میں آنے شروع ھوئے ھیں - اُس پر بھی اُن کی حالت میں فرق ھوتا نظر آتا ھے تو جب حکومت کی تجاویز اور منصوبے تکمیل پر پہونچیں گے تو کیسی کچھہ ترقی اُن کی حالت میں نہ ھوگی - ماسوا اس کے حکومت صرف اُن کی اقتصادی اور مالی حالت

سنبھالنے کی ھی فکر نہیں کر رھی ھے بلکہ ان میں تعلیم پھیلانے اور ان کی زندگی میں ایک تازہ روح پھونکنے کی جو کوشش کر رھی ھے وہ اس سے بھی زیادہ قابل توجہ اور قابل داد ھے - دیہات میں اسکولوں کا سلسلہ قائم ھو رھا ھے - جا بجا ریڈنگ روم کھولے جا رھے ھیں اور کتابیں پڑھنے کے لئے مہیا کی جاتی اور گشت کرائی جاتی ھیں - کو اپریٹیو اصولوں پر سوسائٹیاں کھولی گئی ھیں - وقتاً فوقتاً دیہات میں لکچرار مختلف مضامین پر لکچر دیئے جاتے ھیں اور دنیا میں بالعموم اور ان کے ملک میں بالخصوص جو کچھ ھو رھا ھے اس سے ان کو آگاہ کرتے ھیں - ان کو زراعت کے نئے طریقوں سے مانوس کرانے کے لئے علحدہ کلاس کھولے گئے ھیں - علاوہ بریں سوئیٹ کے انتخابات کے ذریعہ سے اور مختلف کمیٹیوں کے انتخابات کے سلسلہ میں ان کی سیاسی تعلیم اور دلچسپی میں اضافہ کیا جا رھا ھے - یہ جو کچھ ھوا ھے یا ھو رھا ھے روس کے دیہاتیوں کے لئے قطعی ایک نئی دنیا ھے - دس برس پہلے یہ کچھ بھی نہ تھا - لہذا اس کا اثر بھی ایسی صورت میں نظر نہیں آ سکتا کہ جس کا ھم آسانی سے اندازہ کر سکیں نہ یہ ترقی ابھی مستقل یا مستحکم کہی جا سکتی ھے اور نہ اس کا مقابلہ دوسرے مغربی ممالک کے ساتھ کیا جا سکتا ھے - صرف یہ کہا جا سکتا ھے کہ اگر یہی دور قائم رھا اور حکومت کے منصوبے اور اس کا جوش کم نہ ھوا تو روس کی حالت میں بہت جلد ایسی تبدیلی اور ترقی ھو جائیگی کہ جس پر دنیا عش عش کریگی -

(۳) کواپریشن

کو اپریشن کی تحریک نے روس میں تین صورتیں اختیار کی ہیں - اول زراعتی کواپریٹیو سوسائٹیاں ' ان کی تعداد ۳۵ ہزار ہے اور ان کے ممبر تقریباً ۷۰ لاکھ ہیں یہ سوسائٹیاں علاوہ ناج کے مکھن ' پنیر ' آلو اور سن وغیرہ کا بیوپار کرتی ہیں - دوسری قسم ان سوسائٹیوں کی چھوٹی چھوٹی دستکاریوں سے تعلق رکھتی ہیں جن کو کستارنی کہتے ہیں - ان سوسائٹیوں کی تعداد ۱۲ ہزار ہے اور ان کے تقریباً ۶ لاکھ ممبر ہیں - تیسری قسم خریداروں کی کواپریٹیو سوسائٹیوں کی ہے - یکم اپریل سنہ ۱۹۲۷ع میں ان کی تعداد ۲۸ ہزار ۸ سو تھی اور ان کے ممبر ایک کروڑ ۴۰ لاکھ تھے - ان سوسائٹیوں نے ۶۰ ہزار ایک سو اسٹور یا دوکانیں کھول رکھی تھیں اور ایک سال کے عرصہ میں انھوں نے تقریباً ۵۰ ارب ربل کا مال خریداروں کے ہاتھ بیچا - یعنی ۴۶ فیصدی بازاری بکری ان سوسائٹیوں کے ذریعہ سے ہوئی باقی ماندہ یا تو سرکاری اسٹور یا نیج کی دوکانوں کے ہاتھوں ہوئیں - نیج کی دوکانوں کی بکری اور بیوپار نسبتاً گھٹتا جاتا ہے اور کواپریٹیو اسٹورز کا رواج عام ہو رہا ہے - ۲۸ ہزار ۸ سو سوسائٹیوں میں سے ۲۷ ہزار ۴ سو سوسائٹیاں دیہات میں قائم ہیں اور صرف ایک ہزار ۴ سو شہروں اور قصبوں میں لیکن جہاں تک مال کی بکری کا تعلق ہے شہری سوسائٹیاں مال نسبتاً بہت زیادہ نکالتی ہیں- سنہ ۲۷-۱۹۲۶ع میں شہری سوسائٹیوں کی بکری ڈیڑھ ارب ربل کی ہوئی اور دیہاتی سوسائٹیوں کی بکری صرف ایک ارب کی - مرد ممبروں کی تعداد ان سوسائٹیوں میں بہ نسبت عورتوں کے بہت زیادہ ہے - شہری سوسائٹیوں میں عورتیں ۲۳ فیصدی ہیں اور دیہاتی سوسائٹیوں میں صرف ۱۱ فیصدی - اس بات کی اشد کوشش کی جا رہی ہے کہ عورتوں کی تعداد سوسائٹیوں میں بڑھائی جائے - ان سوسائٹیوں کا نظام اس طرح قرار دیا گیا ہے کہ دیہاتی سوسائٹیوں میں تمام ممبر یکجا ہو کر ایک انتظامی کمیٹی منتخب کرتے ہیں جو انتظامی معاملات کو طے کیا کرتی ہے اور ہر سال اپنی رپورٹ سوسائٹی کے سب ممبروں کے جلسہ میں پیش کرتی ہے - شہری سوسائٹیوں میں ممبر صرف ڈیلیگیٹ منتخب کرتے ہیں اور یہ ڈیلیگیٹ

یکجا ہو کر ایک انتظامی کمیٹی منتخب کرتے ہیں اور تمام معاملات انتظامی کمیٹی طے کرتی ہے - انتظامی کمیٹی ہر تین ماہ بعد اپنی رپورٹ ڈیلیگیٹ صاحبان کے جلسہ میں پیش کیا کرتی ہے- چھوٹی سوسائٹیوں میں دس ممبروں کو ایک ڈیلیگیٹ منتخب کرنے کا اختیار ہے - بڑی سوسائٹیوں میں ۵۰ بلکہ بعض اوقات ۱۰۰ ممبروں کو ایک ڈیلیگیٹ منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے - دیہاتی اور قصبوں کی سوسائٹیاں ضلع کی سوسائٹی سے وابستہ ہوتی ہیں اور ضلعوں کی سوسائٹیوں کی نگرانی کے لئے ہر ملحقہ ریاست میں ایک مرکزی سوسائٹی ہوتی ہے جو اس تحریک کی پولیسی اور دستورالعمل قرار دیتی ہے بجز کولک اور پادریوں کے ہر شخص ان سوسائٹیوں کا ممبر ہو سکتا ہے - سوسائٹیوں کے کار پرداز بھی ممبر ہوتے ہیں اور ووٹ دے سکتے ہیں صرف یہ انتظامی کمیٹی کے ممبر منتخب نہیں کئے جا سکتے - دیہاتی سوسائٹیوں میں ۱۹ فیصدی ممبر انتظامی کمیٹیوں کے کومیونسٹ ہیں اور قصبوں اور شہروں کی سوسائٹیوں میں انتظامی کمیٹی کے ممبروں کی تقریباً نصف تعداد یعنی ۵۰ فیصدی کومیونسٹ ہے - مرکزی سوسائٹیوں میں کومیونسٹ پارٹی کے لوگوں کا عنصر قطعی غالب رہتا ہے اور یہی کواپریٹیو تحریک کی پولیسی اور اس کا دستورالعمل قرار دیتے ہیں - بڑے بڑے شہروں میں یعنی موسکو، للن گراڈ وغیرہ میں ہر سوسائٹی کے سیکڑوں اسٹورز یا دوکانیں کھلی ہوئی ہیں ان میں سے بعض تو سب چیزیں فروخت کرتی ہیں - بعض خاص خاص چیزوں کی دوکانیں ہوتی ہیں - دیہات میں چھوٹی سوسائٹیوں کا ایک اسٹور ہوتا ہے جس میں سب قسم کی چیزیں ملتی ہیں - مرکزی سوسائٹیاں اپنی تمام ملحقہ شاخوں اور سوسائٹیوں کے لئے نہ صرف تھوک طریقے پر مال خرید کر اُن میں تقسیم کر دیتی ہیں بلکہ تمام ملحقہ سوسائٹیوں کے لئے دستورالعمل قرار دیتی ہیں، مال کی قیمتیں تجویز کر دیتی ہیں اور یہ بھی طے کر دیتی ہیں کہ منافع میں سے حصہ داروں کو کس قدر فیصدی ادا کیا جائے گا - غرضیکہ روس میں بخلاف انگلستان کے اس تحریک کی تمام تر پولیسی اور اختیارات مرکزی سوسائٹیوں کے ہاتھوں میں ہیں اور مقامی سوسائٹیوں کو وہ آزادی نہیں حاصل ہے جیسی کہ انگلستان میں - مرکزی سوسائٹیوں کی طرف سے ہی تحریک کے فروغ دینے اور اس کی اشاعت کرنے کا تمام کام انجام پاتا ہے -

دیہاتی سوسائٹیوں کے حصوں کی قیمت فی حصہ ۱۰ ربل اور شہری سوسائٹیوں کے حصوں کی قیمت فی حصہ ۱۵ ربل ہے - کثیر تعداد ممبروں کی صرف ایک حصہ کی مالک ہے - حصہ کی پوری قیمت یکمشت نہیں دینی پڑتی ہے - مقامی سوسائٹیاں اپنے حصوں کے سرمایہ میں سے ۳۰ فیصدی ضلع کی سوسائٹی کو ادا کرتی ہیں اور اسی طرح سے ضلع کی سوسائٹیاں ۳۰ فیصدی مرکزی سوسائٹی کو دیتی ہیں - مقامی سوسائٹیوں کو ممبروں کے حصوں پر ۳ فیصدی سے زائد سود دینے کی اجازت نہیں ہے بعض سوسائٹیاں اپنے ممبران کو حصوں پر کچھ سود بھی نہیں دیتیں - اسی وجہ سے ان کے حصص کا سرمایہ زیادہ نہیں بڑھنے پاتا اور بالعموم لوگ ایک حصہ سے زیادہ نہیں خریدتے - کواپریٹیو تحریک کے معاملہ میں سب سے بڑا فرق جو روس اور دوسرے مغربی ممالک کے درمیان نمایاں معلوم ہوتا ہے وہ چیزوں کی قیمتیں قرار دینے میں ہے - تمام مغربی ممالک اس اصول پر کار بند ہیں کہ کواپریٹیو اسٹورز اپنے یہاں کی چیزوں کی وہی قیمت مقرر کریں کہ جو بازار کا نرخ ہو اس میں ان کو کئی فائدے مد نظر ہوتے ہیں - اول تو چیزوں کا نرخ مقرر کرنے میں دقت نہیں ہوتی - علاوہ بریں اس طریق سے منافع زیادہ ملتا ہے اور پس انداز سرمایہ بھی کافی ہوجاتا ہے - پھر بازار کے بیچ کے بیوپاریوں اور دوکانداروں سے خواہ مخواہ مخاصمت پیدا نہیں ہوتی اور تحریک کے فروغ پانے میں روڑے نہیں اٹکتے - روس میں کواپریٹیو سوسائٹیوں کا دستور اس سے بالکل مختلف ہے وہ چیزوں کی قیمت محض لاگت پر قائم کرتے ہیں اور جس قدر اُن کی لاگت ہوتی ہے اُسی پر مال بیچتے ہیں - معترضین کے اعتراضوں کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ سوشلسٹ اسٹیٹ کے لئے یہی طریقہ انسب ہے - اُن کی غرض تو یہ ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو بیچ کی دوکانداری کا قلع قمع کیا جائے - اُنہیں بازار والوں کا خوش کرنا منظور نہیں بلکہ اُن کا مقصد تو یہ ہے کہ ان کی بیخ کنی کرکے ان کی جگہ خود لے لیں - اسی لئے انہوں نے اپنے یہاں کی چیزوں کی قیمتیں نسبتاً بہت ارزاں رکھی ہیں- موسکو میں کواپریٹیو اسٹورز کا مال بازار سے ۱۸ فیصدی ارزاں بکتا ہے اور بعض بعض حصص ملک میں اس سے بھی زیادہ ارزاں- پہلے تو یہ ارزاں فروخت کرنے کا دستور نہ اس قدر عام تھا نہ علانیہ لیکن اب پچھلے چند سال سے تو کواپریٹیو کی علی الاعلان یہ پولیسی قرار دے دی گئی ہے اور اس کی خاص وجہ

ہے کہ کواپریٹیو اسٹورز اب بہت زیادہ مقبول عام ہو رہے ہیں - علاوہ بریں ایک بات یہ بھی ہے کہ روس کے کواپریٹیو اسٹورز مال کا بیچنا نہ صرف اپنے ممبروں تک ہی محدود رکھتے ہیں بلکہ غیر ممبروں کے ہاتھ بھی مال بیچتے ہیں - اس کے اعداد شمار قطعی طور سے دستیاب نہیں ہوئے لیکن اندازہ کیا جاتا ہے کہ کواپریٹیو اسٹورز کے مال کے خریداروں میں ۵۰ فیصدی تعداد غیر ممبروں کی ہے -

اکثر اعتراض کیا جاتا ہے کہ کواپریٹیو کے اس قدر مال ارزاں فروخت کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ کاروبار کا انتظام زیادہ خوش اسلوبی اور کفایت سے کرسکتے ہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ سرکاری ٹرسٹ اُن کے ساتھ اکثر وہ رعایتیں برتتے ہیں جو نیج کے دوکان داروں کو نصیب نہیں ہوتیں - علاوہ بریں کواپریٹیو اسٹورز پر ٹیکس کا بار نسبتاً کم ہے - اس کے علاوہ اُن کو مال تھوک کے طریقے سے کافی تعداد میں دے دیا جاتا ہے اور نیج کے دوکان دار مال تھوک میں کثرت سے نہیں خرید سکتے - کہا جاتا ہے کہ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کواپریٹیو اسٹورز مال نسبتاً ارزاں فروخت کرسکتے ہیں - اس میں شبہ نہیں کہ ان سب باتوں کا مجموعی اثر ایک حد تک پڑتا ہے مگر حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا اثر قیمتوں میں اس قدر تفریق پیدا نہیں کر سکتا جتنا واقعی ہے اصل بات یہ ہے کہ کچھ تو کواپریٹیو اسٹورز واقعی اپنی کفایت شعاری اور خوش اسلوبی انتظام کی وجہ سے مال نسبتاً ارزاں بیچ سکتے ہیں اور بڑی حد تک سبب یہ ہے کہ کواپریٹیو اسٹورز مال اُسی قیمت پر بیچتے ہیں جتنی اس کی لاگت ہوتی ہے یعنی کاروبار کا خرچ اور ۳ فیصدی منافع اصلی قیمت پر اضافہ کرکے مال بیچا جاتا ہے - نیج کے دوکان داروں کا اصول مال کے مانگ اور مہیا ہونے پر مبنی ہے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس وقت روس میں کپڑے ، جوتے وغیرہ اس قدر کافی نہیں بنتے کہ ساری آبادی کے لئے پورے طور سے کافی ہوسکیں - اُس کی وجہ بھی بتائی جاچکی ہے یعنی یہ کہ روس کی حکومت اس وقت زیادہ تر توجہ کوئلہ ، لوہا ، فولاد ، مشینری ، وغیرہ بنانے پر صرف کر رہی ہے تاکہ ہر طرح کے کارخانے آسانی سے اور جلد کھولے جاسکیں اور روس کسی چیز کے لئے غیر ولایتوں کا محتاج نہ رہے اس لئے ضروریات زندگی کی چیزیں مثل کپڑے ، جوتے وغیرہ کے صرف اس قدر بنائی جاتی ہیں کہ جن سے کام چلتا رہے اور بس-

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ مال جب کواپریٹیو اسٹورز میں آتا ہے تو یہ اسٹورز مقررہ قیمت پر اُس کو فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں - پہلے ان کے ممبر قطار باندھے کھڑے رہتے ہیں اور ہر ممبر کو انتظار کے بعد باری باری سے چیزوں کی خریداری کا موقع ملتا ہے - جو پہلے آتا ہے اس کو مال پہلے ملتا ہے جو بعد میں آتا ہے اُس کو بعد میں ملتا ہے - جب ممبروں کو مال مل جاتا ہے تو غیر ممبروں کی باری آتی ہے - اس طرح سے سب مال نکال دیا جاتا ہے اور جب مال باقی نہیں رہتا تو لوگوں کو جب تک مال آئے انتظار کرنا پڑتا ہے بخلاف اس کے نیچ کے دوکاندار جب دیکھتے ہیں کہ مال کواپریٹیو اسٹورز میں نہیں ہے اور اُنہیں کے پاس ہے تو وہ من مانی قیمت مقرر کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ جو کواپریٹیو اسٹورز میں مال آنے تک کا انتظار نہیں کرسکتے یا ان اسٹورز پر قطار باندھ کر کھڑا رہنا اور انتظار کرنا پسند نہیں کرتے وہ زیادہ قیمت دے کر ان نیچ کے دوکانداروں سے مال خرید لیتے ہیں یہ تماشہ روس ہی میں دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز دو مختلف قیمتوں پر خریدی اور بیچی جاتی ہے - یہی سب میں بڑی وجہ ہے کہ نیچ کے دوکانداروں اور کواوپریٹیو اسٹورز کی قیمتوں میں اسقدر زیادہ فرق ہوتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیچ کے دوکانداروں کے پاس اسقدر افراط سے مال پہونچ کیسے جاتا ہے - اس کی صورت یہ ہے کہ اکثر لوگ کواپریٹیو اسٹورز سے مال ارزاں قیمت پر خرید کر ۲۰ یا ۳۰ فیصدی کے منافع سے وہی مال نیچ کے دوکانداروں کے ہاتھ پوشیدہ طور پر فروخت کر دیتے ہیں اور چونکہ مال کی کمی کی وجہ سے مانگ زیادہ ہوتی ہے تو یہ نیچ کے دوکاندار اُسی مال کو دوسرے روز ۴۰ بلکہ ۵۰ فیصدی زیادہ قیمت پر خریداروں کے ہاتھ بیچتے ہیں - کواپریٹیو اسٹورز نے اس حرکت کے روکنے کے لئے یہ انتظام کیا ہے کہ جس مال کی کمی ہوتی ہے اول تو وہ مال وہ بغیر ممبروں کے کسی غیر ممبر کے ہاتھ بیچتے ہی نہیں اور ممبروں کے ہاتھ بھی وہ مال محدود تعداد میں بیچا جاتا ہے - یہ نہیں کہ جس نے جس قدر چاہا خرید لیا - علاوہ بریں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کسی ممبر نے مال اسٹورز سے خرید کر بجائے استعمال کرنے کے منافع سے بیچدیا تو وہ ممبر سوسائٹی سے فوراً نکال دیا جاتا ہے اور لوگ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہیں - اس طرح کچھ بندش ہو جاتی ہے - اس بندش کا اثر گاوں اور قصبوں میں آسانی سے ہو جاتا ہے کیونکہ لوگ

ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہیں لیکن بڑے بڑے شہروں میں پتہ نہیں چلتا -

کمیونسٹ پارٹی میں بھی قیمت کے اس معاملہ پر اختلاف رائے ہے - ٹروٹسکی کی پارٹی جو قلت میں ہے چاہتی ہے کہ مال کی قیمت وہی مقرر کی جائے کہ جو نیج کے دوکاندار بازاروں میں مقرر کئے ہوئے ہیں - لیکن استالن کی پارٹی جو کثرت رائے رکھتی ہے اس کے خلاف ہے اور اسٹورز میں مال ارزاں بیچنا چاہتی ہے - ٹروٹسکی کا کہنا یہ ہے کہ اگر مال بازار کے نرخ پر بیچا جائیگا تو حکومت کو زیادہ نفع ہو گا اور صنعتی و حرفتی کارخانے بآسانی زیادہ کھولے جاسکینگے اور تجارت کو فروغ ہوگا - استالن کی حجت یہ ہے کہ کسانوں کو اپنے اناج کے عیوض میں سستا اور کافی مال اس وقت بھی نہیں ملتا اور اُن میں اس کی وجہ سے قدرے بے اطمینانی ہے اگر مال کی قیمت اور زیادہ کردی جائیگی تو کسانوں کو اناج کے عیوض میں مال اور بھی کم ملیگا اور اُن میں بے اطمینانی بڑھیگی - چونکہ استالن کی پارٹی کثرت رائے رکھتی ہے اُسی کی پولیسی پر کام چلایا جا رہا ہے -

چونکہ کواپریٹیو اسٹورز مال ارزاں فروخت کرتے ہیں اور اُن کو منافع بہت کم ہوتا ہے اس لئے ان کے پاس کاروبار کو ترقی دینے اور وقتاً فوقتاً مال منگانے کے لئے سرمایہ کی کمی پڑتی ہے - اس غرض سے دو بڑے بڑے کواپریٹیو بینک کھولے گئے ہیں ایک کا نام آل یونین کواپریٹیو بینک ہے اور دوسرے کا نام آل یوکرانین کواپریٹیو بینک - یہ بینک ضرورت کے وقت تھوڑے عرصہ کے لئے ان اسٹورز کو روپیہ قرض دے کر انکا کام نکال دیتے ہیں اور دقت محسوس نہیں ہوتی- گمان ہوتا ہے کہ چونکہ ممبروں اور غیر ممبروں کو ایک ہی قیمت پر مال ملتا ہے تو لوگ کواپریٹیو اسٹورز کے ممبر ہونے سے جھجکتے ہونگے بالخصوص جب کہ منافع حصوں پر برائے نام دیا جاتا ہے اور بعض سوسائٹیوں میں منافع تقسیم ہی نہیں کیا جاتا بلکہ کاروبار کے بڑھانے میں لگا دیا جاتا ہے - مگر ایسا نہیں - بلکہ روس میں کواپریٹیو تحریک دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے - وجہ یہ ہے کہ اول تو مال کے بیچنے میں خاص کر جس مال کی قلت ہے ممبروں کو غیر ممبروں پر ترجیح دی جاتی ہے - پھر حصہ کی قیمت اس قدر کم رکھی گئی ہے کہ ہر شخص آسانی سے ممبر ہو سکتا ہے اسکے علاوہ

حکومت کی جانب سے کواپریٹیو تحریک کو فروغ دینے کے لئے بہت بڑے پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور ویسے بھی روس کی رعایا کواپریٹیو دستور کی بہت پہلے سے عادی ہے اس لئے اس کے فروغ پانے میں شبہ کی گنجایش نہیں -

---

حصهٔ پنجم

(۱) تعلیم

انقلاب حکومت کے ساتھہ ھی ساتھہ جو انقلاب شعبۂ تعلیم میں نمودار ہوا ھے

حکومت کی پولیسی

اسکی دوسری مثال تاریخ تعلیم میں ملنی دشوار ھے- تعلیم کا مقصد، تعلیم کا نظام، تعلیم کا نصاب غرضکہ کل سلسلۂ تعلیم کی روس میں کایا پلٹ ھو گئی ھے - پرانے مدرسوں کا دستور بدل دیا گیا ھے - نئی نئی وضع کے مدرسے کھول دئے گئے ھیں- طریقۂ تعلیم میں نمایاں فرق نظر آتا ھے - مختصر یہ کہ شعبۂ تعلیم اور سلسلۂ تعلیم میں ایک نئی روح پھونک دی گئی ھے - روس کی آبادی کے لئے یہ انقلاب بہبودی کا باعث ھوگا یا اس کا نتیجہ ابتری نکلیگا اس پر اس وقت کوئی رائے زنی نہیں کی جاسکتی لیکن یہ انقلاب اس قدر عظیم ھے کہ اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا -

سب میں بڑی تبدیلی جو واقع ھوئی ھے وہ مقصد تعلیم میں ھے - زار کے زمانہ میں تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ رعیت کو زار روس کے خاندان اور یونانی کلیسا کے قیام اور فروغ کا سبق پڑھایا جائے - حکومت کے ساتھ وفاداری اور مروجہ مذھب میں عقیدے کی تعلیم دی جائے - دستور حکومت اور معاشرت کی جڑیں مستحکم کی جائیں - اس دور انقلاب میں تعلیم کی غرض اور مقصد یہ ھے کہ موجودہ اور آئیندہ نسلوں کو اقتصادیات اور سیاسیات سے پوری طرح مانوس کیاجائے اور اپنے اپنے تہذیب و تمدن سے روشناس کرایا جائے - چونکہ سرشتہ تعلیم بولشوک حکومت کے قابو اور اختیار میں ھے لہذا اقتصادیات اور سیاسیات کے معنی وھی سمجھے جاتے ھیں جو کومیونسٹ خیال اور معیار سے تعلق رکھتے ھیں - دوسرے الفاظ میں تعلیم کے ذریعہ سے موجودہ اور آئیندہ نسلوں کو سوشلزم اور انقلاب سے مانوس ھونے اور اسکے قبول کرنے کے لئے تیار کیا جارھا ھے - تاکہ وہ سرشلسٹ دور انقلاب کو نہ صرف روس میں مستحکم بناسکیں بلکہ اس کے معیار اور اصولوں کے لئے تمام دنیا کو تیار کرسکیں - اگر اس سلسلۂ تعلیم کا مقصد پورا ھوتا ھے تو لازمی تھا کہ شعبۂ تعلیم پر بولشوک حکومت کا قابو اور اختیار کلی ھو - چنانچہ روس میں شعبۂ تعلیم پوری طور سے حکومت ھی کے قابو اور اختیار میں ھے - بعض

شعبوں میں جنکا تعلق عام تعلیم سے نہیں تھوڑی سی آزادی دی گئی ہے - مثلاً ٹائپ رائٹنگ [۱] - پیمائش یا غیر زبانوں کے سکھلانے کے لئے ایسے مدرسے کھولے جاسکتے ہیں جن سے حکومت کسی قسم کی بازپرس نہیں کرتی - لیکن جہانتک عام تعلیم کا ذکر ہے یعنی اقتصادیات ' تاریخ ' فلسفہ ' قانون ' سائنس وغیرہ ایسے تمام مدرسے اور تعلیم گاہیں سرکاری سرشتۂ تعلیم کے زیرنگرانی اور انہیں کے قابو اور اختیار میں ہیں - اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے - اقتصادیات ' سیاسیات ' تاریخ ' فلسفہ وغیرہ ہی ایسے مضامین ہیں جن میں مروجہ نقطۂ نظر اور کومیونسٹ معیار اور اصولوں کے درمیان زمین اور آسمان کا فرق ہے اور بولشوک حکومت یہ نہیں چاہتی کہ موجودہ اور آئیندہ نسلوں کے دماغ بجز ان معیار اور اصولوں کے جنکی وہ حامی ہے اور کسی خیال یا اصول پر نشو و نما پائے - اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تمام ملحقہ ریاستوں یا چھوٹی چھوٹی غیر روسی قوموں کو شعبۂ تعلیم میں کسی قسم کی کوئی آزادی نہیں اور انکا دستور اور نصاب تعلیم روسی سوشلسٹ ریپبلک کے ہی سرشتۂ تعلیم کا پابند ہے - بخلاف اس کے ایک حدتک پوری آزادی حاصل ہے - وہ اپنی اپنی زبانوں میں اپنے روایات اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے دستور اور نصاب تعلیم تجویز کرتی ہیں انکو اپنے اپنے علم ادب اور تمدن کے فروغ دینے میں پوری آزادی حاصل ہے لیکن جہانتک اقتصادیات اور سیاسیات کا تعلق ہے ان میں بھی اُنہیں معیار اور اصولوں کی تعلیم دی جاتی ہے کہ جنکی بولشوک حکومت حامی اور پیروکار ہے - اسمیں کسی قسم کا اختلاف روا نہیں رکھا جاتا - زار روس کی پولیسی یہ تھی کہ ان تمام غیر روسی قوموں کو جو حکومت روس کی پابند تھیں روسی بنایا جائے اسی لئے اُن کو اپنی اپنی زبانوں یا تہذیب و تمدن کے نشو و نما اور فروغ دینے سے باز رکھا جاتا تھا اور روسی زبان اور روسی تہذیب و تمدن کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا - بولشوک حکومت نے اس طریق کو غلط اور نامناسب سمجھ کر قطعی بدل دیا ہے اور تمام ملحقہ ریاستوں اور غیر روسی قوموں کو اپنی اپنی زبان ' علم ادب اور اپنے اپنے تہذیب و تمدن کو فروغ اور نشو و نما دینے کی پوری پوری آزادی دی ہے صرف اقتصادیات اور سیاسیات کے معاملے میں اس بات کی پابندی

- Type-writing—[1]

رکھی ہے کہ وہ بھی انھیں سوشلسٹ معیاروں اور اصولوں پر کاربند ہوں کہ جن پر بولشوک حکومت روس کاربند رہتی ہے - مختصراً بولشوک حکومت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ تمام غیر روسی قوموں اور ملحقہ ریاستوں کو روسی بنالے بلکہ اسکا مقصد یہ ہے کہ وہ روس کی طرح ان کو بھی سوشلسٹ اور کومیونسٹ بنائے -

تعلیم کے صیغے

جیسا کہ ابھی کہا جا چکا ہے پہلی بات جو بولشوک حکومت نے روس میں تعلیم کے متعلق کی ہے وہ یہ ہے کہ تمام سلسلہ تعلیم کو سرکاری اختیار اور قابو میں رکھا ہے دوسری بات یہ ہے کہ طریق و سرشتہ تعلیم کو از سر تا پا بدل دیا ہے - روس میں تعلیم کو تین خاص صیغوں میں تقسیم کیا گیا ہے - اول صیغہ سوشل تعلیم کا ہے یعنی وہ معمولی ادبی تعلیم جو تمام ملکوں میں دیجاتی ہے - دوسرے پروفشنل تعلیم یعنی جس کے ذریعہ سے نوجوان مختلف پیشوں اور فنوں میں دستگاہ حاصل کرکے کسب معاش کر سکیں - تیسرے سیاسی تعلیم جس سے اہل ملک کے سیاسی خیالات تبدیل کئے جا سکیں - روس کا سلسلہ تعلیم بہ نسبت یورپ کے امریکہ کے سلسلہ تعلیم سے زیادہ ملتا جلتا ہے گو سیاسیات کی تعلیم کا صیغہ قائم کرنا اور اس کو سرشتہ تعلیم میں شامل کرنا محض بولشوک حکومت کی اختراع ہے سوشل تعلیم کا سلسلہ پہلے بچوں کے ایسے درجوں سے شروع ہوتا ہے کہ جن کے ذریعہ سے بچوں کو مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے قابل بنایا جائے - ابھی ایسے درجے کافی تعداد میں نہیں کھولے گئے ہیں لیکن ان کا انتظام کیا جا رہا ہے - یہ درجے تین برس سے سات برس کے عمر کے بچوں کے لئے مخصوص ہیں - ان کے بعد ابتدائی تعلیم کے مدارس کا نمبر آتا ہے ان میں معمولی لکھنے پڑھنے کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے لڑکے اور لڑکیاں اس قابل ہو جائیں کہ ان میں مختلف علوم میں دستگاہ حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہوجائے - ابتدائی تعلیم کے مدارس میں آٹھ برس سے گیارہ برس کی عمر تک کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے - اس کے بعد متوسط درجہ کی تعلیم کے اسکولوں کا شمار ہوتا ہے ان میں ریاضی ' تاریخ ' جغرافیہ ' سائنس اور مختلف زبانیں پڑھائی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ چھ برس تک یعنی سترہ سال کی عمر تک جاری رہتا ہے - متوسط درجہ کی تعلیم کے مدارس کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک وہ جن میں صرف چار برس تک کا نصاب ہوتا ہے

اور دوسرے وہ جن میں پورے چھ سال لگتے ہیں - متوسط درجہ کی تعلیم کا نصاب ختم کرنے کے بعد طلباء مختلف پیشوں اور فنوں کی تعلیم حاصل کرنے کے قابل سمجھے جاتے ہیں جو صنعت و حرفت کے معمولی شعبوں میں جانا چاہتے ہیں اور کاریگر بننا چاہتے ہیں یا زراعت وغیرہ کا رجحان رکھتے ہیں ان کو چار برس کا نصاب ختم کرنے کے بعد ہی اس کی اجازت مل جاتی ہے لیکن جو مدرسوں میں اُستاد بننا چاہتے ہیں یا یونیورسٹیوں میں عالی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتے ہیں ان کو پورا چھ سال کا کورس ختم کرنا پڑتا ہے - اسکولوں میں تاریخ اور سائنس پر خاص توجہ دی جاتی ہے - اور شعبۂ تاریخ میں انیسویں اور بیسویں صدی کے سیاسی انقلابات اور ان تحریکوں کا تذکرہ جنھوں نے عوام‌الناس میں بیداری پیدا کی ہے بالخصوص قابل توجہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح سے سائنس کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ اور آیندہ نسلوں میں مذہبی قسم کے تواہمات نہ پیدا ہونے پائیں اور ان کا مطمع نظر بجائے روحانی کے محض دنیاوی ہو -

سوشل تعلیم کے مدارج طے کرنے کے بعد طالب علم پروفشنل تعلیم کا سلسلہ شروع کرتا ہے اس کے بھی کئی مدارج ہیں یعنی ابتدائی ' متوسط اور اعلیٰ - ابتدائی اور متوسط تعلیم کے لئے خاص خاص اسکول قائم ہیں جنمیں زراعت - صنعت و حرفت اور اسی قسم کے صیغوں اور پیشوں کے لئے طلباء کو تیار کیا جاتا ہے لیکن جو قانون ڈاکٹری ' انجینیری وغیرہ کی تعلیم حاصل کیا چاہتے ہیں یا علم ادب ریاضی اور تاریخ وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو یونیورسٹیوں میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ اپنی تعلیم وہاں مکمل کرتے ہیں - یونیورسٹیوں میں طلباء کے داخل کرنے کے معاملہ میں مزدور پیشہ جماعت اور کسانوں کے لڑکوں کے ساتھ خاص رعایت کی جاتی ہے ان کو ہر طرح سے آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا سلسلہ تعلیم جاری رکھیں - ان کے لئے وظیفے مقرر ہیں - سب سے پہلے داخلہ میں ان کو ترجیح دیجاتی ہے - چونکہ ابھی تک اعلیٰ تعلیم اور پیشوں کی تعلیم کا انتظام روس میں اس قدر کافی نہیں کہ ضرورت کے لحاظ سے سب طلبہ کو یونیورسٹیوں میں جگہ مل سکے اس لئے صرف چیدہ طلبہ لئے جاتے ہیں اور اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ مزدور پیشہ جماعت اور کسانوں کے طبقے کے طلبہ سب سے پہلے جگہ پائیں بعد میں اگر گنجائش ہو تو اور طلبہ کو داخل کیا جائے

ورنہ نہیں - نصف سے زیادہ طلبہ کو وظیفے ملتے ہیں بولشوک حکومت کو اس کا اقرار ھے کہ وظائف کی وجہ سے حکومت پر بار پڑتا ھے اور جو غیر طبقوں کے طلبہ داخل نہیں کئے جاتے ان کے ساتھ نا انصافی ھوتی ھے لیکن ان کا جواب یہ ھے کہ وہ زندگی اور کار و بار کے تمام شعبوں میں اُنہیں لوگوں کو ممتاز اور نمایاں جگھوں پر دیکھنا چاھتے ھیں کہ جن کو دور انقلاب سے پوری ھمدردی ھو اور جو بولشوک دور اور بولشوک حکومت کے پشت پناہ بننے کے لئے تیار ھوں -

تیسرا صیغہ سیاسی تعلیم کا ھے - گو اس کا تعلق سوشیل اور پروفشنل تعلیم سے کچھ بھی نہیں تاھم یہ صیغہ بھی سرشتۂ تعلیم میں شامل ھے - اس کی غرض یہ ھے کہ سیاسیات کی تعلیم کے ذریعہ سے روس کی موجودہ اور آیندہ نسلوں کی تمام آبادی کے خیالات اور رجحانات کی قطعی کایا پلٹ کردیجائے اُن کا نقطۂ نظر خواہ سیاسیات میں خواہ اقتصادیات میں قطعی بدل دیا جائے مگر مشکل یہ پیش آتی ھے کہ روس کی زیادہ تر آبادی قطعی جاھل ھے - لہذا سب سے پہلے تو اس صیغہ نے یہ کام شروع کیا ھے کہ جہالت کی تاریکی کو حتی الامکان دور کیا جائے اور تمام آبادی کو معمولی لکھنا اور پڑھنا سکھایا جائے اسی کے ساتھ ان کو سیاسیات کی تعلیم دی جائے جس سے اُن کے خیالات اور رجحانات بدل جائیں اس کے لئے ھر امکانی کوشش اور ھر امکانی ذریعہ کو کام میں لایا جا رھا ھے- شہروں اور دیہات میں نائٹ اسکول اور ریڈنگ روم کھولے جا رھے ھیں - کسانوں اور مزدوروں کے لئے خاص کلاسز قائم کئے گئے ھیں - کتب خانے ' عجائب خانے ' سنیما اور تھیٹر وغیرہ ان سب کے ذریعہ سے یہ کام پورا کیا جا رھا ھے - ان کا تفصیلی تذکرہ آگے کیا جائیگا - سیاسیات کی تعلیم کا یہ سلسلہ اور کسی ملک یا ولایت میں اس حد تک جاری نہیں ھے محکمۂ تعلیم میں اس شعبہ کا شامل کرنا ھی بولشوک حکومت ھي کی اختراع ھے -

نئی درسگاھیں

انقلاب حکومت کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ عوام الناس کی تعلیم کی جانب خاص توجہ کی جانے لگی اور نئی نئی درسگاھیں کھل گئیں - عوام الناس کی جہالت دور کرنے کے لئے اور ان کو تعلیم کی روشنی سے فیضیاب کرنے کے لئے جو کوششیں ھو رھی ھیں اور جو طرح طرح کی درسگاھیں کھولی جا رھی ھیں ان

سب کا تذکرہ تو ان محدود صفحات میں نہیں کیا جا سکتا تاہم معدودے چند خاص کا مختصراً حوالہ دیا جائیگا -

اس ہنگامۂ انقلاب ' متواتر قحط سالیوں اور جنگ و جدل کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں بچے یتیم اور خانماں برباد ہو کر گلی کوچوں میں آوارہ گردی کرنے لگے - ہزاروں تو ان مصائب کا شکار ہو کر ضائع ہو گئے لیکن ہزاروں ہی کسی طرح جان بچا کر بھکائی کی زندگی گلی کوچوں میں گذارنے لگے - سوسائٹی اور حکومت دونوں کے لئے اس کیفیت نے ایک ایسا معمہ پیش کر رکھا تھا جس کا حل کرنا دشوار معلوم ہوتا تھا - بارے حکومت نے اس طرف توجہ مبذول کر کے ان بچوں کے لئے ایسے یتیم خانے اور آشرم کھول دئے ہیں جن میں ان کی پرورش اور تعلیم کا اُسی طرح انتظام کیا گیا جس طرح بچوں کی گھر پر غور و پرداخت کی جاتی ہے - پرانے جاگیرداروں اور زمینداروں کے علاقوں میں ان کے خالی مکانات اور محلات اس کے لئے کام میں لائے جارہے ہیں - ان عمارتوں کو سادگی کے ساتھ لیکن خوشنما طریق سے آراستہ کیا گیا ہے اور تمام وہ سہولتیں اور آسایشیں بہم پہونچائی گئی ہیں جو گھر میں میسر آتی ہیں - باوصف اس کے کہ ہزاروں ہی لڑکے اور لڑکیوں نے آوارہ گردی کی زندگی کو اس پر ترجیح دی ہے تاہم ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں ان آشرموں میں پناہ گزیں ہوئے ہیں اور ان کی پرورش اور تعلیم بطریق انسب ہو رہی ہے - ان کو اُسی طرح تعلیم دی جاتی ہے جس طرح سوشل تعلیم کا انتظام اسکولوں میں ہے- اس کے علاوہ ان کو کومیونسٹ عقائد اور اصولوں سے بھی مانوس کیا جاتا ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ آگے چلکر یہ کومیونسٹ پارٹی کے خیر خواہ اور اس کے پشت پناہ بنینگے اس وقت بھی ان میں سے نصف کومیونسٹ سوسائٹیوں کے ممبر ہیں -

اس وقت روس میں سب سے بڑا معمہ دیہات کی کسانی آبادی پیش کر رہی ہے - کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ اس کثیرالتعداد آبادی کا رجحان اور رویہ بولشوک حکومت کی جانب کیا اور کیسا ہوگا - اس لئے حکومت اس آبادی کی دلجوئی اور اس کو اپنا طرفدار بنانے کی ہر امکانی کوشش کر رہی ہے - چونکہ یہ دیہاتی آبادی اس وقت تک زیادہ تر جاہل - اوہام پرست اور مفلس ہے حکومت ان کو خوشحال بنانا چاہتی اور ان میں نئے خیالات کی روشنی پہونچانا چاہتی ہے - اس کا ایک ذریعہ یہ سوچا گیا ہے

که دیہات میں خاص کسانوں کے لئے بکثرت مدرسے کھولے جائیں ان دیہاتی کسانی مدرسوں میں وهی تعلیم دیجاتی ھے جو متوسط درجہ کے اسکولوں میں - فرض یہ ھے کہ بچہ کسانوں کے لڑکے تعلیم کی روشنی سے فیضیاب ھو کر روس کی دیہاتی زندگی کو سوشلسٹ اصولوں پر از سرنو ترتیب دیں - ان کو سوشلسٹ اور کومیونسٹ اصولوں سے آگاہ کیا جاتا ھے اور ان کو ان خیالات کی جانب مائل کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ھے -

جس طرح کسانوں کے لئے دیہات میں دیہاتی مدرسے کھولے جا رھے ھیں اسی طرح مزدور طبقہ کے لوگوں کے لئے شہروں اور قصبوں میں فکٹریوں کے ملحق فکٹری اسکول قائم کئے جا رھے ھیں ؛ ھر فکٹری کے ساتھ ایک اسکول ھوتا ھے اور اس اسکول کے ساتھ بورڈنگ ھاوس بھی - اس کا نصاب سات سال کا ھوتا ھے اور ان میں بھی تقریباً وهی تعلیم دی جاتی ھے جو سوشل تعلیم کے متوسط درجہ کے اسکولوں میں لیکن ان کی خصوصیت یہ ھے کہ عام تعلیم کے ساتھ ھی ساتھ ان لڑکوں لڑکیوں کو کوئی نہ کوئی صنعت بھی سکھلائی جاتی ھے - جس کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب لڑکے اور لڑکیاں دنیاوی زندگی کی کشمکش میں پڑتے ھیں تو وہ اچھے خاصے کاریگر ھوتے ھیں اور کسی نہ کسی صنعت و حرفت یا تجارت میں ان کو دخل ھوتا ھے - ھر اسکول کے ساتھ ایک کارخانہ ملحق ھوتا ھے جہاں آزمودہکار کاریگروں کے ساتھ ان طلبا کو کام کرنا پڑتا ھے - جب یہ کام سیکھنے لگتے ھیں تو ان کو اُجرت بھی دی جاتی ھے - اس طریق سے اُن کی تعلیم رائگاں نہیں جاتی اور یہ کسب معاش کے لئے سر گرداں نہیں رھتے -

بولشوک حکومت کے مختلف شعبوں اور محکموں کا انتظام اور ملک کا تمام کاروبار اس وقت یا تو غیر ممالک کے ماھران فن یا زار کے زمانہ کے تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگوں کی مدد سے چل رھا ھے - بولشوک حکومت کو ان لوگوں پر پورا بھروسہ نہیں ھے اور وہ اس انتظام کو قابل اطمینان نہیں سمجھتی - وہ چاھتی ھے کہ مزدور پیشہ طبقہ میں ھی سے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ جماعت ایسی تیار کرے جو ملک کا تمام کاروبار چلانے اور حکومت کے شعبوں اور محکموں کا انتظام مکمل کرنے میں اُس کا ھاتھ بٹاسکے اور جس پر اس کو پورا بھروسہ اور اطمینان ھو - مزدوروں اور کسانوں کی وہ آبادی جو آج تعلیم پارھی ھے کم از کم دس یا پندرہ برس بعد اس قابل ھو گی جو اس بوجھ کو سنبھال

سکے - حکومت کو اُس وقت تک انتظار کرنا طول امل معلوم ہوتا ہے اس لئے اسنے worker's faculty. کے نام سے ایک ایسی درسگاہ کا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں تین سال تک کسانوں اور مزدوروں کے ہونہار اور ہشیار نوجوانوں کو یونیورسٹی کی علمی تعلیم پانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے - اس کا نصاب بہت مشکل ہے اور امتحانات کافی سخت ہوتے ہیں تاہم آٹھہ ہزار طلباء ہر سال اس کے امتحانات پاس کرنے کے بعد یونیورسٹیوں میں داخل کئے جاتے ہیں جہاں ان کو مختلف ازاد پیشوں کی علمی تعلیم کا موقع دیا جاتا ہے جو یونیورسٹیوں سے کامیاب ہو کر نکلتے ہیں ان کو حکومت کے مختلف شعبوں اور محکموں میں جگہیں دی جاتی ہے -

اس میں شبہہ نہیں کہ اسوقت روس میں عوام‌الناس کی جہالت دور کرنے اور انکو لکھنا پڑھنا سکھانے کی بلیغ کوشش کی جارہی ہے لیکن عوام‌الناس میں سیاسی تعلیم پھیلانے اور ان کے خیالات اور رجحانات بدلنے کی کم کوشش نہیں ہو رہی ہے - روس کے نوجوانوں کی سیاسی تعلیم کے لئے بھی تین قسم کی درسگاہیں کھولی جارہی ہیں ایک تو ابتدائی درجہ کے مدرسے جو تمام عوام‌الناس کے لئے مخصوص ہیں- اس کے بعد متوسط درجہ کے مدرسے جو سویٹ پارٹی اسکول کہلاتے ہیں تیسرے کومیونسٹ یونیورسٹیاں جنمیں اعلی درجہ کی تعلیم دی جاتی ہے - ان میں مارکس ' انجیل اور لنن کے فلسفہ کی تعلیم ہوتی ہے اور طلباء کو بحث کرنے اور تقریر کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے انکی غرض یہ ہے کہ ایسے مولوی اور پنڈت تیار کئے جائیں جو بولشوزم کے ایمان اور مذہب کی تلقین تمام ملک کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں جاکر کریں -

اس سلسلۂ تعلیم میں طلبہ اور نوجوانوں کے مشاغل تفریح کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور جابجا کلب کھولے گئے ہیں - ان کلبوں کی عمارتیں اور کھیل کود کے میدان بڑے وسیع ہیں - ان میں ہر قسم کے کھیل اور تفریح کا سامان مہیا کیا گیا ہے - لڑکے اور لڑکیاں دونوں انکے ممبر ہوسکتے ہیں - ناچ گانے ' مصوری ' نقاشی ' ہر طرح کے کھیل کود ' کتب بینی اور اخبار بینی وغیرہ سب کا انتظام ان کلبوں میں موجود رہتا ہے اور ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں ساتھہ ملکر تفریح کرتے ہیں شبہہ نہیں کہ تبادلۂ خیالات اور مباحثوں کا موقع بھی ہوتا ہے لیکن ان کلبوں کی غرض محض تفریح طبع ہے -

روس جدید میں عجائب خانوں کی بڑی کثرت ہے علاوہ ان عجائب خانوں کے جو زار کے زمانہ سے چلے آتے ہیں اور بہت سے نئے عجائب خانے کھولے گئے ہیں اور کھولے جا رہے ہیں - زار کے محلات اور انکا تمام سامان بھی عجائب خانوں میں تبدیل کردیا گیا ہے اور ان سے عوام الناس کی واقفیت بڑھانے اور تعلیم کا دائرہ وسیع کرنے کا کام لیا جاتا ہے - ہزارہا مزدور اور کسان روزانہ ان کی سیر کرنے آتے ہیں اور شعبہ تعلیم کے طرف سے واقفکاروں کی ایک جماعت ان عجائب خانوں میں اس لئے مقرر ہے کہ لوگوں کو اِن عجائبات کے دیکھنے اور سمجھنے میں مدد دے - ان کا یہی کام ہے کہ وہ لوگوں کو ہر چیز کی نوعیت اور اس کی اہمیت سمجھاتے رہتے ہیں - ان عجائب خانوں کی کوئی خاص سیاسی اہمیت نہیں ہے - بجز ان عجائب خانوں کے جن میں زار کے زمانہ کی پرانی نشانیاں ، تصاویر ، اس زمانے کے جیل خانوں کے نمونے اور تحریک انقلاب کے تمام واقعات کی سلسلہ وار تصاویر اس طرح آراستہ کی گئی ہیں اور ان کی روایات اس طرح سمجھائی جاتی ہیں کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کی انکھوں کے سامنے اس زمانہ کا نقشہ اور صحیح تصویر کھینچ جاتی اور انکے دلوں میں زار کے عہد کے خلاف خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوتی ہے - اور کوئی فرد بھی اس عہد کے واپس آنے کا متمنی نہیں رہتا -

سنیما اور تھیٹر بھی سیاسی تعلیم کا ایک بڑا ذریعہ ہیں ان کے ذریعہ سے پرانے عہد حکومت کے خلاف لوگوں کی طبیعتوں میں بدگمانی اور بدظنی پیدا ہوتی ہے - اس زمانہ کا مذاق اور خاکا اس طرح اڑایا جاتا ہے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ تنفر پیدا ہوتا ہے - بالخصوص پرانے زمانہ کے طبقہ امرا اور یونانی کلیسا کا خاکا بری طرح اڑتا ہے اور لوگ ان کا طرح طرح سے مذاق اڑاتے ہیں -

موجودہ نسل کے بچوں اور نوجوانوں میں سوشلزم اور کومیونزم کے خیالات کی اشاعت کے غرض سے تین قسم کی کومیونسٹ سوسائٹیاں قائم ہیں - ایک وہ جن میں ۸ سال سے لے کر ۱۰ تک کے بچے ممبر ہوسکتے ہیں ان کے ممبروں کی تعداد تقریباً ۳ لاکھ کے ہے یہ صرف پچھلے دو سال ہی سے قائم کی گئی ہیں - دوسری وہ جو ۱۱ سال سے لے کر ۱۹ سال کی عمر تک کے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں - یہ سنہ ۱۹۲۲ع سے قائم ہیں اور ان کے ممبروں کی تعداد تقریباً ۱۸ لاکھ ہے - تیسرے قسم کی سوسائٹیاں جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور جو سب سے پرانی ہیں وہ ۱۴ سال سے ۲۳

سال تک کے نوجوانوں کے واسطے ہیں ان کے ممبروں کی تعداد ۲۰ لاکھ ہے - ان کو روس میں بولشوزم کا علم بردار سمجھنا چاہئے غرض کہ موجودہ نسل کے نوجوانوں اور بچوں میں سوشلزم کی تحریک کو مقبول عام بنانے اور عوام‌الناس کے خیالات اور رجحانات بدلنے کی کوئی کوشش ایسی نہیں ہے جسے بولشوک حکومت نے اُٹھا رکھا ہو -

نظام تعلیم

اس وسیع پیمانہ پر تعلیم کی اشاعت کے انتظام کا مکمل کرنا آسان کام نہیں چنانچہ اس کے لئے مناسب نظام تکمیل دیا گیا ہے - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ شعبۂ تعلیم میں ہر ریپبلک یا ملحقہ ریاست کو اپنے نظام کی تکمیل کا پورا پورا اختیار ہے اور روس کی متحدہ ریپبلک کا اس شعبہ میں کوئی مرکزی نظام قرار نہیں دیا گیا ہے لیکن چونکہ تمام ریاستوں کا جدا گانہ انتظام تھوڑے تھوڑے فرق کے علاوہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے لہذا یہاں پر صرف خاص روس کی ریپبلک کے نظام کا تذکرہ کیا جائیگا - شعبۂ تعلیم کا سب سے اعلیٰ مرکزی محکمہ People's Commessariat of Education ہے یہ کم سیریٹ بطور وزارت کے ہے- اس کے ۸ ممبر ہوتے ہیں اس کا پریسیڈینٹ یا سب سے اعلیٰ افسر People's Commessar of Education ہوتا ہے- اس محکمہ کا کام شعبۂ تعلیم کے متعلق پولیسی قرار دینا- اور مختلف محکموں کے کام کی جانچ پڑتال کرنا اور بالعموم تمام معاملات تعلیم کا فیصلہ کرنا ہے - اس کے ماتحت ۸ جداگانہ صیغے یا محکمے ہیں - ہر محکمہ میں ایک collegein یا کمیٹی ہوتی ہے اور محکمہ کا سب سے اعلیٰ افسر اس کمیٹی کا صدر ہوتا ہے - محکمے حسب ذیل ہیں -

(۱) اشاعت کا محکمہ - اس محکمہ کا یہ کام ہے کہ جس قدر تصانیف یا تالیفات اشاعت پائیں ان پر نگرانی رکھے - تھیٹر اور سنیما پر بھی نگرانی رکھنا اس کا کام ہے ماسوا محکمۂ تعلیم کی تمام تصانیف اور تالیفات اسی کے زیر نگرانی اشاعت پاتی ہیں اس کے اختیارات بہت وسیع ہیں -

(۲) غیر روسی قوموں کی تعلیمات کا محکمہ - روس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی غیر روسی قومیں آباد ہیں - ان کے تعلیمی مسائل اور ان کی زبانیں - علم ادب - تہذیب و تمدن میں بہت فرق ہے - ان سب میں حتی‌الامکان یکسانیت اور اتحاد پیدا کرنا ان کے اختلافات کا مٹانا اور ان کے معاملات کا سلجھانا اس محکمہ کا کام ہے اس کے collegein میں مختلف

قوموں کے نمائندے مقرر کئے جاتے ہیں تاکہ معاملات کے سلجھانے میں آسانی ہو -

(۳) تیسرا محکمہ آرٹ - سائنس اور عجائب خانوں کا ہے - چونکہ روس میں فنون لطیفہ اور سائنس کے بہت سے انسٹیٹیوشن ہیں اس لئے ان کے انتظام اور نیز عجائب خانوں کے انتظام کے لئے یہ محکمہ قائم کیا گیا ہے -

(۴) محکمۂ نظام و نگرانی- یہ محکمہ اور محکموں سے کسی قدر مختلف ہے یعنی اس میں collegein نہیں ہوتا - ایک افسر اعلیٰ ہوتا ہے اس کے دو ماتحت ہوتے ہیں اور چند انسپکٹر - اس کا کام تمام شعبۂ تعلیم کے مختلف صیغوں کے انتظام کی نگرانی کرنا اور اس کے نقائص کو دور کرکے مکمل کرنا ہے - تعلیم کے متعلق تمام اعداد شمار اور دیگر واقفیت کا بہم پہونچانا بھی اسی محکمہ کے سپرد ہے -

(۵) اسٹیٹ کونسل آف ایجوکیشن - اس محکمہ کا کام تعلیم کے متعلق تمام تجاویز پیش کرنا - اس کی ترقی اور توسیع کی سبیلیں نکالنا اور تمام محکموں کی تجاویز کی نظر ثانی کرنا ہے - گویا یہ محکمہ مختلف صیغات تعلیم کی تجاویز اور آرا کو ایک سانچے میں ڈھالتا ہے اور ان میں ربط اور اتحاد پیدا کرتا ہے - یونیورسٹیوں کے پروفسر اور اعلیٰ تعلیم کے متعلق اساتذہ کا مقرر کرنا بھی اس کے سپرد ہے -

(۶) سوشل تعلیم کا محکمہ - یہ محکمہ اول اور دوسرے درجہ کے عام مدرسوں کی ترقی اور نگرانی سے تعلق رکھتا ہے - ان کے نصاب کا مقرر کرنا - طریقۂ تعلیم کے متعلق احکامات نافذ کرنا اور ماسٹروں اور اُستادوں کا مقرر کرنا بھی اس محکمہ کا کام ہے -

(۷) پروفیشنل تعلیم کا محکمہ - تمام یونیورسٹیاں - پروفیشنل کالج - ورکرس فیکلٹیز اور اعلیٰ تعلیم کے درسگاہیں اس محکمہ کے سپرد اور اس کی نگرانی میں رہتی ہے -

(۸) سیاسی تعلیم کا محکمہ - سیاسی تعلیم کے تمام درسگاہیں اور شاخیں اور نیز عوام الناس میں لکھنے پڑھنے کا چرچا عام کرنے کا کام اس صیغہ کے سپرد ہے - یہ محکمہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور موجودہ حکومت کو مقبول عام بنانے میں اُس کا دست و بازو سمجھا جاتا ہے -

یہ مرکزی نظام شعبۂ تعلیم کے متعلق حکومت کی پولیسی اور اس کے عمل در آمد کی تمام تجاویز کا ذمہ دار ہے اس کے علاوہ جہانتک اعلیٰ تعلیم کا تعلق ہے اُس کا تمام انتظام بھی اسی کے سپرد ہے - اُس مرکزی نظام کی شاخیں ہر صوبہ میں ہیں - ہر صوبہ میں ایک محکمۂ تعلیم ہے جس کا سب سے اعلیٰ افسر ڈائرکٹر ہوتا ہے اور اس کے ماتحت انسپکٹر ہوتے ہیں - یہ صوبہ دار محکمۂ تعلیم متوسط درجہ کی تعلیم کے انتظام کا ذمہ دار ہے اسکولوں کا کھولنا - ان کا نصاب قائم کرنا - پڑھائی طریقہ سے ہوتی ہے یا نہیں اس کی جانچ کرنا یہ سب اس کا کام ہے - اسی طرح سے ہر ضلع میں بھی محکمۂ تعلیم کی شاخ قائم ہے اور اسکا کام ابتدائی تعلیم کی غور و پرداخت ہے - ابتدائی مدارس کا تمام انتظام اس کے سپرد ہے - ہر ضلع کا تعلیمی محکمہ اپنے حدود میں ابتدائی تعلیم کا انتظام انجام دیتا ہے - تحصیلوں میں کوئی خاص محکمۂ تعلیم نہیں ہے لیکن تحصیل کی سوئٹ کمیٹی دیہات میں چھوٹے بچوں کے درجے اور ریڈینگ روم کھولنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے میں حصہ لیتی ہے -

مدرس

اساتذہ کا اثر مدرسوں کی تعلیم پر بہت گہرا پڑتا ہے اس لئے یہ بھی غور طلب ہے کہ استادوں کی کیفیت اور حیثیت روس کے مدارس میں کیسی ہے - کہا جاتا ہے کہ روس کے ہنگامۂ انقلاب اور خانہ جنگی کے زمانہ میں اساتذہ کی پرانی نسل بالکل غارت ہوگئی یہ صحیح نہیں ہے - اس میں شبہ نہیں کہ کچھ تو ضرور مر کھپ گئے - کچھ نے اس ہنگامہ میں لڑکوں کے پڑھانے کا کام چھوڑ دیا لیکن بہت بڑی تعداد مدرسوں میں استادوں کی اب بھی وہی ہے جو زار روس کے زمانہ میں تھی - یہ بھی صحیح ہے کہ انقلاب کے شروع سالوں میں اُستادوں کی کثیر تعداد نے نئی حکومت کی ماتحتی میں کام کرنے سے انکار کردیا تھا لیکن ضروریات زمانہ نے ان کو بتدریج راہ راست پر آنے کے لئے مجبور کردیا اور یہ رفتہ رفتہ پھر مدرسوں میں واپس آگئے - استادوں کی تنخواہیں روس میں نسبتاً بہت ہی قلیل ہیں اور گو پچھلے تین سال سے ان میں اضافہ کیا جا رہا ہے تاہم زار روس کے زمانہ کی نسبت تنخواہیں اب بھی کم دی جاتی ہیں - ابتدائی مدارس اور متوسط درجہ کے مدارس کے مدرسوں کو ۴۴ ربل اور ۷۰ ربل ماہوار کے حساب سے تنخواہ

ملتی ھے - یونیورسٹی کے پروفیسروں کو ۱۲۰۰ ربل ماھانہ مشاھرہ دیا جاتا ھے اس کے علاوہ انشورنس اور نپشن وغیرہ کے فوائد بھی مثل اور کام کرنے والوں کے اُن کو حاصل ھیں - صرف انجینرنگ اور طب کے پروفیسروں کو تنخواھیں زیادہ ملتی ھیں - عمر اور تجربہ کے لحاظ سے بھی یہ مدرس نسبتاً اور ملکوں کے مدرسین کے مقابلہ میں پیچھے ھیں - ابتدائی مدارس میں امریکہ کی طرح عورتیں بہ نسبت مردوں کے مدرسوں کی جگہ بہ افراط مقرر ھیں - متوسط درجہ کے مدارس میں مردوں کی کثرت ہے ابتدائی مدرسوں میں دیہاتی مدرس بکثرت ھیں - متوسط درجہ کے مدرسوں میں شہر کے پڑھے لکھے لوگ جن کی حیثیت محرروں کی سی ھوتی ھے اُستاد کے فرائض انجام دیتے ھیں- یونیورسٹیوں میں قابل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ پروفیسر مقرر کئے جاتے ھیں - گمان ھوگا کہ ان تمام مدارس اور یونیورسٹیوں میں وھی لوگ اُستادوں اور پروفیسروں کی جگہ مقرر کئے جاتے ھوں گے جو کومیونسٹ پارٹی کے ممبر ھوتے ھوں گے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ھے - اُستادوں کے طبقے میں کومیونسٹ پارٹی کے ممبر بہت ھی کم ھیں البتہ ان لوگوں کا رجحان اور ھمدردی ضرور کومیونسٹ پارٹی کی جانب ھے اور ایسے اُستاد جو پرانے خیال کے ھوں یا جن کو کومیونسٹ پارٹی سے عداوت ھو بہت کم ھیں کم از کم ظاھرا ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم معلوم ھوتی ھے - بہرحال اسکولوں کے درجوں میں کسی اُستاد کو کومیونسٹ پارٹی کے خلاف اظہار رائے کی اِجازت یا موقع قطعی نہیں ھے -

خرچۂ تعلیم

بولشوک حکومت نے اشاعت تعلیم کا کام بڑے وسیع پیمانہ پر شروع کیا ھے مگر دیکھنا یہ ھے کہ اس کی تکمیل میں اس کو کہاں تک کامیابی ھوگی - کامیابی کا دار و مدار زیادہ تر روپیہ پر منحصر ھے - اگر تعلیم کے اخراجات کے لئے کافی سرمایہ بہم پہونچتا رھا تو رفتار ترقی خاطر خواہ رھے گی ورنہ حسب دلخواہ کامیابی نہ ھوسکے گی - ظاھرا صورت تو اس وقت ان مدارس اور یونیورسٹیوں کے دیکھنے سے نسبتاً افلاس کی معلوم ھوتی ھے - اسکولوں کی عمارتیں اور فرنیچر پرانا نظر آتا ھے - استادوں اور لڑکوں کی پوشاکوں سے بھی افلاس زندگی کے آثار نمایاں ھوتے ھیں - تاھم پچھلے تین سال سے نئی عمارتیں بننی شروع ھوگئی ھیں - فرنیچر بدلا جا رھا ھے لیکن اب بھی امریکہ

کے مقابلہ میں ان مدارس کی حیثیت بہت کم تر درجہ کی ھے - لیکن اگر ذرا غور سے اصلی حالت پر توجہ کی جائے تو صورت حال اس قدر حوصلہ شکن نہیں - سنہ ۲۷—۱۹۲۶ع کے ۶ ارب ربل کے سالانہ بجٹ میں سے تقریباً ۷۰ کروڑ ربل یا ۳۵ کروڑ ڈولرشعبۂ تعلیم پر صرف کئے گئے- کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ میں اس سے کہیں زیادہ تعلیم پر صرف کیا جاتا ھے مگر ملک کے افلاس اور ابتری کی حالت کے لحاظ سے یہ رقم قلیل نہیں بلکہ کثیر سمجھی جائیگی- کل بجٹ کا ۱۰ فیصدی حصہ تعلیم پر صرف کیا جانا ناواجب نہیں کہا جاسکتا - امریکہ میں تعلیم پر کل بجٹ کا ۱۸ فیصدی حصہ صرف ہوتا ھے - اگر تمام 'یونین' یعنی ملحقہ ریاستوں اور ریپبلکس کو علحدہ کردیا جائے اور صرف خاص روس کی ریپبلک کے صرفہ کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ھے کہ حکومت ۳۱ فیصدی تعلیم پر صرف کرتی ھے یہ کافی ھے - تعلیم کے لئے روپیہ صرف تین ذرائع سے بہم ہوتا ھے - اول مرکزی حکومت دوسرے صوبوں اور ضلعوں کے خزانوں سے تیسرے پبلک کے چندوں سے - خاص روس کی ریپبلک کا سالانہ تعلیمی صرفہ سنہ ۲۷—۱۹۲۶ع میں ۴۷ کروڑ ۳۰ لاکھ ربل تھا - اس میں سے ۱۲ کروڑ مرکزی حکومت نے دیا تھا - ۲۷ کروڑ ۳۰ لاکھ صوبوں اور ضلعوں کے خزانوں سے آیا تھا - اور ۸ کروڑ پبلک کے چندوں سے ملا تھا - اس سے ظاہر ہوتا ھے کہ تعلیم کے صرفہ کے لئے زیادہ تر صوبے اور ضلع ذمہ‌دار ہیں - اس وقت جو حکومت کی پولیسی تعلیم کے معاملہ میں ھے اُس سے ظاہر ہوتا ھے کہ اعلیٰ تعلیم کا بار زیادہ تر مرکزی حکومت پر پڑتا ھے - متوسط اور ابتدائی درجہ کی تعلیم کی ذمہ داری صوبوں اور ضلعوں کی ھے- جو روپیہ پبلک کے چندوں سے فراہم ہوتا ھے وہ زیادہ تر نئی عمارتوں کے بنانے - فرنیچر کے بدلنے اور ایسے ہی کاموں میں صرف ہوتا ھے -

ترقی تعلیم

اوپر کے صفحوں میں روس کے طریق تعلیم اور حال کی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا گیا ھے اس پر سرسری نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہوتا ھے کہ ملک میں تعلیم کی اشاعت اور اس کو فروغ دینے کے لئے نہایت انہماک کے ساتھ کوشش ہو رہی ھے - اس کا اور زیادہ صحیح اندازہ ذیل کے اعداد شمار سے ہوسکے گا -

سال	ابتدائی تعلیم: درسگاہوں کی تعداد	ابتدائی تعلیم: طلباء کی تعداد	متوسط درجہ کی تعلیم: درسگاہوں کی تعداد	متوسط درجہ کی تعلیم: طلباء کی تعداد
۱۹۱۳—۱۴	۱۰۴۶۱۰	۷۲۳۶۰۰۰	۱۷۹۰	۵۶۴۰۰۰
۱۹۲۰—۲۱	۱۱۴۳۳۵	۹۲۱۱۰۰۰	۴۱۶۳	۵۶۹۰۰۰
۱۹۲۱—۲۲	۹۹۳۹۶	۷۹۱۹۰۰۰	۳۱۳۷	۵۲۰۰۰۰
۱۹۲۲—۲۳	۸۷۵۹۹	۶۸۰۸۰۰۰	۲۴۷۸	۵۸۶۰۰۰
۱۹۲۳—۲۴	۸۷۲۵۸	۷۰۷۶۰۰۰	۲۳۵۸	۷۵۳۰۰۰
۱۹۲۴—۲۵	۹۱۰۶۶	۸۴۲۹۰۰۰	۱۸۱۴	۷۱۵۰۰۰
۱۹۲۵—۲۶	۱۰۰۹۳۳	۹۴۳۶۰۰۰	۱۶۹۰	۷۱۰۰۰۰

	متوسط درجہ کی پیشوں کی تعلیم: درسگاہیں	متوسط درجہ کی پیشوں کی تعلیم: طلباء	اعلیٰ تعلیم: درسگاہیں	اعلیٰ تعلیم: طلباء
۱۹۱۳—۱۴	۲۸۷۷	۲۶۷۰۰۰	۹۷	۱۱۰۰۰۰
۱۹۲۰—۲۱	۳۷۲۷	۲۹۴۰۰۰	۲۴۸	۳۱۴۰۰۰
۱۹۲۱—۲۲	۴۰۲۵	۳۲۵۰۰۰	۲۷۸	۲۲۳۰۰۰
۱۹۲۲—۲۳	۳۶۴۹	۳۱۲۰۰۰	۲۴۴	۲۱۳۰۰۰
۱۹۲۳—۲۴	۴۰۶۶	۴۱۳۰۰۰	۱۷۶	۲۰۵۰۰۰
۱۹۲۴—۲۵	۳۹۶۴	۴۴۹۰۰۰	۱۶۰	۱۶۵۰۰۰
۱۹۲۵—۲۶	۴۳۲۳	۵۳۱۰۰۰	۱۳۸	۱۶۲۰۰۰

اس نقشہ کے اعداد کی اہمیت اُس وقت ظاہر ہوتی ہے کہ جب اس پر غور کیا جاتا ہے کہ یہ ترقی صرف دس سال کے عرصہ میں نمایاں ہوئی ہے اور وہ دس سال بھی کیسے کہ جن میں انقلاب کا ہنگامہ برپا تھا - ملک خانہ جنگی کے طوفان سے درہم برہم ہو رہا تھا - قحط اور خونریزی سے حکومت اور رعیت دونوں پریشان تھے - علاوہ بریں یہ بھی لحاظ کے قابل ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ع میں صلح کے بعد روس کے چار ایسے صوبہ جن میں تعلیم کافی پھیلی ہوئی تھی یعنی پولینڈ، لیٹویا، استھونیا اور فیلینڈ روس کی بولشوک ریپبلک سے علیحدہ

ہوگئے تھے سنہ ۱۴-۱۹۱۳ ع کے اعداد شمار میں یہ چاروں صوبے شامل ہیں اور بعد کے اعداد شمار میں شامل نہیں ہیں - یہ بھی غور طلب ہے کہ ہنگامہ اور طوفان کے زمانہ میں بھی ملک میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور اُس کے بعد سے اس شعبہ میں برابر ترقی نمایاں ہو رہی ہے- اب جو پروگرام اشاعت تعلیم کا حکومت نے تیار کیا ہے وہ بڑے حوصلے اور ارمانوں کا پتہ دیتا ہے -اس میں حکومت کو کہانتک کامیابی ہوگی اس پر رائے زنی کرنا بہت مشکل ہے بولشوک حکومت کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز یہ نہیں ہے کہ اُس نے معمولی تعلیم کے صیغوں میں ترقی کی ہے بلکہ ملک سے جہالت دور کرنے اور عوام‌الناس میں سیاسی تعلیم کے پھیلانے میں جو کوشش بلیغ حکومت کے طرف سے ہو رہی ہے اور چند سال کے ہی عرصہ میں جو کامیابی اس کو حاصل ہوئی ہے وہ قابل داد ہے مانا کہ یہ سب کچھ کومیونزم کے عقیدے اور ایمان کی اشاعت اور حکومت کی بنیادیں پختہ کرنے کی غرض سے کیا جارہا ہے تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے ذریعہ سے عوام‌الناس میں پڑھنے لکھنے کا شوق بڑہ رہا ہے اور انکے دل و دماغ کے روشن کرنے اور ان میں یکگونہ شایستگی پھیلانے کی کوشش جاری ہے - روس میں یہ ایک ایسا تجربہ کیا جا رہاہے جو ابتک اور ممالک میں اس وسیع پیمانہ پر نہیں ہوا ہے اور نہ ہو رہا ہے اسکے اعداد شمار کا نقشہ بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

سیاسی تعلیم کی اشاعت

سال	نیم خواندہ لوگوں کے لئے درسگاہیں	حاضری	خواندہ لوگوں کے لئے درسگاہیں	حاضری
۱۹۲۱	۴۰۹۹۷	۱۱۵۷۰۰۰	۷۸۰	۵۲۰۰۰
۱۹۲۲	۷۱۹۸۷	۴۵۶۰۰۰	۴۴۳	۳۷۰۰۰
۱۹۲۳	۳۵۳۵	۱۱۱۰۰۰	۴۲۵	۴۲۰۰۰
۱۹۲۴	۱۷۳۶۴	۵۳۴۰۰۰	۴۹۰	۵۶۰۰۰
۱۹۲۵	۴۴۳۸۵	۱۳۹۹۰۰۰	۵۴۹	۶۵۰۰۰
۱۹۲۶	۵۰۹۲۵	۱۶۳۵۰۰۰	۵۱۴	۷۰۰۰۰

کومیونسٹ یونیورسٹیاں
اور پارٹی اسکول

کتب خانے

سال	درسگاہیں	حاضری	کتب خانے	کتب خانوں کے ممبر
۱۹۲۱	۶۴	۶۰۰۰	۲۰۰۳۰	۵۴۴۸۰۰۰
۱۹۲۲	۱۸۰	۱۴۰۰۰	۱۷۰۵۸	۵۵۱۵۰۰۰
۱۹۲۳	۳۹۱	۳۰۰۰۰	۱۰۵۳۸	۳۵۴۴۰۰۰
۱۹۲۴	۸۶۴	۵۳۰۰۰	۱۸۷۱۸	۴۶۱۱۰۰۰
۱۹۲۵	۱۵۳۸	۸۱۰۰۰	۸۰۱۶	۶۸۵۶۰۰۰
۱۹۲۶	۱۹۲۶	۲۰۶۰۰۰	۲۱۰۶۷	۵۱۳۴۰۰۰

انکے علاوہ دیہاتی ریڈنگ روم (دارالمطالعہ) کی تعداد تقریباً ۲۵ ہزار کے ہے اور دیہات میں آشرموں اور کلبوں کی تعداد تقریباً ۱۱ ہزار کے ہے - اور بہت سی نئی نئی قسم کی درسگاہیں ہیں جنکے اعداد شمار آسانی سے بہم نہیں ہوسکے ہیں روس میں تعلیم کی اشاعت اور ترقی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ہر سال تعلیم کے بجٹ اور صرفہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے - مثلاً سنہ ۱۹۲۴ع میں تقریباً ۲۵ کروڑ ربل کے تعلیم پر صرف ہوا سنہ ۱۹۲۵ع میں ۳۵ کروڑ ۸۰ لاکھ، اور سنہ ۱۹۲۶ع میں ۵۶ کروڑ ۱۳ لاکھ - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت روس کا روپیہ تعلیم کے معاملہ میں روبہ ترقی ہے - سب سے بڑا کمال جو بولشوک حکومت تعلیم کے معاملہ میں کررہی ہے وہ یہ ہے کہ اُن ادنی درجہ کے طبقوں کے لوگوں کو یعنی مزدوروں اور کسانوں کو جن میں ابتدائی درجہ کی تعلیم بھی مشکل سے میسر ہوتی تھی اعلی درجہ کی تعلیم سے فیضیاب ہونے کا موقع دے رہی ہے اور اس جہالت اور تاریکی کے گرد و غبار کو جو تمام ملک پر چھایا ہوا تھا تعلیم کی روشنی سے دور کرنا چاہتی ہے - اگر بولشوک حکومت کے قدم روس میں ایک نسل تک جمے رہے اور ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہوتی گئی اور اشاعت تعلیم کے لئے سرمایہ کی کمی نہیں ہوئی تو گمان غالب یہ ہے کہ روس میں تعلیم و شایستگی کی روشنی پوری طور سے پھیل جائیگی اور یہ ملک جو بمقابلہ اور مغربی ممالک کے ابتک سب سے پیچھے رہا ہے تیز رفتاری سے آگے قدم بڑھاتا جائیگا -

(۲) مذہب

بولشوک حکومت نے نہ صرف سیاسیات کے اصولوں اور حکومت کے دستور کو بدل کر روس کی کایا پلٹ کردی ہے نہ صرف معاشرت اور تجارت کے وہ ڈھنگ نکالے ہیں جن سے دنیا کشمکش میں پڑی ہوئی ہے بلکہ روز مرہ کی زندگی ' خانگی تعلقات اور خاندانی شیرازے کا بھی اس طرح چولا بدلا ہے کہ ہمارے موجودہ تہذیب و تمدن سے اسے کوئی نسبت یا لگاؤ نہیں معلوم ہوتا مختصراً روس میں اس وقت نوخیز نسل کی طبیعت و ذہنیت اور اس کے دل و دماغ کو ایسی خراد پر ڈھالا جا رہا ہے جو نئے ساخت کے انسان تیار کرکے نکالے گی اور ایسی تہذیب و تمدن کی بنا ڈالے گی جسکے سامنے دنیا کے موجودہ دستور اور چلن کو پامال ہونا پڑیگا - بولشوک اُمت کا یہ دعوائے خدائی اور اس کی لنترانی کی باتیں ہمارے گلے سے نہیں اترتیں - ہم ان کو مجذوب کی "بڑ" سمجھ کر یا تو ہنسکر ٹال دیتے ہیں یا غصہ میں آ کر ان کی مذمت کرنے لگتے ہیں - کوئی ایسا دعویٰ جو ہمارے تہذیب و تمدن کو جس کی بنیادیں سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں برس کے مشاہدوں اور تجربوں سے پختہ کی گئی ہیں جب چشم زدن میں تہ و بالا کرنے کی جرات کرتا ہے تو ہمارے قیاس میں نہیں آتا - لیکن ایسے عظیم‌الشان انقلاب کو جو ہماری آنکھوں کے سامنے اثر پزیر ہو رہا ہے حقارت اور غصہ کے جذبات سے مغلوب ہو کر نظر انداز کر دینا بھی طریق دانشمندی نہیں - اگر ہماری چشم بصیرت اور ہمارا تجربہ اس کو نا قابل قبول قرار دیتا ہے تو اس کو ضرور رد کرنا چاہئیے مگر جو کچھ ہمارے سامنے ہو رہا ہے اور جو ہمارے روکے نہیں رکتا اس کے سمجھنے اور جانچنے کی فکر ضرور ہونا چاہئیے - اس کتاب کے پچھلے بابوں میں روس کے سیاسیات اور اقتصادیات میں جو تغیر و تبدل ہوا ہے اس کا خاکہ مختصراً کھینچا گیا ہے اس باب میں روس کی رعیت کے عقیدے اور ایمان یا مذہب کی جو کیفیت ہے اس کا تذکرہ کیا جائیگا اور آخری باب میں ان تغیرات اور تبدیلیوں کا بیان ہوگا جو وہاں کی روز مرہ کی خانگی زندگی اور تعلقات میں نمایاں ہو رہی ہیں اور جن سے وہاں کے طرز معاشرت کی کایا پلٹ ہوتی نظر آتی ہے اور جس کے اثر سے باقی مہذب دنیا بھی محفوظ نہیں

رہ سکتی - مذہبی عقیدے اور ایمان کی اس وقت روس میں کیا کیفیت ہے - موجودہ حالت پیدا ہونے کے کیا وجوہ ہیں اور وہاں کی موجودہ نسل کا عقیدہ اور ایمان اب کیا صورت اختیار کر رہا ہے اس کے متعلق ذیل میں جو کچھ عرض کیا جائیگا قابل توجہ ہے -

مورس ہنڈس کے مشاہدات

مورس ہنڈس نامی امریکہ کے ایک وقائع نگار نے روس کے دوران انقلاب کے حالات جو اس کے تجربوں اور مشاہدوں پر مشتمل ہیں ایک کتاب کی صورت میں شائع کئے ہیں - اس نے جو کچھ لکھا ہے بلا رو و رعایت اور نہایت دلچسپ پیرایۂ میں - بالخصوص جو باب روس کی لا مذہبی اور خاندانی شیرازے کے درہم برہم ہونے کے متعلق لکھے گئے ہیں بڑے غور و فکر کا نتیجہ ہیں اور ناظرین کے سامنے نہایت دلچسپ مضامین کا ذخیرہ پیش کرتے ہیں - اس باب میں جا بجا اُس کی تحریرات سے اقتباسات کئے جائینگے اور جو کچھ معرض تحریر میں آئیگا اسی کے مشاہدات کی بنا پر ہوگا مورس ہنڈس اپنے متعلق لکھتا ہے کہ "میں روس کے ایسے کورده میں پیدا ہوا تھا کہ جہاں سے تہذیب و شایستگی کی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی تھی - چودہ سال کے عمر تک مجھکو ریلوے ٹرین یا بجلی کی روشنی دیکھنے تک کا اتفاق نہ ہوا تھا - ایک مدت‌العمر امریکہ میں صرف کرنے کے بعد سنہ ۱۹۲۳ع میں میں پھر روس پہونچا اور کامل ایک سال شہر شہر اور گاوں گاوں پھرا کیا - اس کے بعد سے تقریباً ہر سال میں روس کا ایک چکر لگاتا ہوں - اس عرصہ میں میں نے سائبریا - قاف - یوکرائین - دولگا اور کریما کا سفر کیا ہے اور ہر جگہہ اس طوفان خیز انقلاب کے تماشے اور کرشمے دیکھنے کا مجھکو موقع ملا ہے - جو کچھہ سنا اور دیکھا اس سے طبیعت پر یہ اثر ہوا کہ کبھی تو ہجوم یاس سے دل بیٹھنے لگتا ہے اور کبھی از سر نو امیدوں کی جھلک سے طبیعت ہری ہونے لگتی ہے" -

ایک شب ہمارا نامی وقائع نگار موسکو کی گلی کوچوں کی گشت لگاتا ہوا ایک پارک میں پہونچا - رات کافی گذر چکی تھی چاروں طرف سناٹا تھا - مورس ہنڈس کسی خبط و خیال میں محو کھویا ہوا سا کھڑا تھا کہ دفعتاً پیچھے سے آواز آئی "چا چا چار پیسہ دیدو تو روٹی لیکر کھالیں" دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کوئی دیہاتی لڑکا ہے جو ننگا بھوکا روٹی کا سوال کر رہا ہے ابھی مورس ہنڈس نے اپنے ہوش نہ سنبھالے تھے کہ دو تین چار کئی اور لڑکے چلکے

نہ سر پر ٹوپی تھی نہ پاؤں میں جوتا - بدن پر چلد چیتھڑے لپیٹے ہوئے تھے اس کو گھیر کر کھڑے ہوگئے اور بھوک سے مجبور پیسوں کا سوال کرنے لگے - یہ لڑکے دیہاتی تھے - سیکڑوں میل کا سفر کرکے موسکو پہونچے تھے - کبھی پاؤں پاؤں چلتے کبھی مال گاڑی میں لدتے - کبھی بیل گاڑی پر سفر کرتے - ان کا نہ کوئی والی تھا نہ وارث - دیہات سے موسکو اس لئے آئے تھے کہ سوئٹ گورنمنٹ ان کو یتیم خانہ میں یا بچوں کے آشرم میں داخل کردیگی اور ان کی زندگی کا کچھ سہارا ہو جائیگا - موریس ہنڈس ان کو اپنے ساتھ لے کر گلی کوچوں کا چکر لگانے لگا کہ کہیں کوئی نان بائی کی دوکان کھلی ہو تو ان کو کھانا دلوادے - اتفاق سے ایک پھاٹک میں ایک کلچہ والی خوانچہ لگائے بیٹھی تھی - وہاں انھوں نے روٹی اور کلچہ سے اپنا پیٹ بھرا - کھانا کھا کر آسودہ ہوے تو باتیں کرنے لگے - اثنائے گفتگو میں موریس ہنڈس نے ان سے پوچھا لڑکو ! تم میں سے کتنے خدا پر یقین رکھتے ہیں ؟

کئی نے ہم آواز ہو کر کہا کہ " ایک بھی نہیں !

تم میں سے کوئی گرجا نہیں جاتا ؟

نہیں ؟

کیا تم سب کے سب ملحد ہو ؟

چا چا کیا تم خود ملحد نہیں ہو ؟

میں کیوں ملحد ہونے لگا -

اس لئے کہ...سواے بعض دقیانوس بڑھیاوں کے اب تو کوئی بھی خدا کو نہیں مانتا کیونکہ خدا کا وجود ھی کہاں ھے "

نامی وقائع نگار لکھتا ھے کہ اس سے پیشتر اس کو مدرسوں اور یتیم خانوں میں لڑکوں سے گفتگو کرنے کا اکثر موقع ملا تھا - اس نے نوجوان کومیونسٹ طلبہ سے بھی اکثر گفتگو اور بحث کی تھی اور وہ تقریباً سب لامذہبی پر نازاں تھے - اس وقت تک اس کا خیال تھا کہ یہ سب بولشوک پروپیگنڈا کا اثر ھے - جب نوجوانوں کے کانوں میں ہر لحظہ یہ آواز آتی کہ مذہب محض ڈھکوسلا اور ملک کے لئے مصیبت سے کم نہیں تو لازمی امر ھے کہ کفر و الحاد ان کا مذہب ہو جائیگا - لیکن ان دیہاتی لڑکوں کی زبان سے کفر و الحاد کے کلمے نکلے کہ جنھوں نے نہ کبھی مدرسے میں قدم رکھا نہ جن کے دیہات میں کبھی کوئی کومیونسٹ پہونچا نہ جہاں کلب

تھے نہ ریڈنگ روم نہ مدرسے نہ سوئٹ البتہ بلکونہ تعجب خیز اور حیرت انگیز تھا -

نامی وقائع نگار ایک اور موقع کا تذکرہ کرتا ھے کہ جب وہ ایک روسی طالب علم کے ھمراہ پیادہ یا دیہات کا دورہ کر رھا تھا - وہ ایسے دیہات میں گیا ہوا تھا کہ جہاں نہ ریل تھی نہ تار برقی نہ ٹیلیفون - نہ کلب تھے - نہ ریڈنگ روم - نہ سنیما نہ تھیٹر - سوئٹ کا مرکز بھی وھاں سے تقریباً پندرہ میل تھا - غرضکہ یہ مقام قطعی کوردہ تھا سو اتفاق سے بارش کا طوفان آگیا اور ان دونوں کو ایک غریب کسان کے جھونپڑے میں پناہ لینی پڑی گھرکے مرد عورت اس وقت کھیتوں میں تھے صرف لڑکے لڑکیاں گھر میں موجود تھے لڑکوں کی عمر بارہ چودہ سال سے زیادہ نہ تھی ایک لڑکی البتہ کسی قدر زائد عمر کی تھی - دونوں مسافروں کو دیکھ کر یہ لڑکے پہلے تو جھجکے اور شرمائے لیکن جب ان دونوں نے قند کے ٹکڑے جیب سے نکال کر ان کو دئے تو یہ آزادی سے باتیں کرنے لگے - مورس ھنڈس نے ان سے بھی وھی سوال کیا جو موسکو میں دیہاتی غریب لڑکوں سے کیا تھا - لڑکے تو شروع میں خاموش رھے بڑی لڑکی نے جواب دیا '' یہ خدا میں عقیدہ نہیں رکھتے یہ سب کے سب ملحد ھیں ''-

ایک بڑا لڑکا بولا - '' اور تم کیا ھو تم بھی ملحد ھو -

لڑکی - ''نہیں - میں ملحد نہیں ھوں میں اپنی ماں کی سی ھوں باپ کی سی نہیں - میں خدا میں یقین رکھتی ھوں - گرجا برابر جاتی ھوں اور چراغ بھی چڑھاتی ھوں '' -

لڑکے یہ سن کر قہقہہ لگانے لگے - تو لڑکی نے اصرار کے ساتھ کہا '' جا جا تم میری ماں سے پوچھ لینا - وہ ابھی آتی ھوگی - میرے بیان کی تصدیق ھو جائیگی '' -

ایک لڑکے نے جواب میں کہا کہ '' خدا کا تو وجود ھی نہیں ھے یقین کس میں کیا جائے '' -

دوسرا بولا - '' خدا کو کسی نے دیکھا ھے - جس چیز کا وجود ھوتا ھے وہ دکھائی دیتا ھے '' -

غرضکہ موجودہ نسل کے نوجوانوں میں نہ صرف شہر والوں میں بلکہ کسانوں کے لڑکوں اور دیہات کے نوجوانوں میں بھی لامذھبی بری طرح پھیل رھی ھے لڑکیاں ابھی تک بالخصوص دیہات میں اس کیفیت سے کم متاثر ھیں -

مورس هندس اپنے لڑکپن کی یاد تازہ کرنے کے لئے اُس گاؤں میں بھی گیا کہ جس میں وہ پیدا ہوا تھا - جو کیفیت اُس نے وہاں دیکھی حیرتناک تھی - قبرستان میں جابجا قبروں پر صلیبیں لگی ہوئی تھیں بعض قبروں پر مسیح کی مورتیں (لکڑی کی بنی ہوئی) بھی لگائی ہوئیں تھیں قبرستان کے قریب ایک زیارت گاہ تھی جس کی عمارت نہایت اچھی حالت میں تھی اور جس کو بڑی محنت سے آراستہ رکھا جاتا تھا - اب جو جاکر دیکھا تو صلیبوں اور مورتوں کا کہیں پتا نہ تھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسانوں نے ان کو ایندھن کی جگہ جلا دیا - زیارت گاہ کی عمارت شکستہ ہو رہی تھی - احاطہ میں سور اور مویشی پھر رہے تھے دروازے اور کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی تھیں اور اس متبرک مقام کا کوئی پرساں حال نہ تھا - قریب کے دیہات میں ایک گرجا نظر آیا جس کی عمارت نئی بنی معلوم ہوتی تھی - وہاں ایک سنتری پہرہ دے رہا تھا - قریب سے جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کھڑکیوں اور دروازوں کی چوکھٹیں اور جوڑیاں غائب ہیں بعض حصوں کی چھتوں کا ٹین اور سائبان بھی اُتار لیا گیا ہے - یہ معمہ کچھ سمجھ میں نہ آیا - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ھنگامۂ انقلاب سے قبل وہاں کے جاگیر دار نے نیا گرجا بنوایا تھا - انقلاب کے طوفان میں جہاں اور بدعتیں ہوئیں وہاں کسانوں اور دیہاتیوں نے اس گرجے کی جوڑیاں اور سائبان بھی غائب کر دئے تاکہ اپنے مکانوں میں ان کو کام میں لائیں - اب حکومت نے پہرہ مقرر کر دیا تھا تاکہ گرجا کی عمارت کو اور زیادہ نقصان نہ پہونچے - قرب و جوار کی آبادی میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس گرجے کا خبر گیراں ہوتا - اپنے گاؤں کے گرجا کا حال لکھتے ہوئے معزز واقع نگار نے بیان کیا ھے کہ ایک زمانہ میں اس گرجا میں قرب و جوار کے آٹھہ یا دس گاؤں سے جن کی آبادی چھ ہزار سے زیادہ تھی دیہاتی پرستش کے لئے آیا کرتے تھے اور اتوار کے روز اس گرجا میں تل دھرنے کی جگہ نہ ملتی تھی- موجودہ صورت یہ تھی کہ جس اتوار کو مورس ہندس اس گرجا میں موجود تھا مرد عورت ملا کر ۲۷ نفر مشکل سے وہاں نظر آتے تھے اور پادری کا افلاس اور کس مپرسی کی حالت قابل رحم تھی - ایک اور حادثہ کا ذکر کرتے ہوے وقائع نگار لکھتا ھے کہ ایک گاؤں میں ایک روز جلسۂ عام تھا قرب و جوار کے ہزاروں کسان جمع تھے - تقریریں ہو رہی تھیں - مورس ہندس نے بھی اس مجمع میں تقریر کی اور دوران تقریر میں سامعین کو مخاطب کرکے یہ سوال کیا کہ حاضرین میں سے کتنوں کے

پاس انجیل موجود ہے ؟ اس مجمع عظیم میں سے ایک نے بھی اقراری ہاتھ نہ اُٹھایا - پھر پوچھا کہ ہنگامۂ انقلاب سے پہلے کتنوں کے پاس انجیل تھی مشکل سے نصف درجن نے ہاتھ اُٹھایا - دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ اُس انجیل کا کیا ہوا کیا فروخت کردی گئی - جواب ملا کہ ہرگز نہیں - تو پھر کیا ہوئی - جواب میں کہا گیا کہ دوران انقلاب میں شہروں سے مال آنا قطعی بند ہوگیا تھا حتیٰ کہ سگرٹ کے لئے کاغذ بھی میسر نہ آتا تھا - ضرورتاً انجیل مقدس کا کاغذ سگرٹوں کے بنانے اور پینے میں صرف کیا مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ کیفیت صرف انہیں قرب و جوار کے دیہات میں پیش نہ آئی تھی بلکہ یہ حرکت عام تھی اسی طرح سے گرجاؤں اور خانقاہوں کے مال و اسباب کا لوٹنا اور اُس کو اپنے ذاتی کام میں لانا ہنگامۂ انقلاب میں کسانوں کا عام شعار تھا کسی خاص حلقہ یا رقبہ پر یہ صورت بند نہ تھی - کیوے کے شہر میں جو یونانی کلیسا کا ایک زمانہ میں کعبہ سمجھا جاتا تھا جہاں روس میں سب سے پہلے عیسائیت نے جنم لیا تھا - جہاں کی زیارت گاہوں اور خانقاہوں کا تقدس اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں زائرین ہر سال ہر حصہ ملک سے وہاں آیا کرتے تھے آج یہ کیفیت ہے کہ وہاں بھولے سے بھی کوئی نہیں جھانکتا - پردیسی سیاح آیا کرتے ہیں اور وہاں کے مہنتوں اور پجاریوں کو چلتے وقت جو کچھ، وہ لوگ دے جاتے ہیں اُس سے یہ اپنا پیٹ پالتے ہیں - ایک زمانہ انہیں لوگوں کا یہ تھا کہ گدی پر بیٹھے ریاست کیا کرتے تھے آج انہیں کوئی تکے کو نہیں پوچھتا -

اب تک جو کیفیت ملک میں کفر و الحاد کے پھیلنے کی لکھی گئی ہے اُس سے یہ اندازہ کرنا کہ سر زمین روس سے مذہب بالکل نیست و نابود ہوگیا ہے غلط ہوگا - کیونکہ اب بھی ملک میں ہزاروں گرجا قائم ہیں اور خاص خاص موقعوں پر

کفر و الحاد کا طوفان

یعنی کرسمس اور ایسٹر کے زمانہ میں اب بھی ان میں خاصی اچھی بھیڑ ہوجاتی ہے - دیہات میں اب بھی خدا ترس اور پرانے خیال کے مذہبی آدمیوں کی کمی نہیں - جنوبی روس میں انقلاب حکومت کے بعد سے پروٹسٹنٹ فرقوں کو اپنی وضع کی پرستش کرنے کی اجازت مل گئی ہے اور انہوں نے مختلف پنتھ قائم کئے ہیں جن کے ذریعہ سے اکثر لوگوں کو بلکہ نوجوانوں کو بھی اپنا ہم مذہب بنا لیا ہے - اسی طرح سے دیہات میں اب بھی جادو ٹونا

کرنے والوں ' بھکاریوں اور جوتشیوں کی کمی نہیں - یہ بھی اپنا دورہ لگا جاتے ہیں اور پھر غائب ہوجاتے ہیں - دیہات میں ایسی لڑکیاں نسبتاً کم ہیں دس فیصدی سے زیادہ نہیں جو محض قانونی شادی پر اکتفا کرتی ہیں بالعموم لڑکیوں کی شادیاں مذہبی رسوم کے ساتھ گرجا میں ہوتی ہیں علاوہ بریں اور بھی ایسے واقعات اور مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ روس میں اب بھی مذہب پھل پھول رہا ہے - لیکن خیال رہے کہ روس چھوٹا سا ملک نہیں اس کی آبادی کروڑوں کی ہے - غور طلب یہ نہیں ہے کہ اب بھی لاکھوکھا آدمی گرجا جاتے ہیں اور عیسائیت کا دم بھرتے ہیں بلکہ غور طلب یہ امر ہے کہ اب لاکھوں ایسے بھی پیدا ہوگئے ہیں جو مذہب اور عیسائیت کی رتی بھر پروا نہیں کرتے تقریباً کل نوجوان طبقہ کفر و الحاد پر نازاں نظر آتا ہے - اُنہیں دیہاتی کسانوں میں جو مذہب کی پشت پناہ تھے جن کی خدا ترسی اور مذہبیت کی ہرکہ و مہ کی زبان سے تعریف سنی جاتی اور جن کا تذکرہ کتابوں میں پڑھنے میں آتا تھا آج مذہب کے جانب سے ایسی لاپروائی بلکہ غیریت دیکھنے میں آتی ہے کہ صورت حال پر مشکل سے یقین آتا ہے - یہ انقلاب عظیم اپنا دور ختم نہیں کر چکا ہے بلکہ کفر و الحاد کے پھیلنے کا سلسلہ برابر جاری ہے اور ملک میں آئندہ مذہب کی خیر نظر نہیں آتی اس کا کیا سبب ہے ؟ دس بارہ سال کے اندر اس قدر عظیم انقلاب کیوں کر پیدا ہوگیا - اکثر لوگ اس کا سبب یہ بتلاتے ہیں کہ یہ بولشوک حکومت کے پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے - ایک حد تک یہ صحیح مانا جاسکتا ہے مگر بہت محدود حد تک - اگر یہ صرف بولشوک پروپیگنڈا کا اثر ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بولشوک پروپیگنڈا جادو کا اثر رکھتا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ یونانی کلیسا کا ایک ہزار سال سے زائد کا پروپیگنڈا اور اثر بولشوک پروپیگنڈا کے دس سال کے اثر کے آگے کافور ہو جاتا - یہ صحیح ہے کہ بولشوک پروپیگنڈا اپنے نظام کے لحاظ سے نہایت مکمل ہے - یہ بھی صحیح ہے کہ حکومت وقت مذہب کی دشمن ہے - اگر اُس کے امکان میں ہو تو وہ تمام گرجاؤں اور پرستش گاہوں کو بلا لحاظ اس کے کہ وہ عیسائی ہیں یا غیر عیسائی بند کر دے یہ امر واقع ہے کہ کوئی شخص جو مذہبی رجحان رکھتا ہے کومیونسٹ پارٹی کا ممبر نہیں ہوسکتا یونانی کلیسا کے اکثر پادریوں کے ساتھ حکومت نے نہایت سختی کا برتاؤ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یونانی کلیسا

زار کی حکومت کا دست راست تھا - یونانی کلیسا نے زار کے مٹ جانے کے بعد بھی بولشوک حکومت کی حتی الامکان برابر مخالفت کی اور لوگوں کو اس کے احکام کی نا فرمانی پر آمادہ کیا - بولشوک حکومت کو یونانی کلیسا کی جانب سے برابر اندیشہ تھا اس لئے اس نے اسکے نامور اور سربرآوردہ پادریوں کے ساتھ اکثر سختی کا برتاو کیا - کیتھولک پادریوں کے ساتھہ بھی بعض اوقات سختی برتی گئی - اس کے ہاتھہ میں بھی سیاسی راز پنہاں تھا - روس میں رومن کیتھولک گرجا کے ماننے والے زیادہ تر پول رہے ہیں اور پولینڈ اور روس میں جو صدہا سال کی پشتینی عداوت چلی آتی ہے وہ پوشیدہ نہیں - قطع نظر ان سیاسی وجوہ اور حکومت کے اندیشوں کے یہ قطعی صحیح ہے کہ بولشوک لا مذہبی کے حامی ہیں اور مذہب کے خلاف ہیں - بجز مذہبی پرستش کے وہ مذہبی گروہوں کو دوسرے ذرائع سے مذہب کی اشاعت کا موقع نہیں دیتے - مثلاً کسی مذہبی جماعت کو مدرسہ سے - کلب - ہسپتال - کتب خانے یا کواپریٹو سوسائٹیاں قائم کرنے کا مجاز نہیں - اس ممانعت کا اثر زیادہ تر پروٹسٹنٹ جماعت پر پڑتا ہے ایک اور قانون کے ذریعہ سے اٹھارہ سال سے کم عمر کے نوجوانوں کو کسی مذہبی مدرسہ میں تعلیم دینے کی کوشش کرنا ممنوع ہے ایسے لڑکوں کو صرف گھر پر مذہبی تعلیم دیجاسکتی ہے اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ کسی شخص کے لئے گرجا میں جاکر عبادت کرنا ممنوع ہے بخلاف اس کے ہر عمر کا لڑکا - جوان - بوڑھا - مرد یا عورت ہر شخص گرجا میں جاکر عبادت کر سکتا ہے لیکن مذہبی مدارس کھولنے کی مذہبی جماعتوں کو اجازت نہیں ہے - اشاعت مذہبی کی تحریک کے خلاف یہ پابندیاں ضرور اپنا اثر رکھتی ہیں - مذہب کے خلاف پروپیگنڈا ضرور کارگر ہوا ہے لیکن زیارتگاہوں اور خانقاہوں میں جو ہر سال لکھوکھا زائرین کا مجمع ہوا کرتا تھا اس کے خلاف کوئی قانونی ممانعت نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ پرسیلاول کیو اور پولتادا کی زیارتگاہوں میں اب خاک اڑتی ہے- گرجاؤں اور عبادتگاہوں میں جانا اور پرستش کرنا کسی قانون سے ممنوع نہیں یہ کیا بات ہے کہ سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گرجا دیہات میں اس وجہ سے بند پڑے ہیں کہ وہاں کوئی جھانکتا نہیں اور جن گرجاؤں میں لوگ جاتے بھی ہیں تو ان کی حالت ابتر ہے اور وہاں کے پادریوں کی کیفیت قابل رحم - محض اس وجہ سے کہ قرب و جوار کی

آبادی ان کی اعانت اور مدد جیسے کہ پہلے کرتی تھی اب نہیں کرتی - علاوہ بریں تمام دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ جہاں جہاں اور جب جب حکومت کی جانب سے مذہب پر حملہ ہوا اور لوگوں کے ایمان اور عقائد کی آزادی سلب کی گئی تو وہاں کی آبادی نے اس حملہ کا مقابلہ اپنے جان و مال سے کیا - جانیں دیدیں لیکن عقیدے سے منہ نہیں موڑا - فرانس - اسپین اور دوسرے مغربی اور مشرقی ممالک اور ولایتوں کے صفحات تاریخ ایسے حادثات اور واقعات سے بھرے پڑے ہیں - پھر کیا وجہ ہوئی کہ بولشوک پروپیگنڈا نے ایسا جادو پھیلایا کہ روس کی وہ آبادی اور وہ کسان کہ جن کے مذہبی اور خدا ترس ہونے کے چرچے اور تزکرے زبان زد خلائق تھے چشم زدن میں مذہب سے لا پروا ہو کر الحاد کا کلمہ پڑھنے لگے - اصلیت یہ ہے کہ یونانی کلیسا نے اپنی صدیوں کی مدت العمر میں کبھی اس بات کی کوشش ہی نہیں کی کہ روس کے عوام الناس کے دل و دماغ پر قابو پانے کی فکر کرتا یا ان کی اعلیٰ اخلاقی اور روحانی جذبات ابھارنے کی سبیلیں سوچتا - اس نے کبھی انکے دکھ درد میں شریک ہوکر یا ان کے غم و ہراس میں ان کی تسلی و تشفی کرکے ان کو اپنا بنانے اور مذہب سے قریب تر کرنے کی کوئی کوشش نہ کی - جو کام پیار محبت سے نکالنے کا تھا وہ اس نے کلیسا کی شان و شوکت اور رسومات کی پیچیدگیوں سے نکالنا چاہا - اس نے کبھی عقیدے اور ایمان کی سچائی کو وہ مرتبہ نہ دیا کبھی کلام الٰہی کی عظمت اور برکت کی وہ شان نہ رکھی جو واجب تھی - یونانی کلیسا نے منتر جنتر ' معجزہ اور جادوگری کے زور سے جاہل عوام الناس کے توہمات کو برانگیختہ کر کے ان پر اپنا رعب بٹھایا - اپنی دولت ' اپنی شان و شوکت اور حکومت کی اعانت سے روس کی رعیت پر اپنا سکہ بٹھایا - روس کے عوام الناس یونانی کلیسا کی عظمت اور شوکت کو بھی ایسا ہی اٹل سمجھتے تھے کہ جیسے زار کی حکومت کو - ان دونوں کے آگے اُن کے ذہن میں چوں و چرا کی گنجایش نہ تھی - ان دونوں کا رعب و داب اُن کے دماغوں پر ہمہ گیر تھا - اس کے علاوہ وہ غرض مند کی حیثیت سے بھی مذہب کا پلہ پکڑتے تھے - وہ زیارت اور تیرتھ کو اس لئے نہ جاتے تھے کہ اُن کا عقیدہ اور ایمان ان کو مجبور کرتا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ منتیں مانتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ ان کی منتیں اس طرح سے پوری ہوجائیں گی - کوئی اس لئے زیارت گاہوں میں جاتا کہ اُس کا لاعلاج مرض جاتا رہے کسی کو

اولاد کی تمنا ہوتی اور اس کو یقین ہوتا کہ سنت مہنتوں کی دعا سے اُس کی منت پوری ہو جائے گی بعض بڑے بڑے کاموں میں بھی مثلاً لوٹ مار قتل و خون میں بھی سنتوں مہنتوں کی دعا اور زیارت گاہوں اور پرستش گاہوں کے تیرتھ کو کارگر سمجھتے - ورنہ نہ انھوں نے کبھی انجیل کی شکل دیکھی تھی نہ یہ سنا تھا کہ اُس میں کیا لکھا ہے اور اُس کی کیا تعلیم ہے - ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ اُن کا عقیدہ اور ایمان بجز اوہام پرستی کے اور کیا ہوسکتا تھا - ان کو مذہب سے کس قدر رغبت اور محبت ہوسکتی تھی - جب ہنگامۂ انقلاب برپا ہوا اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ زار روس کے ساتھ ہی ساتھ یونانی کلیسا کی عظیم‌الشان ہستیاں جن کو وہ امر اور اٹل سمجھتے تھے چشم زدن میں تہ خاک ہوگئیں- بولشوک حکومت نے ان کے ہاتھوں میں ہتکڑیاں ڈال کر سپرد زندان کردیا - جب انھوں نے دیکھا کہ وہ ہستیاں کہ جن کی شان و شوکت ان کی آنکھوں کو چوندھیائے ہوئے تھی اور جن کا رعب و داب اُن کے دل و دماغ کو مرعوب کئے ہوئے تھا بے بسی اور ذلت کی زندگی بسر کر رہی ہیں - جب اُنھیں معلوم ہوا کہ جن مزاروں اور زیارت گاہوں پر جاکر وہ سجدہ کرتے اور چراغ و چادر چڑھاتے تھے وہ مزار کھود ڈالے گئے اور پیروں اور سنتوں کی الوالعزم ہستیاں بجز ہڈیوں کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اُن پر جو ان کے رعب و داب کا جادو تھا یکلخت اُتر گیا - وہ مذہب کو محض ڈھکوسلہ سمجھنے لگے - انھوں نے گرجا جانا چھوڑ دیا - مزاروں اور زیارت گاہوں پر چادریں اور چراغ چڑھانے بند کردئے - گرجاؤں اور کلیساؤں کا مال لوٹنا شروع کیا اور یہ بھی دیکھا کہ باوصف اُن حرکتیں کرنے کے ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچا - نہ ان کی بھوک کم ہوئی نہ ان کی نیند میں فرق آیا - نہ کام کرنے کی طاقت میں کوئی کمی محسوس ہوئی بخلاف اس کے یہ فائدہ ہوا کہ گرجاؤں اور پادریوں کی اعانت کے لئے جو چندہ یا غلہ ان کو ماہانہ یا سالانہ دینا پڑتا تھا اُس سے بھی نجات ملی - ایسی حالت میں کیا تعجب کی بات ہے کہ روس کے عوام‌الناس اور کسانوں میں مذہب کی جانب سے لاپروائی پیدا ہوگئی ہے اور کفر و الحاد کی ہوا تیزی سے چل رہی ہے - سائنس کی تعلیم - بولشوک پروپگینڈا اور روزمرہ کے مباحثے اور مناظرے اور زمانہ کا رنگ بھی اپنا کام کر رہا ہے نئی پود مادیت کا اثر قبول کر رہی ہے - روحانیت سے مغائرت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور کفر و الحاد کا

چرچا عام ہونے لگا ہے - یہ ملک کے لئے کہاں تک مضرت اور تباہی کا باعث ہوگا یا اس نئی روشنی سے توہم پرستی کی جہالت اور تاریکی دور ہوکر ملک کی ترقی اور بہبودی کا باعث ہوگی اس کے متعلق ہر شخص اپنے خیال اور عقیدے کے مطابق نتیجہ نکالے گا -

بولشوک پارٹی یا موجودہ حکومت روس مذہب کی دشمن ہے اس میں

بولشوک اور الحاد

تو شبہ کی گنجائش نہیں اور حتی الامکان وہ مذہب کو نیست و نابود کر دینا چاہتی ہے یہ بالکل صحیح ہے مگر اس کی مخالفت کے کیا اسباب ہیں اور وہ دوسرے مخالفین مذہب سے کس طرح مختلف ہے اس کا دریافت کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا - بولشوک پارٹی کی عداوت یونانی کلیسا کے ساتھ تو اس وجہ سے کہی جاسکتی ہے کہ اُس نے انقلاب پسند فرقہ پر جبر و ظلم ڈھانے میں زار روس کی حکومت کا ساتھ دیا اور اس کا ہاتھ بٹایا لیکن بولشوک صرف یونانی کلیسا کے یا عیسائیت کے ہی دشمن نہیں بلکہ وہ ہر مذہب کو انسان کا دشمن سمجھتے ہیں - اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ انقلاب پسند فرقہ نے جس آب و ہوا میں نشو و نما پائی - اُس کے دل و دماغ کی پرورش جن تاثرات کے سایہ میں ہوئی اُن میں مذہب کا کہیں کوئی دخل یا گنجایش نہ تھی - بولشوک پارٹی نے جن سے انقلاب کا سبق سیکھا وہ خود کفر و الحاد کا کلمہ پڑھتے تھے - یعنی بولشوک پارٹی کے پیش رو جنہوں نے فرانسیسی انقلاب کی بنیاد ڈالی تھی - سوشلزم کا مورث علی کارل مارکس ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ مذہب انسان کے دل و دماغ پر وہی اثر پیدا کرتا ہے جو افیون کرتی ہے- اس کے علاوہ انقلاب پسند فرقے یا بولشوک پارٹی کے قیام اور زندگی کا ایک ہی مقصد رہا ہے یعنی جاہل اور بیکس عوام الناس کو غلامی سے آزاد کرانا - انہوں نے ان کی ضروریات معلوم کرنے اور ان کو سہارا دینے کے لئے ہر طرح کی اذیتیں اٹھائیں - انہوں نے اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اپنا تن ، من ، دھن سب ہی کچھ نچھاور کردیا - انسان کو جو چیزیں اور باتیں جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں یعنی دولت و حشمت نام و نمود وہ سب انہوں نے اس لئے قربان کر دیں کہ دوسروں کا بھلا ہو - ان لوگوں میں محبت - عقیدے اور ایثار نفسی کے جذبات تھے - اکثر ان میں سے فرشتہ سیرت لوگ تھے اور دوسروں کے بھلائی کے لئے جان پر کھیلتے تھے لیکن ان کو مذہب سے کسی قسم کی مدد یا سہارا نہیں ملتا

تھا - بخلاف اس کے مذہب ہمیشہ ان کے درپے آزار رہتا تھا - ان میں جو بھلائی اور ایثار کے جذبات پیدا ہوتے اُسے مذہب سے کسی قسم کا لگاؤ نہ ہوتا بلکہ ان کو تعلیم یہ ملتی کہ مذہب انسان کو تن بہ تقدیر رہنے کی ہدایت کرتا ہے اور اپنی حالت سنبھالنے کی کشمکش سے باز رکھتا ہے - مذہب زبان سے تو یہ تلقین کرتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں لیکن جہاں بڑا بھائی چھوٹے بھائی پر ظلم کرتا ہے یعنی جہاں طاقتور اور اعلیٰ طبقے کے لوگ کمزور اور ادنیٰ طبقے کے بھائیوں پر ظلم ڈھاتے ہیں وہاں مذہب ہمیشہ زبردست کا ساتھ دیتا اور زیردست کی پروا نہیں کرتا - مذہب کے نام سے نہ معلوم کس قدر فساد اور خونریزی ہوچکی ہے اور ہوتی رہتی ہے مگر مذہبی فساد اور جہاد ختم ہونے پر نہیں آتا - قصہ مختصر بولشوک پارٹی کو مذہب سے محض اس لئے تنفر اور بغض نہیں ہے کہ مذہب نے ان کی مخالفت کی ہے بلکہ ان کی ذہنیت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ ان کو مذہب سے عداوت ہے -

روس میں اکثر پیروان دین کا خیال ہے کہ کفر و الحاد کی یہ وبا محض عارضی ہے اور یہ طوفان کچھ عرصہ بعد خود ہی فرو ہو جائے گا مگر یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اب تک جن لوگوں یا جماعتوں نے مذہب پر وار کئے یا مذہب کی بیخکنی کی ان کے حملوں کے طریقے اور ہتھیار بولشوک پارٹی کے طریقوں اور ہتھیاروں سے بالکل مختلف تھے - اب تک جنھوں نے لوگوں کے مذہبی عقیدوں پر وار کیا یا اپنے مخالفین کو نیچا دکھانا چاہا انہوں نے زبر دستی سے کام لے کر بزور شمشیر اپنا سکہ جمایا بولشوک پارٹی زبردستی اور خونریزی کو کار گر ہتھیار نہیں سمجھتی اس کا عقیدہ ہے کہ انسان میں مذہبی خیال طبعی یا قدرتی جوش سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ تربیت کا نتیجہ ہے اگر مذہبی تربیت نہ دیجائے تو مذہبی خیال پیدا نہ ہوگا اسی لئے مذہب کے نیست و نابود کرنے کے لئے بولشوک پارٹی نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ روس کی نوخیز نسل کو ایسی تعلیم و تربیت دیجائے اور ایسی آب و ہوا میں اُس کی نشو و نما کی جائے کہ جس میں مذہبیت کا کہیں کوئی دخل یا لگاؤ نہ ہو - اگر ایسا ہو سکا تو مذہب روس سے خود بخود اُٹھ جائے گا - اب تک کفر و الحاد کے علم برداروں نے مذہب کی بیخ کنی کے لئے دلیل و منطق سے کام لے کر انسان کی عقل و دماغ پر قابو پانے کی کوشش کی تھی

لینن بولشوک اپنے پیش رو سے زیادہ ہشیار ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انسان محض عقل کا پتلا نہیں بلکہ اُس میں جذبات و حسیات بھی ہوتے ہیں اگر اپنے عقل و دلیل سے کسی شخص کو قائل بھی کر دیا کہ خدا کی ہستی محض وہم و خیال ہے اور مذہب ایک فرضی جال ہے تو انسان کے اُن نازک حسیات اور عالی جذبات کی تسکین کیوں کر ہو گی جو اس وقت تک مذہب کے آنچل کے سایہ میں پرورش پاتے رہے ہیں - وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ اس وقت تک مذہب کے ذریعہ سے انسان میں اخلاق حسنہ اور فنون لطیفہ کا شوق بہت بڑی حد تک پورا ہوتا رہا ہے - اگر عقل و دلیل کے ذریعہ سے لوگوں کو مذہب کی ہستی کے خلاف بھی کر دیا گیا اور ان کے حسیات و جذبات کے تسکین و سہارے کی کوئی فکر نہ کی گئی تو مذہب پھر کسی نہ کسی شکل میں ان کے دلوں پر اپنا سکہ جما لے گا اس لئے انہوں نے محض مذہب کی بیخ کنی پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اُس کی جگہہ لینے کے لئے نیا عقیدہ اور ایمان پیش کیا ہے اور ایسے سامان بہم پہونچائے ہیں جن سے عوام کے حسیات و جذبات کی تسکین ہو سکے اور اُن کو وہ سہارا مل جائے جو اب تک مذہب کے ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا - مذہب کی بیخ کنی سائنس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے - بائبل کی جگہہ سائنس کے پمفلٹ تقسیم کئے جاتے پڑھے جاتے اور سمجھائے جاتے ہیں - یہ ایسی زبان اور ایسے پیرایہ میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں کہ جن کو معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے - اخلاقی تعلیم کی کوشش بھی شد و مد سے جاری ہے گو بولشوک اصطلاح میں اخلاق اور چلن کے بعینہٖ وہی معنی نہیں جو مہذب دنیا اس کے معنی سمجھتی ہے مثلاً بولشوک اصطلاح میں سب سے بڑی کج اخلاقی اور عیب یہ ہے کہ کوئی شخص تجارت اور کاروبار میں کسی دوسرے شخص سے نفع اور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے - اسی طرح سے دولت اکٹھا کرنا اور شان امارت دکھلانا اخلاقاً بد وضعی ہے - زن وشوکے تعلقات کے معاملہ میں بھی ان کے اخلاقی اصول مہذب دنیا کے مروجہ دستور سے مختلف ہیں لیکن عیاشی اور اوباشی کی گرفت سختی سے کی جاتی ہے - قبل از انقلاب شہروں میں کسبیوں کی گرم بازاری تھی اب ان کا وجود بلکہ نام و نشان بھی نہیں - حقہ پینا - شراب پینا یا جوا کھیلنا ان کے اصول اور خیال کے مطابق کج اخلاقی اور بد وضعی میں شامل نہیں لیکن ان باتوں سے باز رکھنے کے لئے لوگوں کو برابر تنبیہ کی جاتی ہے - غرضیکہ سائنس اور

اخلاق کی تعلیم مذہب کی جگہہ لے رہی ہے - اب تک کسان اپنے گھروں میں لکڑی کے بنے ہوئے بت اور دیوتا آویزاں کیا کرتے تھے اُن کو طرح طرح کے رنگ کے کپڑوں سے سجایا کرتے تھے - ان کے سامنے چراغ جلایا کرتے تھے - گرجا میں بھی رنگ برنگی تصاویر - شمع و فانوس کی روشنی اور دلکش گیتوں اور باجوں کے ذریعہ سے پرستش اور عبادت کے طریقوں کو اس قدر دلکش بنایا جاتا تھا کہ لوگوں کی طبیعتیں خواہ مخواہ متاثر ہوں - بولشوک بھی اپنے کلبوں اور تفریح گاہوں کو اسی طرح سے اپنے لیڈروں کی تصویروں سے سجاتے ہیں آرایش کے اور بہت سے سامان مہیا کرتے ہیں - گانے بجانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے - شادی بیاہ کے موقعوں پر نیز مرنے والے کی تجہیز و تکفین کے موقعوں پر بھی وہی یا اُسی قسم کے مراسم برتے جاتے ہیں جیسے کہ پہلے برتے جاتے تھے بجز اس کے کہ مذہبی رسم یا مذہبی خیال کی جگہہ ہر موقع پر فلسفۂ انقلاب نے لے لی ہے اور ہر بولشوک کے دل میں یہ خیال اور یہ جذبہ موجزن ہے کہ اُسے روئے زمین پر ایک نئی تہذیب اور نیا تمدن قائم کرکے دکھانا ہے - دنیا جو اس وقت عوام‌الناس اور غریب بھائیوں کے لئے نار جہنم سے بدتر ہے اُسے جنت بناکر چھوڑنا ہے - یہی عقیدہ ہے اور یہی ایمان جو اس وقت روس میں ہر بولشوک اور تقریباً تمام نوخیز نسل کے طبقوں کو ابھارتا اور ڈھارس دیتا ہے اور جس نے مذہبی عقیدے اور ایمان کی جگہہ لی ہے -

(۳) طرز معاشرت

جس طرح مغربی دنیا کی بے لگام آزادی اور رفتار کفر و الحاد ایشیا والوں اور بالخصوص ہندوستانیوں کو بے ڈھنگی اور مخرب اخلاق معلوم ہوتی اور اُن کے جذبات غم و غصہ کو برانگیختہ کرتی ہے اسی طرح سے وہ انقلابات عظیم جو روس کے طرز معاشرت میں آج نمایاں ہو رہے ہیں اور وہاں کے خاندانی شیرازے کی کایا پلٹ کر رہے ہیں نہ صرف یورپ والوں بلکہ امریکہ والوں کو بھی نہ صرف متحیر بلکہ پریشان کر رہے ہیں اور وہ اُس طوفان آزادی کے سامنے جو ولایت روس میں بعد از انقلاب ظاہر ہو رہا ہے خائف اور لرزان معلوم ہوتے ہیں - لہذا جو کچھ اس باب میں لکھا جائے گا سیدھے سادھے راسخ الخیال ہندستانیوں کی طبیعتوں کو خوش آئند نہیں معلوم ہوگا تاہم جو واقعات آج روس میں پیش آ رہے ہیں اور جن کا اثر تمام دنیا پر کم و بیش ہوکر رہے گا ان سے نگاہ چرانا یا ان کے سمجھنے میں غم و غصہ کا اظہار کرنا طریق دانشمندی نہیں -

خاندان کے شیرازے اور معاشرتی زندگی کی رفتار کا دار و مدار زیادہ تر اس پر ہوتا ہے کہ ماؤں اور بہنوں کا مرتبہ اور حیثیت گھروں میں کیسی ہے یا دوسرے الفاظ میں قوم کی سوشل زندگی کا پایہ عورت کی حیثیت اور مرتبہ سے قرار پاتا ہے یعنی جس قوم میں عورت کی حیثیت اور مرتبہ اعلیٰ قرار دیا گیا ہے اُس کا طرز معاشرت اعلیٰ پایہ کا ہوگا بخلاف اس کے جس قوم میں عورت کی حیثیت اور اس کا مرتبہ ادنیٰ قرار دیا گیا ہے اس کا طرز معاشرت ادنیٰ درجہ کا ہوگا - اس لئے روس کے طرز معاشرت پر سرسری نظر ڈالنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے ہم اس کا موازنہ کریں کہ روس میں پہلے عورت کی حیثیت کیسی اور اس کا مرتبہ کیا تھا اور اب کیا کیفیت ہے - پہلے اس کا تذکرہ کیا جائیگا بعد ازاں اُن انقلابات اور تغیرات کا بیان ہوگا جو روس کے طرز معاشرت کی کایا پلٹ کر رہی ہیں -

نظام معاشرت میں عورتوں کا مرتبہ

زمانۂ پارینہ میں یعنی قبل اس کے کہ عیسائیت نے روس پر اپنا سکہ جمایا عورت کا مرتبہ قانون اور رواج دونوں کے رو سے مرد سے ہمسری کا تھا - وہ اپنی ملکیت اور جائدادوں کا انتظام کرتی تھیں - ملک کے معاملات میں غیر ملکی سفیروں

سے گفت و شنید کرتی تھیں - جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاتے تھے وہ گھروں کی مختار کل ہوتی تھیں - شادی کے معاملہ میں وہ والدین کی رائے کی پابند نہ تھیں - بالخصوص یوکرائین میں اور ملکوں کے رواج کے خلاف عورت خاوند کا انتخاب کرتی تھی - شادی کا قرار پانا مرد کی پسند پر منحصر نہیں ہوتا تھا - گو شادی کے بعد عورت کی آزادی اور خود مختاری میں فرق ضرور آجاتا تھا تاہم وہ مرد کی غلام نہیں ہوتی تھی - عورت کو قوم کی مجلس شورہ میں بیٹھنے اور صلاح دینے کا مجاز تھا - جسمانی قوت کے لحاظ سے بھی عورتیں مردوں سے کم تر نہ تھیں - اکثر دوران جنگ میں وہ فوج میں بھی لڑنے جاتیں تھیں - غرضکہ وہ مردوں کی ہم پایہ سمجھی جاتی تھیں اور ان کی آزادی اور ہمسری کے مرتبہ پر کوئی حرف گیر نہ ہوتا - بعض اوقات وہ علمی مراتب پر بھی معمور کی جاتی تھیں - عیسائیت کا دور شروع ہوتے ہی عورت کی آزادی سلب ہوگئی - تاتاری حملوں اور حکومت نے مطلق العنانی کا وہ دور شروع کیا کہ جس نے ملک سے آزادی کا نام و نشان ہی مٹا دیا - عورت تعلیم اور سیاسیات دونوں سے محروم کر دی گئی - سوسائٹی میں بھی اُس کی شرکت ممنوع تھی - نتیجہ یہ ہوا کہ عورت چہار دیواری میں قید رہنے لگی - اس کی خوبیاں اور اوصاف سب ضائع ہو گئے - وہ صرف مردوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کا کھلونا بنگئی - وہ بے فکری سے کھاتی پیتی تروتازہ ہوتی - زیب و ارائیش میں مصروف رہتی اور مردوں کی تفریح کا باعث ہوتی - یہ زمانہ بھی بالاخر گذر گیا - پیٹرعظم کی اصلاحات نے عورت کی زندگی میں بھی ایک نیا ورق پلٹا - اس کو چہار دیواری کی قید سے رہائی ملی - عورتوں میں تعلیم کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا - سوسائٹی میں ان کی شرکت کا اب دستور ہو گیا - کیتھرائین کے عہد میں عورتوں نے اور ترقی کی - لیکن عورتوں کی آزادی اور ترقی کا دور اصل میں ڈکابرسٹ ریوولیوشن کے زمانہ سے شروع ہوا کہ جب انھوں نے مردوں کے قدم بہ قدم ملک کی آزادی کی جد و جہد میں نمایاں حصہ لینا شروع کیا - یہ امر بھی قابل غور ہے کہ روس میں عورتوں کو جد و جہد آزادی میں مردوں سے پوری مدد ملی - انھوں نے کسی موقع پر اُن کا راستہ نہیں روکا - اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ ملک کی آزادی کی جد و جہد میں مرد و عورت دونوں پہلو بہ پہلو کام کرتے اور ملک کی خاطر ہر طرح کی صعوبتیں اُٹھاتے تھے - جس وقت روس میں انقلاب کی تحریک شروع ہوئی اور عورتوں

نے اس میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو مردوں نے اُن کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا - اس جد و جہد میں جو کام ان کے سپرد کیا جاتا خواہ وہ کیسا ہی خطرناک یا ناگوار کیوں نہ ہوتا یہ اس کو تن دہی سے انجام دیتیں - وہ نہ صرف سو دو سو بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اس تحریک آزادی میں شریک ہوئیں - انہوں نے کبھی یہ نہ کہا کہ ان کے ساتھ رعایت کی جائے - انہوں نے جاسوسوں کا کام کیا - بمب بھی پھینکے - قتل و خون سے بھی نہ جھجکیں - ہر سازش میں مردوں کی شریک رہیں ان کے ساتھ جیل گئیں - جلا وطن ہوئیں اور جب جب موقع آیا پھانسی بھی پائی - مورس ہنڈس جسکا تذکرہ پچھلے باب میں بھی کیا گیا ہے رقمطراز ہے "مجھے صفحات تاریخ میں اور کوئی ایسی تحریک نظر نہیں آتی جسمیں مردوں اور عورتوں نے پہلو بہ پہلو ایسی یکجہتی اور باہمی اعتماد اور اعتبار سے اسطرح کام کیا ہو اور منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے ہر طرح کے ایثار اور عقیدے و ایمان کا کرشمہ دکھلایا ہو - عورتیں نہ صرف تحریک کی روح رواں تھیں بلکہ بسا اوقات رہنمائی اور سرداری کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر مقرر اور منتخب ہوئیں - سوفایا پیروسکیا ایک جاگیر دار کی لڑکی تھی - سالہا سال کے بے سود کوشش کے بعد وہ الکزینڈر دوئم کے قتل کرنے میں کامیاب ہوئی - جو خط اُس نے پھانسی پانے سے پیشتر اپنی ماں کو لکھا تھا وہ ایثار اور جانبازی کی مثالوں میں ہمیشہ یادگار رہیگا - اور بھی عورتیں مثل بشکو وسکیا' فگز نیوشن اور سبیری نونوا وغیرہ روس کی تاریخ انقلاب میں ایسی گزری ہیں جنکا نام دنیا میں مشہور ہوا اور جنکی مثالیں زندۂ جاوید ہیں" -

ایسی حالت میں عورتوں کی آزادی اور ترقی کی تحریک نے روس میں وہ صورت اختیار نہیں کی کہ جیسی اور مغربی ممالک میں جہاں عورتوں کی ترقی میں مرد سد راہ ہوئے - روس میں سوال اس صورت میں اُٹھا ہی نہیں کہ عورتوں کو اعلیٰ تعلیم ملنی چاہئے - انکو ورث حاصل ہونا چاہئے - تمام آزاد پیشوں میں شریک ہونے اور اعلیٰ مراتب پر فائض ہونے کا حق حاصل ہونا چاہئے - وہاں تو مرد اور عورت دونوں متحد ہوکر عوام الناس کی آزادی اور بہبودی کے لئے کوشاں تھے اور اپنا تن من دھن سب اس جد و جہد میں نثار کر رہے تھے - یہ صرف اصولی لڑائی نہیں تھی بلکہ لوگوں نے

اس آزادی کے لئے اپنے تئیں مٹا دینے کی ٹھان لی تھی ظاہر ہے کہ جب فتح نصیب ہوتی تو عورتوں کو اپنے حصہ سے محروم رکھنے والا کون تھا کیونکہ بولشوک، مینشوک، بلکہ کیڈٹ بھی سب ہی عورتوں کے برابری اور همسری کے دعوے کے قائل تھے -

عورتوں کا مساوی مرتبہ

سنہ ۱۹۱۷ع کے انقلاب کی کامیابی کے بعد سے اب عورت کا مرتبہ قانون کی نگاہ میں یا سوسائٹی میں کیا ہے اسکا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے - ایک عجیب و غریب بات جو دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ روس کی عورتوں میں پوشاک یا آرایش کے معاملہ میں انتہا کی سادگی پیدا ہو گئی ہے - یوں تو پولینڈ اور جرمنی میں بھی بسا اوقات ایسی عورتیں دیکھنے میں آتی ہیں جنکی پوشاک بھدی قطع کی ہوتی ہے اور جنکے جوتے بڑے وزنی اور بھاری ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ ان دونوں ملکوں میں ایسی عورتیں ہی کثرت سے دیکھنے میں آتی ہیں جو از سر تا پا ریشم یا مخمل میں ملبوس ہوتی ہیں اور یورپ اور امریکہ میں تو رنگ برنگ کی زرق برق پوشاکیں عورتیں بالعموم پہنتی ہیں - روس میں اسکے بالکل برخلاف ظاہر ہو رہا ہے - پوشاک اور آرایش میں حد درجہ کی سادگی پیدا ہوگئی ہے - ریشم یا مخمل یا رنگ برنگ کی پوشاکیں دیکھنے میں نہیں آتیں حتیٰ کہ تھیٹر یا سنیما وغیرہ میں بھی آپ کسی عورت کو زیور پہنے نہ دیکھیں گے - ہیٹ پہننے کا دستور بھی مٹا جاتا ہے - سر کو صرف ایک رومال باندھ کر ڈھکتے ہیں - نہ صرف ظاہری آرایش اور زیبائش میں نمایاں فرق نظر آتا ہے بلکہ روس میں عورتوں کا دماغی رجحان اور اُنکی ذہنیت بھی بہت کچھ بدل گئی ہے - یورپ اور امریکہ کی عورتوں کے خیالات اور عادات اور انکی ذہنیت اور خصائل میں بڑا فرق ہوگیا ہے - روس کی عورتوں نے کچھ کھویا بھی ہے مگر حاصل زیادہ کیا ہے وہ خسارہ میں نہیں رہی ہیں - عورتوں کو روس میں اسوقت سیاسی میدان میں مردوں کے ساتھ همسری کا مرتبہ حاصل ہے وہ اسیطرح ووٹ دے سکتی ہیں کہ جیسے مرد - وہ دفاتر اور اعلیٰ عہدوں پر اسیطرح مقرر کی جاتی ہیں کہ جیسے مرد - امریکہ میں اسوقت تک دو عورتیں دو صوبوں کی گورنر مقرر ہوئی ہیں اور نو عورتیں کانگرس کی ممبر ہیں - چونکہ یہ نئی بات ہوئی ہے تمام اخبارات میں اسکا چرچا ہوا ہے اور ان عورتوں کے نام پیش پیش ہیں بخلاف اس کے روس میں

اسقدر عورتیں اعلیٰ عہدوں پر مقرر ہیں اور اب یہ ایسی عام بات ہو گئی ہے کہ کوئی اسکا چرچا بھی نہیں کرتا - آل رشین سوئیٹ میں جو ملک کی خاص مرکزی انتظامی جماعت ہے آٹھ فیصدی عورتیں اسکی ممبر ہیں - بیسیوں عورتیں قصبہ اور شہروں کی سوئیٹ کی چیرمین ہیں یعنی ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈز کی صدر ہیں - اب بھی امریکہ میں بیس ریاستیں یا صوبے ایسے ہیں جہاں عورتیں جوری میں داخل نہیں کی جاسکتیں - روس میں کوئی بھی ایسا صوبہ یا شہر نہ ہوگا جہاں عورتوں کو یہ حق حاصل نہو - عدالتوں میں بھی رفتہ رفتہ انکا دخل اور قبضہ ہوتا جاتا ہے - سنہ ۱۹۲۶ع میں خاص روس میں ۱۴۶ عورتیں ججی کے عہدے پر مقرر تھیں اور تقریباً بیس کے سرکاری وکیل - دنیا کی تاریخ میں پہلے مرتبہ ایک روسی عورت غیر ولایت میں سفیر مقر کر کے بھیجی گئی ہے - ابھی تک کوئی روسی عورت ملک کی وزارت اعلیٰ میں داخل نہیں ہوئی ہے لیکن دو عورتیں وزارت تعلیم میں داخل ہوچکی ہیں جنکا مرتبہ اور سب سے اعلیٰ ہے بجز اس کے کہ دو لیونا چرسکی وزیر تعلیم کے ماتحت ہیں - سب سے بڑی بات یہاں یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ مردوں میں عورتوں کے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کئے جانے کے معاملہ میں کسی قسم کی کوئی رقابت یا مخالفت نہیں ہے - اگر عورت میں قابلیت ہے تو وہ اسیطرح ہر اعلیٰ عہدے پر مقرر کی جائیگی کہ جیسے مرد - وہاں عورت اور مرد کی تفریق کا کوئی خیال ہی نہیں پیدا ہوتا نہ اس تفریق کا حس باقی ہے - قانون کی نگاہ میں مرد اور عورت دونوں کا مرتبہ قطعی یکساں ہے - کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہیں جہاں مرد کو برتری کا مرتبہ حاصل ہو اور عورت اپنے حقوق سے باز رکھی گئی ہو شادی کے بعد لازمی نہیں کہ عورت اپنا نام بدل کر خاوند کا نام اختیار کرے یا وہ خلاف مرضی خاوند کے ساتھ غیر ممالک میں بندھی ہوئی پھرے - جائداد کے حقوق کے معاملہ میں بھی عورت اور مرد کی حیثیت بالکل یکساں ہے - اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ قانون عورت کے ساتھ محض اس وجہ سے کہ وہ صنف نازک میں سے ہے خاص رعایت نہیں کرتا - اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنے کا وعدہ کرے اور پھر شادی نہ کرے تو مثل دوسرے ولایتوں کے یہاں عورت تاوان کی مستحق نہیں ہوتی - اسی طرح سے جن عورتوں پر ملک کی غداری یا ڈکیتی وغیرہ کا جرم ثابت ہوتا ہے تو وہ بلا رو رعایت بجز اُس حالت کے کہ جب وہ حاملہ ہوں گولی سے اُڑا دی جاتی ہیں نہ صرف قانون کی نگاہ میں اور سیاسیات میں

عورتوں اور مردوں کا مرتبہ مساوی ہے بلکہ سوسائٹی میں بھی عورتوں کو ویسی ہی آزادی حاصل ہے کہ جیسے مردوں کو - روس میں عورتوں کے لئے علحدہ اسکول - کالج یا کلب کہیں دیکھنے میں نہیں آتے - نہ ٹریڈ یونین میں اور نہ ہوٹل اور تفریح گاہوں میں اُنکے لئے کوئی خاص علحدہ انتظام ہوتا ہے - ان سب مقامات میں عورتیں اور مرد ، لڑکے اور لڑکیاں دوش بہ دوش کام کرتے اور کھیل کود میں شامل رہتے ہیں - عورتوں پر بھی آئین و قواعد کی پابندی اسی طرح سے عائد ہوتی ہے کہ جس طرح مردوں پر - عورتیں بھی سڑکوں پر ، ریل پر ، تھیٹر اور سنیما میں اس طرح سگریٹ پیتی نظر آتی ہیں جس طرح کہ مرد - یہ بات دوسری ہے کہ سگریٹ پینا کوئی اچھی عادت نہیں مگر روس میں کسی کو یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ سگریٹ پینا مرد کے لئے اس قدر برا نہیں کہ جس قدر عورت کے لئے - اسی طرح چلنے پھرنے کے معاملہ میں عورت بھی روس میں اس طرح آزادی سے چلتی پھرتی نظر آتی ہے کہ جیسے مرد - عورتوں اور مردوں میں باہمی میل جول کے متعلق بھی کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں اور یہ آزادی کسی کی نگاہ میں معیوب نہیں سمجھی جاتی نہ وہاں کوئی اس پر حرف گیری کرتا ہے - عورتوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اُن میں احساس ذمہ داری پوری طور سے پیدا ہوگیا ہے اور وہ اپنی خبر گیری اور حفاظت پوری طور سے کر سکتی ہیں - اُنکو محافظ کی ضرورت نہیں -

تعلیمی معاملات میں بھی عورتوں کو تمام وہی موقعے حاصل ہیں جو مردوں کو - تقریباً نصف طلبا مڈیکل کالجوں میں عورتیں ہوتی ہیں - انجینیرنگ کالجوں میں تقریباً پانچواں حصہ لڑکیوں کا ہے - لڑکیاں نہ صرف سول انجینیرنگ میں جاتی ہیں بلکہ الکٹرک انجینیرنگ میں بھی داخل ہوتی ہیں فوجی کالجوں میں بھی عورتیں داخل ہیں گو ان کی تعداد کم ہے - جب سے انگلستان اور روس کے درمیان تجارتی تعلقات قطع ہوگئے ہیں روس میں جنگ شروع ہونے کا اندیشہ بہت بڑھ گیا ہے اور پریڈ کے موقعوں پر یا ٹریننگ اسکول میں عورتیں کافی نظر آتی ہیں - اگر ضرورت ہوئی تو کسی نہ کسی سبیل سے عورتیں آئندہ جنگ میں بکثرت کام کریںگی - گذشتہ سول وار[1] میں بھی عورتوں نے بڑے کار نمایاں کئے تھے - انہوں نے مشین گنیں چلائیں اور

---

[1] Civil War

فوج کی افسری کی اس وقت بھی روس کی 'سرخ فوج' میں کئی عورتیں جنرل کا مرتبہ رکھتی ہیں -

جیسے کہ اور معاملوں میں اسی طرح تعلیم کے معاملہ میں بھی روس کے مردوں کا وطیرہ اور مغربی ممالک کے مردوں کے طرز عمل سے مختلف ہے - موریس هندس اپنی کتاب میں لکھتا ہے "میرے سامنے ایک یورپین شہر کا ایک مراسلہ موجود ہے جس میں تحریر ہے کہ مرد طلبا کی عرضداشت اور اصرار کی بنا پر پانچ ہسپتالوں کا دروازہ اُن عورتوں پر جو ان ہسپتالوں میں کام سیکھنا چاہتی تھیں بند کر دیا گیا ہے - اعتراض یہہ تھا کہ عورتوں کی موجودگی کی وجہہ سے تعلیم میں حرج ہوتا ہے ـ طلبا کا دھیان بھٹکتا ہے ـ جراحی کی تعلیم میں مرد اور عورت ساتھ ساتھ کام نہیں کر سکتے عورتیں طبابت کے پیشہ میں ہمیشہ ناکام ثابت ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ - روس میں ایسی عرضداشت کا گذرنا یا اسپر ایسا عمل ہونا قیاس کے باہر ہے اگر مردوں کے طرف سے ایسے اعتراض کئے جائیں تو ان پر تحریک انقلاب کی غداری کا شبہہ پیدا ہونے لگے - اصل یہہ ہے کہ وہاں کے نوجوانوں کے دلوں میں ایسے خیالوں کا پیدا ہونا ہی غیر ممکن معلوم ہوتا ہے - وہ تو دوسری ہی ہوا میں اُڑ رہے ہیں" -

کمیونسٹ فرقے کی رائے میں عورت کی تمام معذوریاں اور اُس کی غلامی کا سبب یہہ ہے کہ وہ اپنے ذریعہ معاش کے لئے مرد کی دست نگر ہے - مارکس کے تمام فلسفہ میں جا بجا اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عورت اُسی حالت میں مساویت کا درجہ حاصل کرسکتی اور آزاد ہو سکتی ہے کہ جب وہ اقتصادی حیثیت سے مرد کی دست نگر نہ رہے اور اپنا پیٹ اپنی مشقت سے خود پال سکے - اسی لحاظ سے اس وقت روس میں اس پر بہت زور دیا جارہا ہے کہ عورت کو اپنے گذارے کے لئے کام کرنا چاہئے - اُس کو قومی ترقی اور بہبودی کے لئے بھی کام کرنا چاہئے ـ کاہلی نہ صرف مرد کے لئے باعث ذلت ہے بلکہ عورت کے لئے بڑی باعث خرابی ہے - روس میں اب اس پرانے عقیدے کو کہ عورت بچے پالنے' چولہا پھونکنے اور مندر اور گرجا جانے کے لئے پیدا کی گئی تھی کوئی نہیں مانتا - اور پرانے خیالات اب محض داستان پارینہ ہو گئے ہیں - چونکہ عورتوں سے توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ کام کرینگی اُن کے حقوق بھی مردوں کے ساتھہ مساوی قرار دئے گئے ہیں - عورت کو بھی وہی اُجرت یا مزدوری ملتی ہے جو مرد کو - عورت کو بھی وہی سہولتیں دی جاتی ہیں

جو مرد کو - گو انگلستان اور امریکہ میں ابتک کاریگری کے پیشوں میں
عورتیں داخل نہیں ہو سکتیں مگر روس میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے اور
اگر بعض صنعتوں اور حرفتوں میں عورتوں کا دخل اس وقت نہیں ہوا ہے تو
اُس کی وجہہ یہہ ہے کہ کام زیادہ بوجھل اور مشقت کا ہے جو عورتیں بالعموم
نہیں کر سکتی ہیں نہ یہہ کہ ان کو اس میں داخل ہونے کی کوئی ممانعت
ہے - بیاہی ہوئی بلکہ حاملہ عورتیں بھی ہر کارخانہ اور پیشہ میں آسانی
سے کام کر سکتی ہیں - ان کے ساتھہ اس قدر رعایت برتی جاتی ہے کہ بچہہ
پیدا ہونے سے ماہ ڈیڑھ ماہ قبل اور ماہ ڈیڑھ ماہ بعد تک ان کو پوری تنخواہ
یا اُجرت پر رخصت دےدی جاتی ہے اور بعد ازاں کی سہولیت کے لئے اکثر
کارخانوں میں بچوں کی پرورش کے لئے دائہ خانے کھلے ہوئے ہیں اور ماؤں کو
وقتاً فوقتاً بچوں کو دیکھہ آنے کی مہلت بھی مل جاتی ہے - یہہ صحیح ہے کہ
ابتک کارخانوں اور فیکٹریوں میں عورتیں کم تنخواہ اور کم مزدوری کے کاموں میں
پائی جاتی ہیں مگر اس کی وجہہ یہہ ہے کہ انہوں نے اس میدان میں ابھی
کافی ترقی نہیں کی ہے - روس میں عورت کے لئے عصمت پروری یا شوہر پرستی
عقیدے اور ایمان کا درجہ نہیں رکھتی - شادی کے علاوہ بھی اکثر مرد اور عورت
زن وشو کے تعلقات قائم کر کے زندگی بسر کرتے ہیں نہ قانون اُس پر کوئی
پابندی لازم کرتا ہے نہ وہ اپنے ساتھیوں یا پڑوسیوں کی نظر میں گرتے ہیں -
اُن کے بچوں کی بھی وہی حیثیت ہوتی ہے اور قانون کی نگاہ میں وہ بھی
وہی مرتبہ رکھتے ہیں کہ جیسے وہ بچے جو شادی شدہ ماں باپ سے پیدا
ہوئے ہوں - بچوں کی پرورش اور ان کی غور پرداخت کے معاملہ میں قانون
ماں باپ کے فرائض پر خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ بہت زور دیتا
ہے اور اپنی ذمہ‌داری محسوس کرنے اور فرائض ادا کرنے پر اُنہیں مجبور کرتا
ہے - عصمت پروری اور پاکبازی کے معاملہ میں بھی عورتوں اور مردوں میں کوئی
تفریق نہیں کی جاتی اور سوسائٹی کو زیادہ قابل الزام اور دوسرے کو قابل عفو
نہیں سمجھتی - عورت کی ذہنیت بھی بہت کچھہ بدل گئی ہے وہ اب اپنی
زندگی کا مقصد صرف یہی نہیں سمجھتی کہ اپنے عشوہ و انداز سے مرد کو گرفتار
دام کرلے اور پھر تمام عمر اس کے راضی اور خوش کرنے کے لئے صرف کردے - اس
کی زندگی میں بھی مرد کی طرح اور بہت سی دلچسپیاں اور مشاغل ایسے پیدا
ہوگئے ہیں ' اس کی طبیعت میں بھی بہت سے ایسے ارمان اور خواہشیں

گدگدیاں پیدا کرتی ہیں جن کے لئے وہ اپنا وقت اور زندگی صرف کرنے کے لئے تیار ہے - اس کیفیت نے عورت کے دل و دماغ کو بہت کچھ بدل دیا ہے جو پرانے خیال کی دنیا کے آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا - روس میں بھی پرانے خیال کے لوگ ابھی تک کافی تعداد میں باقی ہیں اور اس حیرت انگیز انقلاب پر دست تاسف ملتے ہیں لیکن نہ ان کی کوئی سنتا ہے نہ ان کے کئے کچھ ہوتا ہے -

عورت کی آزادی اور خاندان کا شیرازہ

ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خاندان کا شیرازہ بندھا رہ سکتا ہے ؟ کیا خاندانی زندگی قائم رہ سکتی ہے ؟ زن و شو کے تعلقات کے معاملہ میں ہر فرد کو کامل آزادی و اختیار حاصل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شادی کا دستور بہت جلد مٹ جائیگا جب شادی کا دستور و پابندی نہیں رہی تو خاندان کا شیرازہ بندھنا بہت مشکل ہو جائیگا - گو یہ صحیح ہے کہ محض شادی ہی ایک ایسی پابندی نہیں جس سے خاندان کا شیرازہ بندھتا ہے اور بھی صورتیں ایسی ہیں جو خاندانی شیرازہ کو باندھتی ہیں مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شادی کا دستور اس کا جزو عظیم ہے - یہ بھی ماننا پڑیگا کہ روس کی رائج الوقت حکومت شادی کے دستور کو مٹانے کے لئے اسی طرح پیچھے نہیں پڑی ہے کہ جس طرح ملکیت اور مذہب کو برباد کرنے کے لئے - بولشوک پارٹی میں ایسے لوگ ہیں کہ جو شادی کے دستور کو قطعی مٹا دینے کے حامی ہیں لیکن یہ بر سر اقتدار نہیں - جو لوگ بر سر اقتدار ہیں وہ موجودہ صورت میں خاندانی شیرازے کو کار آمد سمجھتے ہیں اور بالفعل اسے قائم رکھنا چاہتے ہیں - بڑے بڑے بولشوک لیڈروں نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی حمایت کی ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ اس کے بہر صورت قائم رکھنے کی قانونی اور عملی کوشش بھی نہیں کرتے - امریکہ میں بھی شادی کے دستور اور خاندانی شیرازے کے قائم رکھنے کے متعلق گرما گرمی سے بحثیں جاری ہیں - اخباروں اور کتابوں میں ان کا چرچا روز مرہ پڑھنے میں آتا ہے - لیڈروں اور پبلک دونوں میں شک و شبہہ کسی خاص رائے کے قائم ہونے کے منافی ہے - معاملہ ابھی تک زیر بحث ہے لیکن روس میں ایسا نہیں - گو یہاں بھی مباحثے گرما گرمی کے ساتھ جاری ہیں لیکن روس والوں نے اپنے لئے ایک راستہ نکال لیا ہے - یعنی

خاندانی شیرازے کا باندھنا اور قائم رکھنا زن و شو کی مرضی پر ہے اور ان کو اس معاملہ میں قطعی آزادی ہے - نہ قانون ان کے سد راہ ہے اور نہ رواج - اس نسل کے روسیوں کا خیال ہے کہ اگر خاندانی شیرازہ بغیر قانونی اور رسمی سہارے کے قائم رہ سکتا ہے تو بہت اچھا اگر بغیر کسی سہارے کے یہ اپاہج کھڑا نہیں رہ سکتا تو کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ اس کو خواہ مخواہ سہارے دے کر کھڑا ہی رکھا جائے بعض شہروں میں اور بالخصوص موسکو میں اس وقت طلاق کا دستور بے حد رائج ہے سنہ ۱۹۲۸ع میں طلاق بہ نسبت شادیوں کے زیادہ ہوئے - لیکن خاندانی شیرازے پر ان کا اثر زیادہ نہیں - خاندانی زندگی کی صورت گو بدلنی شروع ہو گئی ہے لیکن اس کے قدم ابھی تک اُکھڑے نہیں ہیں - دیہات میں بھی گو اس کو قدرے صدمہ پہونچا ہے لیکن اس کی جڑیں اس قدر مضبوط ہیں کہ یہ اپنی جگہ قائم ہے - اور اس کے وجوہ ہیں اول تو دیہاتی روس قدامت پسند ہے اور آسانی سے تغیر و تبدل منظور نہیں کرتا - پھر صدیوں سے یہ خیال جا گزیں ہے کہ خاندانی طریق زندگی کے علاوہ اور کوئی دستور بمنزلۂ جرم کے ہے - علاوہ بریں اقتصادی ضروریات بھی اسی طرف مائل کرتی ہیں گو یہ قابل لحاظ ہے کہ مشترکہ طریق ملکیت کے دستور کا دیہات میں رواج پانا خاندانی طریق زندگی کے خلاف جا رہا ہے لیکن سب سے بڑی بات جو دیہاتی روسیوں میں خاندانی شیرازے کو قائم رکھنے والی ہے وہ اس کی فطرت ہے - امریکن اور برطانوی باشندوں کے بالکل برعکس جو آپ اپنی دنیا میں رہتے ہیں اور جن کا غرور ان کو دوسروں سے آسانی سے میل جول نہیں کرنے دیتا روسی باشندہ میل جول اور آشتی کا بندہ ہے - اس کو تنہائی سے خوف معلوم ہوتا ہے وہ اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں سے مل جل کر رہنا چاہتا ہے - اس کی مہمان نوازی ضرب‌المثل ہے - وہ بغیر گھر بار کے رہ نہیں سکتا - اُس کو بچوں سے بے حد محبت ہوتی ہے - روسی دیہاتی کی یہ فطرت خاندانی شیرازے کا سب سے بڑا سہارا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا خاندانی شیرازے کے قائم رکھنے والے یہ ستون اُن آئے دن کے حملوں کو جو اس وقت روس میں اس دستور اور رواج پر ہو رہے ہیں برابر دفع کرتے رہینگے اور اُن کے متحمل ہو سکیں گے ؟ ذاتی ملکیت حاصل کرنے کا خیال اور اپنے بال بچوں کے لئے ورثہ چھوڑ جانے کی خواہش شروع سے ابتک خاندانی شیرازہ باندھنے کے لئے سب سے زیادہ مضبوط رسی ثابت ہوئی ہے - روس

میں اس وقت ذاتی ملکیت کے دستور اور طریق کو بیخ بنیاد سے اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش ہو رہی ہے - مذہب ایک دوسرا بڑا ستون ہے جسکے سہارے سے دنیا میں خاندانی زندگی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے - ہر مذہب نے خاندانی زندگی کو سراہا ہے عیسائیت نے بالخصوص اس کی بڑی عظمت قرار دی ہے - رومن کیتھولک کلیسا آج تک زن و شو کے تعلقات کی پابندیوں کو کسی صورت میں بھی کمزور کرنے کی اجازت نہیں دیتا - جس طرح ذاتی ملکیت کا دستور مادی ضروریات کے لحاظ سے خاندان کا شیرازہ باندھتا ہے اسی طرح سے مذہب روحانی نقطۂ نظر سے خاندانی زندگی کو انسان کا نصب‌العین قرار دیتا ہے - روس میں جو لوگ اس وقت بر سر اقتدار ہیں وہ نہ صرف ذاتی ملکیت کے طریق کے دشمن ہیں بلکہ مذہب کی بربادی کے بھی حامی ہیں - روس سے ذاتی ملکیت کا دستور اور مذہب دونوں جلد جلا وطن ہونے والے ہیں - خاندانی شیرازے کے لئے ان دو جدید حملوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں - اس کے علاوہ عورت کی حیثیت اور مرتبہ میں جو انقلاب نمایاں ہو رہا ہے وہ بھی خاندانی شیرازے کو مضبوط نہیں کرتا - نہ روس میں عورت اب بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ آزادانہ زندگی بسر کر رہی ہے بلکہ دنیا کے پردے پر اس وقت کسی ملک اور ولایت میں عورت کو وہ کامل آزادی حاصل نہیں جو روس کی عورت کو حاصل ہے محکومیت کی جن پابندیوں میں روس کی عورت اس وقت تک جکڑی ہوئی تھی کم از کم قانون نے وہ سب توڑ دیں - سوسائٹی کی نظر میں بھی عورت کے لئے عصمت پروری اب اس کا زیور نہیں نہ عصمت کا زائل ہو جانا کوئی شرم کی بات ہے نہ تکلیف اور عذاب کی - عورتوں کے لئے اپنی آبرو قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کی جسمانی تکالیف کا برداشت کرنا ضروری نہیں - ان کو مالی اور اقتصادی آزادی حاصل کرنے کے لئے بھی ہرطرح سے ترغیب دی جاتی ہے اور عورتیں روس میں اب روز افزوں اپنے بل بوتے اور پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھ رہی ہیں - اپنی گذر اوقات کے لئے وہ مردوں کی دست نگر نہیں - یہ سب باتیں ملکر جو اثر پیدا کرتی ہیں وہ خاندانی شیرازے کے باندھنے کے لئے اچھا نہیں - علاوہ بریں روس کے نوجوانوں میں خاندانی زندگی کے متعلق جو انقلاب پیدا ہو رہا ہے وہ بھی قابل غور ہے - امریکہ میں با وصف اس کے کہ بہت سے شخص بلا شادی کے زندگی بسر کرنے لگے ہیں اب تک نئی پود کے آگے جو نصب‌العین رکھا جاتا

ہے اور جس کے پورا کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں وہ خاندانی زندگی ہے بخلاف اس کے روس میں ہر نوجوان کا نصب العین وہ سوسائٹی ہے جس کی بنا سوشلسٹ اصولوں پر ڈالی جا رہی ہے - دیہات کے باہر اور ایک حد تک دیہات میں بھی نوجوانوں کی نسل نئے خیالات ' نئی خواہشات غرضکہ نئی آب و ہوا میں نشو و نما پا رہی ہے اُس کو ہر جانب سے کومیونسٹ اور سوشلسٹ تاثرات گھیرے ہوئے ہیں - اُس پر وہی رنگ چڑھتا ہے جو بولشوک حکومت اور کومیونسٹ پارٹی چاہتی ہے - یہ صحیح ہے کہ ذاتی ملکیت اور مذہب کی طرح وہ خاندانی زندگی کی دشمن نہیں ' اس کی نگاہ میں اس کی تذلیل نہیں کی جاتی تاہم خاندانی زندگی کو نصب العین بھی نہیں قرار دیا جاتا - جن تاثرات سے یہ نسل گھری ہوتی ہے وہ خاندانی زندگی کی زیادہ وقعت اس کی نگاہ میں قائم نہیں ہونے دیتے - یہ کیفیت بھی کچھ زمانہ بعد اپنا رنگ لائے گی اور اس سے خاندانی زندگی کے دستور کو دھکا لگے گا -

خاندان کے شیرازے کو پریشان کرنے کے لئے ایک اور خطرہ بھی نظر آ رہا ہے روس میں ایک نئی دنیا پیدا کرنے اور نئے تہذیب و تمدن کی داغ بیل ڈالنے کے لئے جہاں اور سکیمیں سوچی جا رہی بلکہ عمل میں آرہی ہیں وہاں یہ کوشش بھی

نظام خانہ داری میں تبدیلیاں

ہو رہی ہے کہ تمام انتظام خانہ داری بڑے پیمانہ اور مجموعی حیثیت سے کیا جائے - روسی نوجوان آپ سے پوچھتے ہیں کہ آخر یہ کون سی عقل کی بات ہے کہ جب باورچیخانہ کا تمام انتظام تجربہ کار اور ہوشیار باورچیوں کے ذریعہ سے ارزاں ہوسکتا ہے تو ہر گھر میں بیچاری گھر والی دن رات چولھا پھوکنے میں اپنا تمام وقت ضائع کرے یا جب کپڑا دھلنے کے کارخانے کھولے جاسکتے ہیں اور وہاں اچھے سے اچھا کپڑا دھل سکتا ہے تو گھر کی عورتیں اس عذاب میں پھنسی رہیں - وہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ قوم کے بچوں کی پرورش کے لئے مشترکہ قسم کے دائہ‌خانے کھول دئے جائیں جہاں بچوں کو نئے سائنٹفک طریقوں سے نہلایا دھلایا جائے گا - ان کو اچھی غذا وقت سے دیجائے گی - اگر بیمار پڑیں گے تو بچوں کے مخصوص ڈاکٹر جلد سے جلد ان کے معالجہ کے لئے مہیا ہو سکیں گے - نہ ان کی دن رات زد و کوب اور لے دے ہوگی نہ ان کو لاڈ پیار میں بگاڑا جائے گا اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ وہ

ان بری عادتوں اور تباہ کن خرابیوں سے بچیں گے کہ جن کا خطرہ گھروں میں آئے دن لگا رہتا ہے - مثلاً نہ صرف کسانوں میں بلکہ کسانوں سے زیادہ مزدور پیشہ لوگوں میں شراب پینے کی عادت ہے - جس گھر میں ماں باپ شرابی ہوں گے اُس میں بچوں کا کیا حال ہوگا - ماسوا اگر یہ صورت نہ بھی ہو تب بھی بالعموم مائیں گھر کی بدعتوں سے تنگ رہتی ہیں وہ بچوں کی غور و پرداخت صحیح طریقے سے کیسے کر سکتی ہیں- یہ خیال نیا نہیں ہے امریکہ میں بھی اب اس خیال کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے لیکن وہاں صرف روساء اور اُمراء کے گھروں میں دائہ خانے ہوتے ہیں یا بالکل مفلس اور لاوارث بچوں کے لئے قوم کی جانب سے دائہ خانے کہیں کہیں قائم ہوگئے ہیں لیکن روس میں یہ تجویز بڑے پیمانے پر اور تمام قوم کے بچوں کے لئے سوچی جا رہی اور عمل میں آ رہی ہے - یورپ اور امریکہ میں جب روس کے سرکاری دائہ خانوں کا ذکر آتا ہے تو لوگ کانوں پر ہاتھ رکھنے لگتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے یہ خیال عام طور سے پھیلایا گیا ہے کہ روس میں ماں باپ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو علحدہ کرکے دائہ خانوں میں بھیجدیں اور سرکار کے سپرد کردیں - یہ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے - البتہ صرف اُن بچوں کے لئے جن کی غور و پرداخت قطعی نہیں ہو رہی ہے یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ حکومت بچوں کا دائہ خانوں میں داخل کرنا لازم کردے ورنہ یہ تجویز اُسی صورت میں عمل میں آتی ہے کہ جب والدین خود اس پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں - پھر ماں باپ کے لئے سہولتیں پیدا کی جاتیں ہیں کہ وہ بچوں کو دن میں دو ایک مرتبہ دیکھ لیا کریں اُن کو پیار کر لیا کریں اور اُن سے کھیل لیا کریں - تمام قوم کے بچوں کے لئے دائہ خانے قائم ہونا آسان کام نہیں اس میں ایک زمانہ لگے گا اور تب بھی اسی حالت میں ممکن ہوسکے گا کہ جب حکومت کی مالی حالت بہتر ہوتی جائے اور اس کے ساتھ کی دوسری سہولتیں بھی عمل میں آسکیں - بعض بعض جگہوں پر یہ سہولتیں اور تجویزیں بڑی کامیابی اور خوبی سے عمل میں آتی ہیں - مورس ہندس اپنی عینی شہادت کی بنا پر تحریر کرتا ہے کہ "میں ایک جوتے کے کارخانہ میں گیا - یہ کارخانہ صرف بے روزگار لوگوں کے لئے کھولا گیا تھا اور انہیں لوگوں نے کھولا تھا البتہ اس کو سرکاری امداد ملتی تھی - مجھ کو تمام کارخانہ میں گھمایا گیا علاوہ فیکٹری کے میں نے جو

ساز و سامان اور باتیں وہاں دیکھیں اُن کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں - وہاں نہ صرف فیکٹری اور دفتر تھا بلکہ تمام کاریگروں اور ان کے گھر والوں کے لئے باورچی خانہ تھا - کپڑے دھونے کا کارخانہ تھا - اسکول اور کلب تھے - تفریح گاہ تھی - سنیما اور تھیٹر تھا - اخبار اور پریس تھا اور بچوں کی پرورش کے لئے دائہ خانہ بھی تھا - غرضکہ اس فیکٹری نے اپنی دنیا ھی الگ کر رکھی تھی اور سب کارخانہ نہایت خوش اسلوبی سے چلایا جا رہا تھا - سب فیکٹریوں میں ایسے انتظامات نہیں ھیں - مگر تمام فیکٹریاں ان انتظامات اور سہولتوں کو زیر نظر رکھتی ھیں - سخنتا نامے ایک قصبہ میں جہاں کوئلہ کی کانیں اور اس کے کارخانے ھیں اس قسم کی مشترکہ زندگی کے تمام انتظامات مہیا کئے گئے ھیں - مطبخ ' کپڑے دھلنے کا کارخانہ ' کلب ' پارک ' تھیٹر ' اسکول ' دائہ خانہ غرضکہ سب ھی سامان موجود ھیں اور جس طرح سے یہ انتظامات تکمیل پاتے ھیں انہیں دیکھکر حیرت ھوتی ھے " روس میں جو مکانات تعمیر ھو رھے ھیں دو تین یا حد سے حد چار کمروں سے زیادہ کے نہیں ھوتے اور جب تک بولشوک حکومت قائم ھے ' رھنے کے لئے بڑی بڑی حویلیاں یا محلات تیار ھونے غیر ممکن ھیں اُس کی وجہ یہ ھے کہ تمام آسایش اور تفریح کا سامان اب گھر کے باھر ھوتا ھے اور بڑے پیمانے کے مکانات اور محلات کی گنجایش ھی نہیں -

شادی کا دستور غائب

بڑے بڑے شہروں میں شادی کا دستور اب غائب ھوتا جاتا ھے - میاں بیوی بغیر رجسٹریشن کے دفتر میں نام لکھائے شادی کی زندگی بسر کرنے لگے ھیں - نہ قانون معترض ھے نہ سوسائٹی اس کو بری نگاہ سے دیکھتی ھے - نہ اس بات کو چھپایا جاتا ھے - نہ عیب سمجھا جاتا ھے - ایسے طرز عمل کی مثالیں نہ صرف معمولی لوگوں میں ملتی ھیں بلکہ پڑھے لکھے شایستہ اور ذی مرتبہ لوگوں میں یہ دستور رائج ھو گیا ھے - شادی کی طرح طلاق بھی نہایت آسان ھے - جن لوگوں کی شادی رجسٹر نہیں ھوتی ھے وہ تو خود ھی جب علیحدہ ھونا چاھتے ھیں علیحدہ ھو جاتے ھیں - جنہوں نے شادی رجسٹر کروا لی ھے وہ رجسٹریشن آفس میں جاکر طلاق کا اعلان کر دیتے ھیں - نہ کوئی شکایت ' نہ مقدمہ ' نہ شہادت ' نہ ھنگامہ - گویا بالکل معمولی بات ھے جس کی کوئی پروا نہیں کرتا البتہ جہاں بچوں کی پرورش کا سوال پیدا ھوتا ھے وہاں قانون سختی کے ساتھ گرفت

کرتا ہے خواہ بچے شادی شدہ ماں باپ کے ہوں خواہ غیر شادی شدہ میاں بیوی کے طلاق ہوگا تو بچوں کی پرورش کا بار اُن پر لازمی ہوگا بالعموم بچوں کی پرورش ماں کے سپرد ہوتی ہے اور باپ کو صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے - ہر صورت میں اُس کو ایک ثلث اپنی آمدنی کا دینا پڑتا ہے لیکن نصف سے زیادہ کبھی نہیں خواہ کتنے ہی بچے ہوں - بعض حالتوں میں صورت بدل بھی جاتی ہے یعنی بچہ کی پرورش باپ کے سپرد کی جاتی ہے اور ماں کو صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے- ماں بھی صرفہ اُسی حساب سے دیتی ہے کہ جو باپ کے لئے مقرر ہے - اگر بچہ نہیں ہے اور طلاق ہوتا ہے اور میاں بیوی دونوں صحیح اور تندرست ہیں تو صرفہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر ماں بر سر روزگار نہیں اور اس کی تندرستی اچھی نہیں تو طلاق کی صورت میں خاوند کو ایک سال تک بیوی کے گزارہ کے لئے ایک ثلث اپنی آمدنی کا دینا پڑتا ہے اور اگر عورت برعکس ہے تو اسی طرح سے بیوی کو خاوند کے گزارے کے لئے ایک سال تک ایک ثلث اپنی آمدنی کا دینا ہوتا ہے -

خاندانی شیرزے کا کیا حشر ہوگا ؟

جب یہ صورتیں پیدا ہورہی ہیں کہ جنکا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے تو خاندانی زندگی اور خاندانی شیرازے کا کیا حشر ہوگا ؟ کم از کم باہر والوں کی نگاہ میں تو اس کا خاتمہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے - جب ذاتی ملکیت کا دستور اُٹھتا جاتا ہے ' مذہب کی بنیادیں سست ہوتی جاتی ہیں ' شادی کا رواج ضروری اور قانونی طور سے لازمی نہیں سمجھا جاتا ' طلاق آسان اور اسقاط حمل بھی جرم نہیں قرار دیا جاتا اور عورت اقتصادی حیثیت سے خود مختار ہوتی جاتی ہے اور اُس کو مکمل آزادی حاصل ہوگئی ہے ' بچوں کی پرورش گھر کے باہر ہونے لگی ہے اور تمام انتظامات خانہ‌داری اور ضروریات زندگی بھی مشترکہ اور مجموعی حیثیت سے گھر کے باہر ہی انجام پانے لگیں گے تو پھر گھر کی ضرورت اور خاندانی شیرازہ بندھنے کا موقع کہاں رہ جائیگا ؟ کمیونسٹ یہ جواب دیتے ہیں کہ بایں ہمہ عورتیں عورتیں ہی رہینگی اور مرد مرد ہی - عورتوں اور مردوں کی باہمی اور قدرتی کشش اور محبت ایک دوسرے کو کھینچے گی چونکہ عورت کو روزی کا سہارا ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں رہیگی اور گھر کی جھنجھٹ سے اس کو نجات مل جائیگی تو ایسی حالت میں میاں بیوی کی محبت خود غرضی سے پاک ہوگی اور وہ ایک دوسرے کی صحبت کے زیادہ خوشی اور لطف کے ساتھ جویاں رہینگے - بچوں کی

قدرتی خواهش اور بچوں کی محبت اس رشتہ کو زیادہ استوار بنائیں گی - جو مکروہات زندگی زن و شو کے تعلقات کو آئے دن ناگوار بنائے رہتی ہیں اور جن سے زندگی کا لطف کرکرا ہوتا ہے جب وہ باقی نہیں رہیں گی تو رشتۂ اتحاد زیادہ مضبوط ہوگا اس خیال کی تائید زمانۂ حال کے دو نامی سائنس داں اور فلاسفر ان الفاظ میں کرتے ہیں - ایل-ٹی-ہوب ہاوس [۱] کا مقولہ ہے " کہ محبت اور خاندانی زندگی کی خوانسان کی سرشت میں ہے - یہ خو اور خیال انسان اپنے دل و دماغ کے ساتھ ورثہ میں پاتا ہے جو مٹایا نہیں جا سکتا " ہیو لاک ایلس [۲] کا بیان ہے " کہ خاندانی زندگی کی سرشت انسان کے رگ و ریشہ میں پیوست ہے اور کسی طرح سے دور نہیں کی جاسکتی " انسان کیسی ہی سوسائٹی میں زندگی بسر کرے روزانہ ایسے لمحے اُس کی زندگی میں گزرتے ہیں کہ جب وہ مجمع سے دور گوشۂ عافیت اور بیوی بچوں کی صحبت کا جویاں اور خواہاں ہوتا ہے اس عادت اور خواہش سے خاندانی زندگی کی بنیادیں مستحکم رہینگی اور وہ موجودہ مکروہات سے صاف و پاک زیادہ لطف کی صحبت ہوگی - اگر یہ خیال صحیح ثابت ہوا اور خاندانی زندگی قائم رہ سکی اور اُس کا شیرازہ بندھا رہا تب بھی لازمی ہے کہ اُس کی موجودہ صورت میں کا یا پلٹ ہو جائیگی اور خاندانی زندگی اپنی موجودہ صورت کا سایہ رہجائیگی- انسانی ترقی اور بہبود کے لئے ازادی کے ساتھ ہی ساتھ ذمہ داری کے حس کا پیدا ہونا اور نشو و نما پانا قطعی لازمی ہے روس کی نوخیز نسل آزادی کی آب و ہوا میں اُڑ رہی ہے لیکن اسمیں ذمہ داری کا حق کس درجہ تک پیدا ہوگیا ہے اور جب موجودہ جوش عقیدت کم ہو جائیگا تو اُسوقت ذاتی ذمہ داری کی عادت اس میں کس قدر مستحکم ہوگی اُس کے متعلق کوئی پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی - روس میں اسوقت ایک نئے تہذیب وتمدن کی بنا ڈالنے کی کوشش بلیغ کی جارہی ہے - یہ کسطرح نشو و نما پائیگا اور اس کو استحکام حاصل ہوگا یا نہیں اور اگر استحکام بھی حاصل ہو تو بنی نوع انسان کے لئے یہ بہبودی اور ترقی کا باعث ہوگا یا تنزل اور بربادی کا اسکا

T. L. Hobhouse—[۱]

Havelock Ellis—[۲]

جواب آج نہیں دیا جاسکتا جو کچھ نظروں کے سامنے گزر رہا ہے اور جو کچھ فوراً گزرنے والا ہے اسکا معمولی سا خاکہ ان صفحات میں کھینچنے کی کوشش کی گئی ہے اور بس -

---

خاتمہ

BIBLIOGRAPHY.

1. Russia by Wallace Mackenzie.
2. Russia by Markeeu and Ohara.
3. *Russian Revolution by James Mavor.*
4. Russian Revolution by Lawton.
5. The New Russia by Haden Guest.
6. Soviet Russia under the second decade by Chase, Dun and Tugwell.
7. Soviet Planned Economic Order by Chamberlain.
8. Moscow has a Plan.
9. Humanity uprooted by Maurice Hindus.
10. Mind and face of Bolshevism by Rene Fullop Muller.
11. Lenin and Gandhi by Rene Fullop Muller.
12. Rasputin by Rene Fullop Muller.
13. Remenecenses of Russian Revolution by P. Price.
14. Bolshevic Russia by Karlgrain.
15. Communal Russia by Maccormick.
16. Life under the Soviet by Wickistead.
17. Principles of Social Reconstruction by Bertrand Russul.
18. Roads to Freedom by Bertrand Russul.
19. Socialism Old and New by Graham.
20. Conquest of Bread by Kropatkim.
21. Leninism by Stalin.

ك٣م ٩٦٢٤٠٨٦١

رلس

٣٣٤٥٥

Date	No.	Date	No.